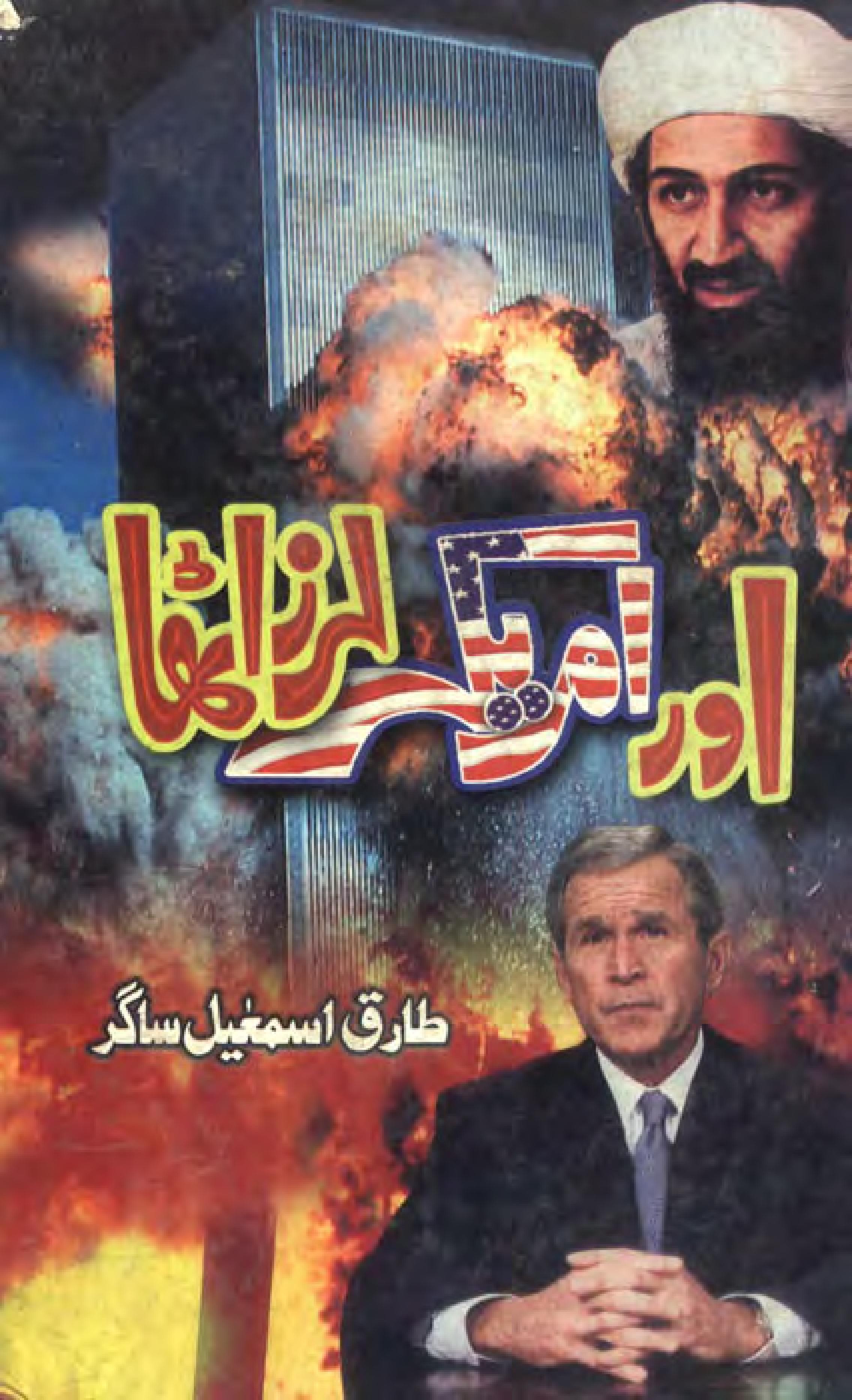
اور امریکہ لرز اٹھا
طارق اسمٰعیل ساگر

# پیش لفظ

ایف بی آئی کے سابق چیف نے نیوز ویک کے شمارہ میں اپنی یادداشتیں تازہ کرتے ہوئے کہا کہ جب وہ یوسف رمزی کو پاکستان کے شہر ڈیرہ اسمٰعیل خان سے گرفتار کر کے امریکہ لائے اور کینڈی ایئرپورٹ سے ہیلی کاپٹر کے ذریعے یوسف رمزی کو اپنے ہیڈ کوارٹر لے جارہے تھے تو ہیلی کاپٹر سے میں نے یوسف رمزی کو ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی بلڈنگ دکھاتے ہوئے کہا۔

''دیکھو امریکہ کا فخر ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور
پینٹاگان اپنی جگہ کھڑے ہیں۔تم ان کا کبھی
کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔''

میری بات سن کر یوسف رمزی نے کہا۔

''اگر میرے پاس ڈالر اور بارود کی کچھ زیادہ
مقدار ہوتی تو میں تمہیں بتایا کہ تمہارا فخر
Pride کیا حیثیت رکھتا ہے۔''

سی آئی اے نے اپنی اہم ترین رپورٹ میں جو امریکی سالمیت سے متعلق تیار کی گئی تھی یہ بات کہی ہے کہ دہشت گرد ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پینٹاگون کو تباہ کر کے امریکہ پر نفسیاتی

فتح حاصل کر سکتے ہیں یہ تھیسس امریکی معاشرے میں ایک عرصے سے موجود ہے۔

11 ستمبر کو ہونے والے واقعات جنہوں نے دنیا کی واحد سپر پاور کی چولیں ہلا کر رکھ دیں اور انہیں ان کی بے پناہ بے بسی کا احساس دلا دیا کسی بھی انسان دوست کے لئے کوئی اچھی خبر نہیں تھی۔ بے گناہوں کا قتل خواہ وہ دنیا کے کسی حصے میں ہی ہو نا قابل معافی جرم ہے یہ بات دنیا کا ہر مہذب انسان تسلیم کرتا ہے اسلام تو ہے ہی سلامتی کا راستہ۔ دنیا کا کوئی بھی مذہب اپنے پیروکاروں کو ہرگز ہرگز ایسے گھناؤنے قتل عام کا حکم نہیں دیتا۔

لیکن--- انسانی تاریخ ایسے بے شمار المیوں سے بھری پڑی ہے۔ راہ گم کردہ دانشوروں نے جن میں خصوصاً ہندو اور یہودی دانشور پیش پیش ہیں اپنے مقاصد کی بجا آوری کے لئے انسانوں کے بے رحمانہ قتل کو نہ صرف جائز بلکہ ضروری قرار دیا ہے جس کی متعدد مثالیں ماضی قریب کی تاریخ سے پیش کی جا سکتی ہیں۔ چانکیہ (کوتلیہ) کی تعلیمات کا ماخذ یہی فلسفہ ہے اور اسرائیلی "By way of Deception" کو اپنا ماٹو قرار دیتے ہیں۔

بے گناہ اور معصوم زندگیوں کا ملیا میٹ ہو جانا اگرچہ ایک ہولناک حادثہ ہے، لیکن یہ سوال پوچھا جانا چاہئے کہ امریکہ کو وہ بے پناہ نفرت کیوں نظر نہیں آ رہی، جو اس نے اپنے خلاف دنیا کے بہت سے دل شکستہ اور مایوسی کے شکار علاقوں میں پیدا کر رکھی ہے؟ جن لوگوں نے نیویارک اور واشنگٹن میں خودکش حملوں کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا تھا انہوں نے اپنے پیچھے خوفناک ہلاکتیں اور بربادیاں چھوڑی ہیں، لیکن اس کے بدلے میں انہوں نے خود اپنی زندگیوں کو قربان کر دیا ہے۔ ان کی ان کارروائیوں کے پیچھے کونسا دکھ اور غم وغصہ تھا؟ بہر حال موت کو گلے لگا لینے کی جرأت تو شدید جذباتی دھچکے اور خوفناک مایوسیوں کی وجہ سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اس تباہی اور بربادی کی نشر وتشہیر میں سب سے زیادہ زور اس



نکتے پر دیا گیا ہے کہ یہ خیر اور شر کے درمیان جنگ ہے۔ محض اتفاقیہ طور پر یا بالفرض محال کیا کسی نے حملہ آوروں کو زبردست تحریک دینے والے اسباب کا ذکر کرنے پر بھی غور کیا ہے؟

اگرچہ یہ بات کہنا سنگدلی کے مترادف ہے، لیکن تشدد کی اتفاقیہ یا سوچی سمجھی کارروائیوں میں بے گناہ اور معصوم جانوں کا نقصان اکثر ریاکاریوں کی وجہ سے ابھرنے والے زبردست اشتعال کا نتیجہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ان ریاکاریوں سے جو احساسات جنم لیتے ہیں، وہ سب لوگوں کے لئے ایک جیسے نہیں ہوتے۔ یقینی بات ہے کہ اسرائیلی فوجیوں کے ہاتھوں فلسطینی بچوں کی ہلاکت سے نیویارک میں وہی احساسات پیدا نہیں ہو سکتے، جو مقبوضہ فلسطینی علاقوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ کیا عراق پر لگائی گئی پابندیوں کے باعث اذیتوں اور مصیبتوں کا شکار ہونے والے عراقی بچوں کی حالت زار نے ہر جگہ تمام لوگوں کو ایک جیسا ہی متاثر کیا ہوگا؟ نیویارک اور واشنگٹن کے واقعات کی وجہ سے اقوام متحدہ سوگ میں ڈوب گئی ہے۔ مشرق وسطیٰ کے طول وعرض میں اور خصوصاً فلسطین کے مقبوضہ علاقوں میں ان واقعات سے بالکل مختلف احساس پیدا ہوئے ہیں۔ اگرچہ کسی نے بھی ان کارروائیوں کی حمایت نہیں کی، مگر حماس کے لیڈر شیخ یاسین نے یہ کہہ کر بہت سے لوگوں کی ترجمانی کی ہے کہ ''امریکہ نے جو کچھ بویا تھا، آج اسے اس کا پھل مل رہا ہے۔''

یہ ملٹری انٹیلی جنس کی ناکامی نہیں جو نیویارک اور واشنگٹن کی تباہی کا باعث بنی ہے، بلکہ فہم وادراک کی ناکامی ہے اور اس تباہی کی اتنی ہی زیادہ وجہ بے جا نخوت اور غرور ذات بھی ہے۔ امریکہ یہ تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے کہ مشرق وسطیٰ میں اس کا رویہ خصوصاً اسرائیل کی اندھا دھند امداد ہی وہ عنصر ہے جو اسلامی دنیا کے طول وعرض میں پائے جانے والے غم وغصہ کو ہوا دے رہا ہے اور وہاں جارحیت کا رجحان ابھر رہا ہے۔ واحد سپر پاور کی

حیثیت نے بھی امریکی رویئے میں غرور و تکبر پیدا کر دیا ہے اور اسے اس غلط فہمی کی شہ ملی ہوئی ہے کہ وہ ہر کام کر سکتا ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ امریکہ ایک شر پسند ملک ہے۔ ایسا ہرگز نہیں، مگر مشرق وسطیٰ میں اسرائیل کے ساتھ اس کے خصوصی تعلقات کی وجہ سے اس کی قوت فیصلہ اور پیش بینی مسخ ہو چکی ہے۔

اسرائیلی بندوقوں کی گولیوں سے جو بچے مرتے ہیں انہیں ''فائرنگ کے تبادلے'' کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے۔ بے رحمانہ قتل کو ''ہدف کا قتل'' کہا جاتا ہے؛ جیسے یہ قتل کی کوئی قابل معافی شکل ہو۔ سچائی کو شاید ہی کبھی اتنے زیادہ بے ہودہ یا پھر ''نفیس انداز'' میں توڑا مروڑا گیا ہو۔ کیا اس رجحان سے ناراضگی پیدا نہیں ہوتی اور جب ناراضگی لا حاصل ہو تو مایوسی پیدا نہیں ہوتی؟ جب تک امریکہ کو اس بات کا احساس نہیں ہوگا، یہ غلط راستے پر چلتا رہے گا اور ان وجوہات کے خلاف تادیبی کارروائی پر زور دیتا رہے گا، جن کا تعلق وہ اپنی دانست میں دہشت گردی کے ساتھ سمجھتا ہے۔ اسامہ دہشت گردی کی وجہ نہیں، بلکہ وہ حالات کے نتیجے میں سامنے آیا ہے اگر امریکہ ہر صورت میں وجوہات دریافت کرنے پر تلا ہوا ہے تو اسے ایریل شیرون کے کردار کا قریب سے جائزہ لینا چاہئے جس نے حالیہ برسوں میں کسی بھی دوسرے اسرائیلی لیڈر کے مقابلے میں عام عربوں کے رویوں کو زیادہ سخت بنا دیا ہے۔

ایک اور محرک بھی مصروف عمل ہے۔ یاسر عرفات کو مطیع کرنے، عراق کو تباہ کرنے اور قذافی پر پابندیاں لگانے کے بعد امریکہ یہ سمجھ بیٹھا کہ اس نے مشرق وسطیٰ کی دہشت گردی کا خاتمہ کر دیا ہے، لیکن اس نے غلط سمجھا۔ تین عوامل نے ایک نئی جارحیت کو جنم دیا، یعنی ایرانی انقلاب، افغانستان پر سوویت قبضہ اور لبنان میں ''عمل'' اور ''حماس'' ملیشیاؤں کا جنم لینا۔ لبنان میں اسرائیلی جارحیت کے خلاف مزاحمت کی شام نے حوصلہ



افزائی کی اور اس پر ایران بھی اثر انداز ہوا۔ افغانستان میں جنگجوئی کی جو قسم وجود میں آئی، وہ بالکل ہی مختلف تھی۔ یہاں ''بنیاد پرستی'' کا جو کردار وجود میں آیا، اسے ضیاء الحق کے پاکستان نے سہارا دیا اور اسے سعودی اور امریکی سرمائے سے تقویت دی گئی، کرداروں کی حیرت انگیز تبدیلی کو دیکھیں تو یہی وہ جنگجوئی ہے۔ جو سرد جنگ کی کٹھالی میں پیدا ہوئی اور افغانستان میں خود امریکہ نے اس کی سرپرستی کی۔ سوویت فوج کے خلاف جنگ میں ہی اسامہ میں جہاد کا اشتعال پیدا ہوا تھا۔ جس کے بعد اسے امریکہ کی شکل میں شیطان کا روپ نظر آیا۔ چنانچہ اب یہ بھوت پریت اپنے ہی خالق کو خوفزدہ کرنے کا باعث بنے ہوئے ہیں۔

جہاں تک عراق کا تعلق ہے اس نے ایران کے مقابلے میں آ کر امریکی مفادات کے لئے کام کیا۔ کافی عرصے کے بعد صدام حسین میں اپنی عظمت کے متعلق غلط فہمیاں پیدا ہو گئیں اور انہوں نے کویت پر حملہ کر دیا۔ اگر انہوں نے اس فاش غلطی کا ارتکاب نہ کیا ہوتا تو انہیں اب بھی امریکہ کی ہمدردیاں حاصل ہوتیں۔ مگر واشنگٹن میں درون بینی کی صلاحیت نہیں۔ وہ اب غصے میں ہے اور وہ اپنے جانی دشمنوں کی تلاش میں ہے۔ اگرچہ ابھی تک ٹھوس ثبوت نہیں مل سکے مگر اسامہ بن لادن کی طرف انگلیاں اٹھائی جا رہی ہیں۔ اس سے ہم براہ راست پیچیدگیوں میں پھنس گئے ہیں، کیونکہ اسامہ تک رسائی پاکستان کے ذریعے ہی ممکن ہو سکتی ہے۔

امریکہ نے اسی لئے پاکستان سے یہ مطالبہ کیا اور ہماری اس گذارش کو ماننے سے انکار کر دیا کہ ہم طالبان پر بعض معاملات میں بالکل اثر انداز نہیں ہو سکتے۔

صورتحال کچھ بھی ہو، ہمیں اپنی عزت و وقار کو مدنظر رکھنا چاہئے یا پھر یہ دیکھنا چاہئے کہ ہمارے نہ ٹوٹنے والے کشکول میں کیا کچھ باقی رہ گیا ہے۔ اگرچہ ''عالمی دہشت

گردی'' کے خلاف متحدہ کوششوں سے پاکستان کے الگ تھلگ رہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، پھر بھی ہمیں کسی کو یہ اجازت نہیں دینی چاہئے کہ وہ پاکستان کی سرزمین کو استعمال کرے۔ ہمیں اس حقیقت کی پروا نہیں کرنی چاہئے کہ واحد سپر پاور ہونے کے علاوہ امریکہ دنیا کا سب سے بڑا مطلبی ملک ہے، جو الفاظ کو اپنی مرضی کے مطابق توڑ مروڑ لیتا ہے۔ ہم نے جس طریقے سے رمزی اور ایمل کانسی کو امریکہ کے حوالے کیا تھا۔ وہ ایک خودمختار ملک کے شایان شان نہیں تھا، بلکہ ایک ایسے فرمانبردار ملازم کا کردار ادا کیا تھا، جو ایک دور دراز بیٹھے ہوئے آقا کا حکم مانتا ہے۔ ہمیں یہ مصیبتیں اٹھانے کے بدلے میں کیا ملے گا؟ وہ بے شمار مکے اور گھونسے ہوں گے جو ہماری عزت و وقار کے منہ پر مارے جائیں گے؟ درست قدم اٹھاتے ہوئے ہمیں محتاط رہنا چاہئے۔

مادی اور اقتصادی نقصان کے مقابلے میں کہیں زیادہ نقصان امریکہ کی عزت و وقار کو پہنچا ہے۔ ایسا دوسرے ملکوں کے ساتھ ہو چکا ہے، مگر امریکہ کے ساتھ نہیں ہوا تھا۔ ''امریکی قلعہ'' پرل ہاربر کی نسبت زیادہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکا ہے۔ پرل ہاربر تو بہت دور بحرالکاہل میں واقع تھا، یہ خودکش حملے امریکہ کے دل کے اندر تک اثر انداز ہوئے ہیں۔ وال سٹریٹ اور پینٹا گون، ایک امریکہ کی مالیاتی طاقت کی علامت اور دوسرا اس کی فوجی قوت کی علامت ہے۔

امریکہ نہ صرف فوجی اور اقتصادی حیثیت سے سپر پاور ہے، بلکہ یہ اس سیارے کا سب سے زیادہ باصلاحیت ملک بھی ہے آبادکاری کا کام شروع ہو چکا ہے اور اس سے پہلے کہ ہم کچھ اندازہ کر سکیں، اس کے زخم مندمل ہو چکے ہوں گے۔ البتہ نفسیاتی طور پر کچھ اثرات باقی رہیں گے۔ اس بار تو دہشت گردوں نے اغوا شدہ طیاروں کے ساتھ حملہ کیا



ہے، اگر وہ نیوکلیئر ہتھیاروں تک پہنچ گئے تو صورتحال کیا ہوگی؟ پاکستان، جسے زوال کے کنارے تک پہنچی ہوئی ایک طاقت کے لحاظ سے دیکھا جاتا ہے اسے نئے حالات کے مطابق اپنی ایٹمی پالیسی پر غور کرنا چاہئے۔ امریکہ کی نگاہوں کو آسمانوں پر بحران کی قوس فلسطین سے افغانستان تک پھیلی ہوئی نظر آرہی ہے۔ کسی بھی دوسرے ملک کے مقابلے ان حالات سے پاکستان سب سے زیادہ متاثر ہوگا۔

صدر بش اور کولن پاول سے ٹونی بلیئر تک گزشتہ چند روز کے واقعات کو تہذیب و تمدن کے خلاف جنگ قرار دے رہے ہیں اور عالمی نشریات کے دو جڑواں دیوتا، سی این این اور بی بی سی اس کو اچھال رہے ہیں۔ اسرائیلی بندوقوں کی گولیوں سے ہلاک ہونے والے بچے تہذیب و تمدن پر حملے کیوں شمار نہیں ہوتے؟ ویتنام پر بمباری اور کیوبا پر حملہ بھی اس شمار قطار میں نہیں آتے۔ کیا عراقی بچوں کی حالت زار انسانی احساسات کیلئے باعث شرم نہیں ہے، لیکن جب موت اور تباہی مین ہٹن کے دل اور پینٹا گون پر حملہ آور ہوتی ہے تو معیار تبدیل ہو جاتے ہیں......!!! اور یہی وہ منافقانہ پالیسی ہے جس کی قیمت امریکہ کے بے گناہ شہریوں کو ادا کرنی پڑی۔ بحران کی اس گھڑی میں ہمارے ارباب بست و کشاد کیا فیصلہ کرتے ہیں؟

اس سوال کا جواب تو سب کو معلوم ہے کیونکہ فیصلہ ہو چکا ہے لیکن اس کے مضمرات کیا ہوں گے؟ کسی نے جاننے یا سوچنے کی زحمت نہیں کی؟

طارق اسمٰعیل ساگر

# فہرست


| | |
|---|---|
| Amrica Under Attack | 13 |
| تباہی کی لمحہ بہ لمحہ رپورٹ | 32 |
| حملہ کیسے ہوا؟ | 36 |
| ''امریکی صدر کو بچاؤ''! | 38 |
| کوئی حماقت نہ کرنا | 41 |
| نشانہ وائٹ ہاؤس تھا لیکن...... | 42 |
| 1995ء کا منصوبہ کیا تھا؟ | 44 |
| 1 گھنٹہ 3 ہوائی اڈے 4 طیارے | 45 |
| اوول ہاؤس سے خطاب | 47 |
| پینٹا گان | 50 |
| ورلڈ ٹریڈ سنٹر | 52 |
| تاریخ کی سب سے بڑی دہشت گردی | 56 |
| موساد کا خفیہ اور تباہ کن آپریشن | 58 |
| بے گناہ اور بے چارے مسلمان | 66 |
| خدشات اور سوالات جنم لیتے ہیں | 71 |
| مزید تباہی کی اطلاعات | 75 |





| | |
|---|---|
| امریکہ حالت جنگ میں | 79 |
| پاکستان کی آزمائش شروع ہوتی ہے | 88 |
| ایف بی آئی متحرک ہوتی ہے | 97 |
| پاکستان کو سیدھی وارننگ | 104 |
| حالات کے بدلتے تیور | 114 |
| اقتصادی پریشر بڑھنے لگا | 127 |
| نیٹو کا عجیب وغریب کردار | 131 |
| گرفتاریاں اور اسرائیلی دہشت گردی | 134 |
| کور کمانڈرز کانفرنس | 142 |
| 3 ارب ڈالر کی پیشکش | 151 |
| آزمائش کی مشکل ترین گھڑی آن پہنچی | 164 |
| 11ویں 12ویں کور ریڈ الرٹ | 178 |
| القاعدہ اور اسامہ | 189 |
| واشنگٹن پوسٹ کا اداریہ | 194 |
| پاکستان کیا کرے؟ کدھر جائے؟ | 198 |
| ایشیا ویک اور نیوز ویک کی اہم رپورٹس | 218 |
| چین...... چوکس اور خبردار! | 222 |
| مشتری ہشیار باش | 228 |
| امریکہ اور طالبان کی تیاریاں | 239 |

| | |
|---|---|
| اسامہ چاہیے زندہ یا مردہ | 244 |
| امریکہ کا ممکنہ جنگی پلان کیا ہے؟ | 258 |
| ''موساعد'' کے ملوث ہونے کا اہم ثبوت | 265 |
| اسامہ بن لادن -- نئے انکشافات | 269 |
| ''ٹائم'' کی رپورٹ | 280 |
| ملا عمر بمقابلہ صدر بش | 285 |
| صدر جنرل پرویز مشرف کا خطاب | 294 |
| یہ گھڑی محشر کی ہے | 303 |
| کتابیات | 311 |




# AMRICA UNDER ATTACK

11 ستمبر کی صبح مقامی وقت 8 بجکر 45 منٹ۔ دنیا کے مصروف ترین شہر کی مصروف ترین بلڈنگ ورلڈ ٹریڈ سنٹر جو اپنی ایک سو دس منزلہ عمارات کے ساتھ نیویارک کی شناخت اور امریکہ کے تکبر و رعونت کی نشانی بن کر ایستادہ ہے اور جہاں ایک وقت میں قریباً 50 ہزار مرد و خواتین اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوتے ہیں میں معمول کی سرگرمیاں جاری ہیں۔ زندگی معمول کے مطابق رواں دواں ہے۔ مغربی سرمایہ دارانہ نظام کے پر شکوہ مظہر نیویارک کے ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں گہما گہمی شروع ہو چکی ہے۔ ہزارہا کارکن اس کے جڑواں ٹاورز میں خوش و خرم دن کی کاروباری مصروفیات کا آغاز کر رہے ہیں کہ ایک جہاز اس کے ایک حصے سے آ کر ٹکراتا ہے اور اس کی 10 منزلیں ملبے کا ڈھیر بن کر نیچے آ رہی ہیں۔

ابھی کوئی سنبھل نہیں پاتا کہ ٹھیک 18 منٹ بعد ایک دوسرا جہاز ٹاور کے دوسرے حصے سے ٹکراتا ہے اور اس کے انہدام کا خوفناک عمل بھی شروع ہو جاتا ہے۔ آگ بھڑک اٹھتی ہے چاروں طرف دھواں پھیل جاتا ہے۔ چیخوں اور آہ و بکا سے کان پڑی آواز سنائی

نہیں دیتی۔ مرد اور عورتیں کھڑکیوں سے چھلانگیں لگا دیتے ہیں اور ہاتھوں میں ہاتھ دیئے موت کے منہ میں کود جاتے ہیں۔ چند ہی لمحے بعد امریکہ کی فوجی سطوت و جبروت کی مظہر پینٹا گان کی عمارت ایک اور جہاز ٹکرانے سے شعلوں کی لپیٹ میں آجاتی ہے۔ وہ عمارت جس میں 24 ہزار ماہرین اور کارکن مصروف عمل تھے اور جو سپر ٹیکنالوجی کی مدد سے دنیا کے کونے کونے میں ہونے والی ہر حرکت کو مانیٹر کرنے کا زعم رکھتی تھی، تباہی اور بربادی کا ہولناک منظر پیش کرتی ہے اور پھر آن کی آن میں امریکی طاقت کے مراکز وائٹ ہاؤس، سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ، کیپٹل ہل اور قریباً 800 مرکزی عمارات انخلاء اور بھگدڑ کے ایسے مناظر دیکھتی ہیں جن کی کوئی مثال پہلے موجود ہے اور جن کا چند لمحے پہلے تک کوئی تصور بھی نہ کرسکتا تھا۔ امریکی صدر کہاں ہیں، کس حال میں ہیں، ان کے Where abouts کا کسی کو علم نہیں حتیٰ کہ جب وہ فلوریڈا سے ایک جہاز میں سوار ہو کر ایک ہوائی اڈے پر اترتے ہیں تو انہیں خود معلوم نہیں ہوتا کہ انہیں کہاں لے جایا جارہا ہے اور وہ اور ان کا جہاز کس سرزمین پر اترے ہیں۔ امریکی نائب صدر ڈک چینی، وزیر دفاع رمزفیلڈ، دنیا میں دہشت کی علامت سی آئی اے کے سربراہ جارج ٹینٹ اور ایف بی آئی کے چیف رابرٹ موئیلر کے حدود اربعہ کا کسی کو علم نہیں۔ امریکہ کی تاریخ میں پہلی دفعہ تمام اندرونی اور بیرونی پروازیں بند کردی جاتی ہیں وزیر خارجہ کالن پاول پیرو کے دارالحکومت لیما میں تباہی کی خبر سنتے ہیں اور شدید پریشانی کے عالم میں اپنے ملک کی طرف بھاگتے ہیں۔

امریکہ کی تمام سٹاک مارکیٹیں اور مالیاتی ادارے ٹھپ ہو جاتے ہیں کیا صرف 120 منٹ پہلے کوئی امریکی جرنیل، مدبر، مخبر، دفاعی ماہر اس منظر نامے کا تصور بھی کرسکتا تھا؟ سی این این کے چوٹی کے مبصرین حیران ہیں کہ پانچ طیارے جو اندرون ملک پرواز



تھے منٹوں اور گھنٹوں کے اندر اندر کس طرح ہائی جیک ہو جاتے ہیں اور کسی روک ٹوک کے بغیر اپنے اپنے ہدف پر کس طرح اپنے آپ کو گرا دیتے ہیں۔ امریکی وزارت دفاع، پینٹا گان کی عمارت، کہا جاتا ہے کہ دنیا کی سب سے محفوظ (most secured) عمارت ہے لیکن اس کا حفاظتی نظام تار عنکبوت ثابت ہوتا ہے جسے ایک بیلسٹک میزائل نہیں، ایک لڑاکا جنگی طیارہ نہیں، ایک جوہری بم نہیں محض ایک مسافر طیارہ توڑ تاڑ کے رکھ دیتا ہے اور اس کا راستہ روکنے کے لئے کوئی حفاظتی تدبیر بروئے کار نہیں آپاتی۔

الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا کی خبروں کے مطابق 11 ستمبر کو واقعات کچھ اس طرح پیش آئے کہ دو اغوا شدہ طیارے صرف 18 منٹ کے وقفوں سے ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے دونوں ٹاوروں سے الگ الگ جا ٹکرائے جس کے نتیجے میں دونوں ٹاور زمین بوس ہوگئے۔ اس کے فوراً بعد امریکہ کی دانست میں اس کے محفوظ ترین مقام ''پینٹا گان'' سے ایک طیارہ ٹکرایا اور دھماکوں کے ساتھ عمارت کو آگ لگ گئی۔ ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر ''طیارہ بموں'' سے حملہ کے نتیجے میں ہزاروں افراد کے ہلاک و زخمی ہونے کا خدشہ ہے ان واقعات کے بعد واشنگٹن میں دفتر خارجہ میں کار بم کا دھماکہ ہوا، ان حملوں کے بعد پینٹا گون، وزارت خارجہ، وہائٹ ہاؤس اور دیگر تمام اہم سرکاری عمارتوں کے علاوہ اقوام متحدہ کی عمارت بھی خالی کرالی گئی۔ ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر طیارہ بموں کے ان حملوں نے پورے امریکہ کو ہلا کر رکھ دیا۔ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب صبح 8 بجکر 30 منٹ پر زندگی رواں دواں تھی۔ اس وقت پیش آنے والے یہ واقعات ناقابل یقین تھے بتایا گیا ہے کہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں 50 ہزار افراد کام کرتے ہیں جبکہ ڈیڑھ لاکھ افراد روزانہ بزنس کیلئے آتے ہیں۔ اس طرح اس سانحہ میں مرنے والے افراد کی تعداد ہزاروں تک پہنچ سکتی ہے بتایا گیا ہے کہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور

پینٹا گون سے ٹکرانے والے تینوں طیارے اغوا کئے گئے تھے جبکہ چوتھا طیارہ بھی اغوا کیا گیا ہے جس نے وہائٹ ہاؤس سے ٹکرانا تھا مگر اس کا بروقت بندوبست کرلیا گیا۔

یہ طیارہ پینسلوانیا کے علاقہ میں گر کر تباہ ہو گیا ورلڈ ٹریڈ سنٹر سے ٹکرانے والے دو طیاروں میں سے ایک بوسٹن اور دوسرا نیوجرسی سے اغوا کیا گیا تھا۔ ان واقعات کی ذمہ داری اسامہ بن لادن پر عائد کی جا رہی ہے۔ صدر بش نے اسے قومی سانحہ قرار دیا ہے۔ دونوں شہروں میں پھیلے دھوئیں کے بادل اور تباہی اس ''ٹریجڈی'' کو اور بھی واضح کر رہے ہیں۔ دھماکوں کے بعد پینٹا گون اور دفتر خارجہ کی عمارت بھی شعلوں اور دھوئیں میں لپٹی پڑی تھی اور دونوں شہروں میں ''جنگ'' کی سی صورتحال نظر آ رہی تھی۔ ہر شخص جدھر مرضی منہ اٹھائے بھاگ رہا تھا شہری زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی۔ امریکی صدر بش نے اسے دہشت گردی پر مبنی حملہ قرار دیا ہے بتایا گیا ہے کہ طیارے ہائی جیک کرنے کے بعد انہیں ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی عمارت سے ٹکرایا گیا۔ دھماکوں کے بعد ٹاورز سے دھوئیں کے بادل اور آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ بتایا گیا ہے کہ ایک عینی گواہ نے بتایا کہ اس نے الارم کی آواز سنی کیونکہ کمرشل جیٹ طیارہ بوئنگ 110,776 منزلہ عمارت کی 80 سے 85 فلور کے ساتھ ٹکرایا اور پھر چند منٹ کے وقفہ کے بعد دوسرا طیارہ جنوبی ٹاور سے جا ٹکرایا۔ سی این این نے بتایا ہے کہ ان میں ایک طیارہ امریکن ائر لائنز کا کمرشل جیٹ تھا جو بوسٹن سے اڑ کر آیا۔ اسے اغوا کیا گیا تھا۔

فیڈرل ایوی ایشن ایڈمنسٹریشن کی ترجمان لارا براؤن نے بتایا کہ اتھارٹی اس بارے میں حقائق اکٹھے کر رہی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اس علاقہ میں کسی طیارے کو اڑنے کی اجازت نہیں تھی اور یہ ممنوعہ ''ائر سپیس'' تھی۔ نیشنل ٹرانسپورٹیشن سیفٹی بورڈ کے ترجمان



ایرا فرمن نے عندیہ دیا ہے کہ یہ طیارے محض حادثاتی طور پر نہیں ٹکرائے کیونکہ ادھر نارمل ائر ٹریفک نہیں ہے۔

پینٹا گون میں دو دھماکوں میں کم از کم 7 افراد زخمی ہو گئے۔ سی این بی سی کے مطابق نیویارک کی سٹاک ایکسچینج بلڈنگ بھی خالی کرالی گئی ہے۔ نیویارک کے ایک رہائشی نے بتایا کہ پہلے واقعہ میں کمرشل پسنجر جیٹ ٹاور کی طرف بڑھتا دکھائی دیا اور پھر زوردار دھماکہ سے جا ٹکرایا۔ اس کے بعد دوسرے ٹاور سے ٹکرایا۔ ورلڈ ٹریڈ سنٹر 110 منزلہ عمارت ہے جو نیویارک کی سب سے بلند عمارت ہے دوسرا ٹاور اس سے صرف دو میٹر لمبا ہے۔ امریکہ بھر میں تمام طیاروں کا ٹیک آف فوری طور پر روک دیا گیا ہے آن لائن کے مطابق مسافر طیاروں کو اغوا کر کے انہیں دنیا کی تیسری بلند ترین عمارت ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور محکمہ دفاع کے پینٹا گون کے صدر دفاتر سے ٹکرا کر دنیا بھر کو ہلا کر رکھ دیا گیا۔ تباہی کے ان واقعات میں ہزاروں افراد کی ہلاکت کا خدشہ ہے منگل کو جب امریکی قوم اپنے روزمرہ معمولات زندگی کے لئے مصروف ہوئی تو صبح نو بجے نیویارک کی فضاؤں میں غیر متوقع طور پر ایک مسافر بوئنگ طیارہ انتہائی نچلی پرواز کرتے ہوئے دکھائی دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ دو حصوں پر مشتمل ایک سو دس منزلہ بلند ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے ایک حصے سے جو کہ تقریباً 80 ویں منزل کے قریب تھا سے انتہائی زوردار دھماکے کے ساتھ جا ٹکرایا۔ اس سے فضا میں آگ کا بڑا بگولہ اٹھا اور ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تقریباً آٹھ منزلوں کی ایک طرف کا حصہ مکمل طور پر تباہ ہو کر طیارے کے ملبے سمیت نیچے آ گرا۔

اس دھماکے کی آواز نیویارک کے طول و عرض میں سنائی دی گئی اور فوری طور پر ہنگامی صورتحال پیدا ہو گئی۔ ابھی امدادی کارروائیاں شروع ہوئیں تھیں کہ ایک اور مسافر

طیارہ نیویارک کی فضاؤں میں آیا اور وہ بھی نچلی پرواز کرتے ہوئے ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی عمارت کے دوسرے حصے سے جا ٹکرایا۔ دنیا کی اس بلند و بالا عمارت سے طیارے ٹکرانے کے باعث ہونے والی تباہی کی خبر دنیا بھر میں جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی۔ اس واقعہ کے تقریباً پون گھنٹہ کے اندر ایک مسافر طیارہ جو کہ دوران پرواز اغوا ہوا تھا امریکہ کے انتہائی حساس ترین ادارے پینٹا گون کے صدر دفاتر پر آ گرا۔ جس سے پینٹا گون کا ایک حصہ مکمل طور پر تباہ ہو گیا۔ اس کے چند منٹ بعد امریکی محکمہ خارجہ سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے قریب کار بم کا زوردار دھماکہ ہوا اور وائٹ ہاؤس کے قریبی شاپنگ سنٹر میں بھی دھماکہ ہونے کی اطلاع ملی۔

ان واقعات کے بعد امریکی فضائیہ کے درجنوں جنگی طیاروں کو فوری طور پر فضاؤں میں بھیج دیا گیا اور انہیں ہدایت دی گئی کہ وہ کسی بھی مشکوک طیارے کو دیکھتے ہی حکم ملنے پر مار گرائیں۔ ملبہ زمین پر گرنے سے ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے قریبی علاقے میں تباہی پھیلی اور بتایا گیا ہے کہ ملبہ کی زد میں آ کر بڑی تعداد میں افراد ہلاک ہوئے جن میں امدادی کارکن بھی شامل ہیں۔ نیویارک میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر سے دس کلومیٹر اور شہر کے وسطی علاقے کو مکمل طور پر سیل کر دیا گیا متعلقہ حکام کے علاوہ کسی کو اس علاقے میں آنے کی اجازت نہیں تھی۔ سینکڑوں کی تعداد میں ایمبولینسوں کے ذریعے مرنے اور زخمی ہونے والوں کو ہسپتالوں کی طرف لے جایا جانے لگا جبکہ ہسپتالوں میں ایمرجنسی نافذ کر دی گئی اس کے ساتھ نیویارک شہر میں بھی ایمرجنسی نافذ کرتے ہوئے ہر قسم کی پبلک ٹرانسپورٹ اور ریل گاڑیوں کو وقتی طور پر روک دیا گیا امریکہ بھر میں ہوائی اڈوں کو سیل کر کے اندرون ملک پروازوں کا شیڈول ملتوی کر دیا گیا جبکہ بیرون ملک سے آنے والی پروازوں کو بھی آنے کی اجازت نہ دی گئی جس کے باعث کئی فلائٹس کینیڈا کی طرف موڑ دی گئیں۔



امریکی محکمہ خارجہ و دفاع نے دنیا بھر میں اپنے باشندوں، فوجوں اور تنصیبات کے لئے سیکورٹی ہائی الرٹ کرنے کے احکامات جاری کر دیئے۔ اطلاعات کے مطابق دہشت گردی کے ان واقعات میں مرنے اور زخمی ہونے والوں کی حتمی تعداد معلوم نہیں ہو سکی تاہم یہ خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ ان واقعات میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ مارے گئے جبکہ اس سے بہت بڑی تعداد میں لوگ زخمی ہوئے جن میں ہزاروں کی حالت نازک بتائی جاتی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ تباہ ہونے والے ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے اردگرد کے علاقے میں سینکڑوں لاشیں موجود ہیں۔ دہشت گردی اور دھماکوں کے ان واقعات میں امریکہ بھر میں خوف و ہراس کی لہر دوڑا دی جبکہ خوف زدہ امریکی عوام اپنے ملک کے انٹیلی جنس اداروں اور سیکورٹی ایجنسیوں کے خلاف شدید غصے کا اظہار کر رہے ہیں۔ امریکی حکام کے مطابق جو طیارے ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پینٹا گون سے ٹکرائے انہیں دوران پرواز اغوا کیا گیا اور بعد ازاں انہیں اپنے ہدف کے ساتھ ٹکرا دیا گیا ان عمارتوں سے ٹکرانے والے تینوں طیاروں میں عملہ کے ارکان سمیت تین سو افراد سوار تھے جو اپنی منزل پر جاتے جاتے اپنی جان سے چلے گئے۔ امریکی حکام طیاروں کے اغوا کی تحقیقات، امدادی کاموں، مزید کسی اور واقعہ سے بچنے کے لئے حفاظتی اقدامات میں مصروف ہیں۔ آخری اطلاعات ملنے تک ان واقعات کی ذمہ داری کسی تنظیم نے حتمی طور پر قبول نہیں کی، تاہم اس بات کا خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ اس کارروائی کا مشرق وسطیٰ کی صورتحال سے گہرا تعلق ہو سکتا ہے جبکہ بعض عالمی حلقے ان واقعات کو فلسطینیوں کے ساتھ جوڑنے کے ساتھ ساتھ اسامہ بن لادن کو بھی اس میں ملوث کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تازہ ترین اطلاع کے مطابق 7 گھنٹے بعد ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تیسری عمارت بھی زمین بوس ہو گئی۔

پاکستان ہی نہیں ساری دنیا میں وہ دن اور رات قیامت ڈھا گئے۔ انسانی آنکھ نے حیرت اور استعجاب سے عجب تماشا دیکھا کہ سی این این کا کیمرہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر فکس تھا، ایک ٹاور کے بالائی حصے میں سے دھوئیں کے بادل امڈ رہے تھے، نیوز کاسٹر بتا رہا تھا کہ ایک چھوٹا طیارہ حادثاتی طور پر بلند عمارت سے جا ٹکرایا ہے، اس حادثے کی وجوہ پر تبصرے ہو رہے تھے، اچانک ایک دوسرا طیارہ فضا میں نمودار ہوا، اس کا رخ دوسرے ٹاور کی طرف تھا۔ پہلا طیارہ ٹاور پر کافی بلندی سے ٹکرایا تھا، دوسرا بھی قریباً اتنی ہی بلندی پر تھا، دیکھتے ہی دیکھتے وہ اچانک نیچے آنے لگا اور پندرہ بیس منزلوں کو اوپر چھوڑتے ہوئے ٹاور سے آٹکرایا، پانچ چھ سو میل کی رفتار سے اڑتے ہوئے ایک ہی سیدھ میں رہ کر نیچے آنا ہوا بازی میں غیر معمولی مہارت رکھنے والے کے لئے ہی ممکن ہے۔ یاد رہے کہ رن وے پر آنے کے لئے طیارہ بہت فاصلے سے بلندی چھوڑنا شروع کرتا ہے، اس کے نیچے بھی خالی جگہ اور سامنے کھلا رن وے ہوتا ہے اور اس کے ساتھ کنٹرول ٹاور کی مسلسل ہدایات مل رہی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ سمت اور بلندی کو کنٹرول کرنے کے لئے کمپیوٹر موجود ہوتا ہے۔

ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے ٹاور کو ہٹ کرنے کے لئے، ان میں سے کچھ نہیں تھا، کمپیوٹر اس مقصد کے لئے کام نہیں دے سکتا تھا۔ اس میں حادثے فیڈ نہیں کئے جا سکتے۔ لازم ہے کہ پائلٹ نے کمپیوٹر بند کر کے کنٹرول اپنے ہاتھوں میں لے لیا ہو گا لیکن ایک ٹاور کو ہٹ کرنا اور وہ بھی عین قریب آ کر دو اڑھائی سو فٹ کی بلندی چھوڑنا، کسی عام پائلٹ کے بس کی بات نہیں یہ مہارت کا حیران کن مظاہرہ تھا، شائد کسی ایئر شو میں بھی ایسا مظاہرہ نہیں ہوا ہو گا۔ اسی دوران دنیا کی سب سے بڑی دفتری عمارت اور امریکہ کے محکمہ دفاع کے ہیڈ کوارٹر پینٹا گون میں آگ لگنے کی خبر آ گئی۔ شکاگو میں دھماکے کی خبر ملی اور پھر افواہوں اور خبروں



میں امتیاز مشکل ہو گیا۔

کیپٹل ہل میں دھماکہ۔

سٹیٹ آفس کے باہر کار بم چل گیا۔

ایک اور طیارہ اغوا۔

فضائیہ حرکت میں آ گئی۔

وہائیٹ ہاؤس خالی کرا لیا گیا

پینٹا گون کی عمارت خالی اور پھر خالی ہونے والی عمارتوں کے نام بڑھتے گئے۔ وزارت خزانہ، وزارت انصاف، اقوام متحدہ کا ہیڈ کوارٹر اس کے بعد شہر اور محلے نیویارک کے ڈاؤن ٹاؤن اور واشنگٹن ڈی سی کے خالی ہونے کی خبریں، سارے شہر خوف کی لہروں پر ڈگمگانے لگے، تمام ہوائی اڈے بند ہو گئے۔ امریکہ آنے والی تمام پروازوں کا رخ کینیڈا کی طرف موڑ دیا گیا۔ امریکہ نے پہلی مرتبہ اس قدر وسیع پیمانے پر شہری آبادی کے اندر تباہی کے خوف کا تجربہ کیا ہے۔ یہ تجربہ اسے خانہ جنگی کے دوران بھی نہیں ہوا، شمال اور جنوب کی ریاستوں میں باہمی جنگوں کے دوران بھی نہیں اور عالمی جنگ کے دوران بھی نہیں۔ اس میں صرف پرل ہاربر جنگ کی لپیٹ میں آیا تھا لیکن یہ مین لینڈ امریکہ سے دور بحرالکاہل کے آدر ایک اڈہ تھا، جس پر مرنے والوں کی تعداد چند سو تھی۔ نہ عالمی جنگ کے دوران نہ تاریخ کے کسی دوسرے دور میں، امریکہ کے تمام ہوائی اڈے بند کئے گئے۔ امریکی صدر وہائٹ ہاؤس چھوڑ کر کسی تہہ خانے میں نہیں گیا۔ دنیا بھر میں آگ لگانے والے پینٹا گون کے اندر کبھی آگ نہیں لگی تھی۔

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اس تباہی کے اندوہناک کھیل میں ایک گولی نہیں

چلی، ایک گولہ نہیں برسا، ایک بم نہیں چلا، کوئی میزائل نہیں گرایا گیا۔ صدر بش امریکی شہروں کو نام نہاد بدمعاش ملکوں کے ایمٹی بموں اور میزائلوں کے حملوں سے بچانے کے لئے اربوں ڈالر کے تحقیقی اور تجرباتی پروگرام شروع کررہے ہیں اور تباہی کیسے آئی؟ بارود کا گولہ استعمال کئے بغیر...... انسانی عزم وارادے کو طاقت سے نہیں کچلا جاسکتا۔ اسے صرف بدلا جاسکتا ہے۔

O

دنیا بھر کے نشریاتی اداروں نے امریکہ پر ہونے والے اس حملے کو دور حاضر کا انتہائی خطرناک سنسنی خیز لیکن دلیرانہ حملہ قرار دیا۔ بتایا گیا کہ دو طیاروں نے یکے بعد دیگرے ورلڈ ٹریڈ سنٹر سے ٹکرانے کے بعد دنیا کی مضبوط ترین عمارت کو راکھ کا ڈھیر بنا کر رکھ دیا۔ تیسرا طیارہ امریکی محکمہ دفاع کی عمارت سے ٹکرایا محکمہ خارجہ کی عمارت کے باہر کار بم کا دھماکہ ہوا ان حملوں سے بڑے پیمانے پر تباہی پھیلی امریکی یہ کہہ رہے ہیں کہ پورے امریکہ کو حملے کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ نیویارک اور واشنگٹن میں ہر طرف افراتفری پھیلی ہوئی ہے۔ تجزیہ کاروں نے ان حملوں کو مختصر اور سنگین جنگ قرار دیتے ہوئے کہا کہ امریکی تاریخ میں یہ ہولناک اور کامیاب حملہ تھا۔ امریکی انٹیلی جنس ایجنسیوں کو بھی امریکہ کے اندر ٹھکانوں پر ایسے اچانک حملوں کی کوئی توقع نہیں تھی۔

یہ بات بھی حیران کن ہے کہ سی آئی اے اور ایف بی آئی سمیت امریکی انٹیلی جنس ایجنسیوں کو بھی ان حملوں کا کوئی پیشگی علم نہیں تھا۔ ان حملوں نے امریکی انٹیلی جنس ایجنسیوں کی کمزوریوں کو بھی بے نقاب کردیا۔ واشنگٹن اور نیویارک کے مرکزی علاقوں میں ہونے والے ان حملوں کے بعد امریکی انٹیلی جنس ایجنسیوں کے موثر ہونے کے بارے میں



سوال بھی اٹھے گا کیونکہ یہ امریکی انٹیلی جنس ایجنسیوں کی مکمل ناکامی ہے۔ بین الاقوامی ذرائع ابلاغ نے بتایا کہ امریکی محکمہ دفاع سے 24 ہزار ملازمین کو نکالا گیا محکمہ دفاع کی عمارت کے چار فلور تباہ ہوگئے عمارت کا باقی ماندہ حصہ آگ کی لپیٹ میں تھا۔ بین الاقوامی ذرائع ابلاغ نے امریکی ٹھکانوں پر حملوں کی بڑے پیمانے پر کوریج کی اور لمحہ بہ لمحہ تفصیلات فراہم کرتے رہے۔

امریکی ٹیلی ویژن سی این این ''امریکہ انڈر اٹیک'' کے عنوان سے رپورٹیں ٹیلی کاسٹ کرتا رہا امریکہ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ طیاروں کی پروازیں بند کرنا پڑی ہیں اور وفاقی عمارتوں اور دفاتر کو خالی کرایا گیا ہے۔ تجزیہ کاروں نے نئے حملوں کا تعلق مشرق وسطی کی صورت حال سے ہونے کا بھی امکان ظاہر کیا ہے اور کہا ہے کہ واشنگٹن اور نیویارک میں ہولناک مناظر دیکھنے میں آئے۔ خوفزدہ لوگ پریشانی میں چیختے چلاتے ادھر ادھر بھاگتے رہے امریکیوں کے لئے منگل کا دن انتہائی افسردہ رہا۔

پاکستان میں یہ خبر ملتے ہی حکومت نے فوراً حفاظتی اقدامات کر لئے تمام غیر ملکی سفارتخانوں خصوصاً امریکی اور یورپی سفارتخانوں کے گرد سیکورٹی سخت کردی گئی۔ اس کے ساتھ ہی مغربی ممالک کے سفارتکاروں نے اپنے عملے کو ہدایات جاری کردیں کہ وہ بتائے بغیر باہر نہ نکلے اور آپس میں رابطے میں رہیں۔ اپنی حفاظت کا خیال رکھیں۔ پاکستان میں امریکہ کی سفیر وینڈی چیمبرلین نے نیویارک اور واشنگٹن میں ہونے والی تباہی کی خبر سنتے ہی اپنی تمام مصروفات ترک کردیں۔ انہیں رات کہ امریکہ کے پبلک افیئرز آفیسر کے گھر عشائیہ میں شریک ہونا تھا جہاں جانے کا پروگرام انہوں نے منسوخ کردیا۔ واشنگٹن اور نیویارک میں حملوں کے نتیجے میں وفاقی دارالحکومت میں واقع سفارتی علاقہ ڈپلومیٹک انکلیو

میں حفاظتی اقدامات سخت کر دیئے گئے ہیں۔

گزشتہ شب سفارتی علاقہ اور امریکن سنٹر پر اضافی پولیس نفری کے علاوہ بھاری تعداد میں پرائیویٹ سیکورٹی ایجنسیوں کے اہلکاروں کو اچانک تعینات کر دیا گیا جبکہ پولیس کی پٹرولنگ میں اضافہ کر کے حساس علاقوں اور مشکوک افراد کی سخت نگرانی شروع کر دی گئی ہے۔ سفارتی علاقہ میں ناکوں کی تعداد بڑھا کر وہاں سے گزرنے والی ہر گاڑی اور افراد کی کڑی چیکنگ کا حکم دے دیا گیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ سفارتکاروں کی سیکورٹی کو مدنظر رکھتے ہوئے دیگر سیکٹروں میں واقع سفارتکاروں کی رہائش گاہوں پر بھی سیکورٹی الرٹ کر دی گئی ہے جبکہ سفارتکاروں کو گھروں سے نکلنے کو منع کر دیا گیا ہے۔ ایس ایس پی اسلام آباد ناصر خان درانی نے بتایا کہ سفارتی علاقہ میں پولیس کمانڈوز بھی تعینات کر دیئے گئے، جبکہ سفارتی علاقہ میں واقعہ فلیٹوں میں مقیم افراد کی چھان بین کا بھی فیصلہ کیا گیا ہے۔ جنگل کا علاقہ تاریک ہے اس سلسلے میں وہ سی ڈی اے حکام سے سٹریٹ لائٹس کا انتظام کرنے کے لئے کہیں گے۔ آن لائن کے مطابق امریکیوں اور مغربی سفارتکاروں کی سیکورٹی سخت کرنے کے ساتھ ساتھ غیر ملکی سفارتکاروں کی تمام مصروفیات کو منسوخ کرتے ہوئے انہیں ان کی رہائش گاہوں تک محدود کر دیا گیا، امریکن سنٹر کے باہر فرنٹیئر کانسٹیبلری کی بھاری نفری تعینات کر دی گئی۔

حملوں کی اطلاع ملتے ہی روس، یورپ، اسرائیل، بھارت سمیت دنیا کے کئی ممالک میں ”سٹیٹ آف ہائی الرٹ“ ڈیکلیئر کر دی گئی امریکی سفارتکاروں اور تنصیبات کی سخت حفاظت شروع ہوگئی۔ عالمی رہنماؤں نے دہشت گردی کی مذمت شروع کر دی۔

پاکستان کے صدر جنرل پرویز مشرف سمیت دنیا بھر کے عالمی راہنماؤں نے



اس حملے کو انسانیت کے خلاف جرم قرار دیا۔ صدر پیوٹن نے ہمدردی کا پیغام دیا۔ چین نے بیجنگ میں امریکی سفارتخانے کے باہر فوج تعینات کر دی اور چینی صدر جیانگ ژمن نے حملوں کی زبردست مذمت کی اور امریکہ میں مقیم چینیوں کے بارے میں تشویش ظاہر کی۔ برطانیہ نے فوری طور پر سرکاری اور سفارتی عمارات کے علاوہ دنیا بھر میں اپنے سفارتی دفاتر میں سٹیٹ آف الرٹ کا اعلان کر دیا ہے اور حساس علاقوں میں مقیم برطانوی باشندوں کو اپنی حفاظت کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ وزیراعظم ٹونی بلیئر نے اپنے کابینہ کے سینئر وزراء کی سیکورٹی میٹنگ طلب کر لی ہے۔ انہوں نے اپنے فوری ردعمل میں کہا کہ بڑے پیمانے پر یہ دہشت گردی آج کی نئی برائی ہے۔ جس میں ایسے جنونی ملوث ہیں جنہیں انسانی زندگی کا کوئی احترام نہیں۔ برطانیہ نے امریکہ کو ہر طرح کی امداد فراہم کرنے کی پیشکش کی ہے۔

جرمنی نے حملوں کو انتہائی ہولناک قرار دیا، جرمن پارلیمنٹ نے اپنے معمول کے ایجنڈے پر فوری طور پر بحث بند کر دی۔ جرمن چانسلر شروڈر نے فیڈرل سیکورٹی کونسل کا ہنگامی اجلاس طلب کر لیا۔ فرانسیسی صدر یاک شیراک ہرٹیانی کا دورہ ختم کر کے واپس پیرس روانہ ہو گئے اور کہا کہ فرانسیسی عوام امریکی عوام کے ساتھ ہیں۔ فرانسیسی وزیراعظم نے حملوں کے فوراً بعد امریکی سفیر سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ ہم یہ خبر سن کر دہشت زدہ ہو گئے ہیں جاپان نے اپنے ملک میں امریکی تنصیبات اور عمارتوں کی نگرانی سخت کرتے ہوئے امریکہ کو ہر قسم کی امداد کی پیشکش کی ہے۔ 20 بڑی جاپانی کمپنیوں کے ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں دفاتر تھے۔ نیٹو کے سیکرٹری جنرل جارج روبرٹسن نے اتحادی فورسز کو دہشت گردی کے خلاف متحد ہو جانے پر زور دیا ہے۔ ادھر یورپی یونین کے وزرائے خارجہ کا ہنگامی اجلاس برسلز میں طلب کر لیا گیا ہے۔ اسرائیلی وزیراعظم شیرون نے کہا کہ ہمیں دہشت گردی کا تلخ

تجربہ ہے اور ہم امریکہ کی ہر طرح مدد کرنے کو تیار ہیں۔ ادھر اسرائیلی فوج کے امدادی دستے امریکہ جانے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔ بھارتی وزیر اعظم واجپائی نے بھی کابینہ کی سکیورٹی کا ہنگامی اجلاس طلب کر لیا۔

پوپ جان پال دوئم نے صدر بش کے نام اپنے پیغام میں کہا کہ بے گناہ لوگوں کی ہلاکت کو لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا اس المناک موقع پر میری پرخلوص دعائیں امریکی قوم کے ساتھ ہیں ملائشیا کے وزیر اعظم مہاتیر محمد نے یورپ کا دورہ ملتوی کر دیا اور انہوں نے امریکی حکومت کو مشورہ دیا کہ وہ انتقام لینے سے گریز کرے کیونکہ یہ مزید اموات کا سبب بن سکتا ہے۔ قطر اور کویت نے بھی حملوں کی مذمت کی اور امریکی عوام کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا۔

اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان، ایران کے صدر سید محمد خاتمی، شام اور کیوبا نے بھی حملوں کی شدید مذمت کی ہے۔ سعودی عرب نے حملوں کو غیر انسانی قرار دیا ہے اور امریکی صدر اور عوام سے اظہار تعزیت کیا ہے۔ عراق نے ابھی تک اس المناک حادثے پر کوئی ردعمل ظاہر نہیں کیا، تاہم بغداد ٹیلی ویژن پر وقفے وقفے سے حملوں کے بارے میں خبریں نشر کی جارہی تھیں۔

اس حملے کی خبر کے ساتھ ہی کئی ممالک کی سٹاک مارکیٹیں کریش ہو گئیں۔ تیل اور سونے کی قیمتیں چڑھنے لگیں امریکہ میں تجارت بند ہو گئی۔ جرمنی کی سٹاک مارکیٹ 9 اعشاریہ 6 فیصد اور لندن کی سٹاک مارکیٹ 3 فی صد گر گئی۔ حملوں کے بعد لندن کی سٹاک مارکیٹ ممکنہ دہشت گردی کے خوف سے خالی کروالی گئی۔

ٹوکیو اور ماسکو کی سٹاک مارکیٹوں میں بھی بھاری خسارہ ہوا یورو کی قدر بڑھ گئی،



اس کی قیمت میں 0.9065 فیصد اضافہ ہوا۔ لندن میں تیل کی قیمت دو ڈالر بڑھ گئی، نیویارک میں سٹاک ایکسچینج میں کام شروع نہ ہو سکا۔ بی بی سی کے مطابق حملوں کے بعد عالمی سٹاک مارکیٹوں میں افراتفری مچ گئی، شیئرز کے بھاؤ تیزی سے نیچے گرے۔

عالمی منڈی میں ڈالر کی قیمت گر گئی۔ لندن میں تیل کی قیمت تین ڈالر فی بیرل سے بڑھ گئی۔ امریکی آئل مارکیٹ شام تک کھل ہی نہیں سکی تھی۔

اٹلی کی سٹاک مارکیٹ کے انڈیکس میں 7.7 فیصد سوئزرلینڈ مارکیٹ کے انڈیکس میں 13 فیصد کمی ہوئی لندن سٹاک مارکیٹ میں برٹش ایرویز کو امریکہ کے لئے پروازیں منسوخ کرنے سے سخت نقصان اٹھانا پڑا اس کے شیئرز کی قیمتوں میں 21 فیصد کمی ہو گئی۔

نیویارک پر حملوں کے وقت صدر بش فلوریڈا میں ایک سکول کے طلباء سے گھل مل کر باتیں کر رہے تھے جب ان کے چیف آف سٹاف صدر کے نزدیک آئے اور ان کے کان میں سرگوشی کر کے المیے سے آگاہ کیا، اس پر صدر کا چہرہ زرد ہو گیا مگر وہ کچھ نہ بولے۔ فلوریڈا سے لوزیانا تک صدر کے طیارے کو بائی آلٹی ٹیوڈ پر پرواز کرائی گئی۔ صدر بش سمیت دیگر عملہ کو بھی اس بات سے مطلع نہیں رکھا گیا کہ ایئر فورس ون کہاں لینڈ کرے گا۔ لوزیانا میں اچانک لینڈنگ کے وقت صدر بش سمجھے کہ انہیں واشنگٹن لایا گیا ہے لیکن جلد ہی انہیں بتایا گیا کہ وہ لوئی زیانہ میں ہیں۔ صدر لوئی زیانہ میں ایئر فورس بیس میں قوم کے نام اپنے بیان کے دوران رو پڑے اور انہوں نے کہا کہ امریکی عوام کے صبر کا امتحان لیا گیا ہے اور ہم اس امتحان میں پورے اترے ہیں۔

O

امریکی صدر جارج بش نے امریکہ پر حملوں کو قومی المیہ اور دہشت گردی قرار

دیا۔انہوں نے ہنگامی پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بدلہ لینے کے عزم کا اظہار کیا،صدر کی پریس کانفرنس ٹی وی پر براہ راست دکھائی گئی انہوں نے نیو یارک اور دیگر مقامات پر تباہی کے حوالے سے کہا یہ ہمارے لئے مشکل وقت ہے،حکومت دہشت گردی میں ملوث افراد کو کیفر کردار تک پہنچائے گی۔انہوں نے ہلاک شدگان کے لواحقین سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے کہا کہ وہ ہمت سے کام لیں،صدر نے مرنے والوں کی یاد میں ایک منٹ کی خاموشی اختیار کی بش سانحہ کے وقت فلوریڈا میں تھے،جہاں سے انہوں نے فوری طور پر واپسی اختیار کی،نائب صدر ڈک چینی،نیو یارک کے میئر اور ایف بی آئی کے ڈائریکٹر سے تفصیلات معلوم کیں،ایف بی آئی کو واقعات کی تحقیقات کا حکم دیا اور متاثرین کی ہر طرح کی مدد کرنے کی ہدایت کی،بش نے برک ڈیل ایئر بیس پر گفتگو کرتے ہوئے دنیا بھر میں امریکی فوج کو ہائی الرٹ رہنے کا حکم دیا۔

انہوں نے اعلان کیا کہ مجرموں کو تلاش کر کے سزا دیں گے۔نامعلوم لوگوں نے ہماری آزادی پر حملہ کیا ہم اپنی آزادی کا تحفظ کریں گے۔ہم ارکان کانگریس اور عالمی رہنماؤں کو بتا رہے ہیں کہ ہم امریکہ اور امریکیوں کے تحفظ کے لئے ہر ممکن قدم اٹھائیں گے ہم نے تمام حفاظتی اقدامات کر لئے ہیں۔یہ واقعہ ہمارے لئے ایک آزمائش ہے ہم اس میں پورا اتریں گے۔وائس آف امریکہ کے مطابق صدر بش فلوریڈا سے واشنگٹن واپس آنے کی بجائے ریاست لوزیانا کے ایئر فورس کے اڈے پر پہنچ گئے۔ان کی دارالحکومت واپسی کا فیصلہ پینٹا گون کی عمارت سے طیارہ ٹکرانے کے بعد بدلا گیا۔

امریکی وزیر خارجہ کولن پاؤل نے لیما میں کہا کہ ایک بار پھر ہمیں دہشت گردی کا سامنا ہے،ان واقعات کے پیچھے دہشت گرد ہی نظر آتے ہیں۔یہ وہ لوگ ہیں جو جمہوریت



پر یقین نہیں رکھتے وہ سمجھتے ہیں کہ عمارات کی تباہی اور لوگوں کے قتل سے وہ کوئی سیاسی مقصد حاصل کر سکتے ہیں۔وزیر خارجہ نے کہا کہ دہشت گرد عمارات تباہ کر سکتے ہیں،لوگوں کو ہلاک کر سکتے ہیں مگر انہیں جمہوریت کی روح ختم کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔میں یہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ امریکہ ذمہ داروں کو انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کرے گا۔یقین رکھیں ہم آج کی خوفناک صورتحال سے خوش اسلوبی اور ہمت کے ساتھ عہدہ برا ہوں گے کیونکہ ہم ایک مضبوط قوم ہیں،ہم ایک ایسی قوم ہیں جسے خود پر اعتماد ہے۔وزیر خارجہ لیما میں ایک کانفرنس میں شرکت کرنے پہنچے تھے،انہوں نے واشنگٹن واپسی کیلئے اپنا دورہ کولمبیا منسوخ کر دیا۔

اس دوران لحہ بہ لحہ بدلتی صورتحال نے ساری دنیا کی توجہ اس حادثے کی طرف مبذول کی ہوئی تھی۔ابھی تک یہ بتایا جا رہا تھا کہ چار جہاز اغوا کئے گئے ہیں۔پھر اچانک ایک خبر فلیش ہوئی کہ پانچواں جہاز بھی ہائی جیک ہو چکا ہے اور واشنگٹن کی طرف بڑھ رہا ہے۔

ابھی تک ہلاک ہونے والوں کی تعداد کا کوئی علم نہیں ہوا تھا۔صرف امریکی فضائی کمپنیوں کی طرف سے جاری بیانات میں بتایا گیا کہ اغوا ہونے والے چاروں بوئنگ کمرشل ائرلائنز کے تھے جن میں سوار 266 افراد ہلاک ہو چکے ہیں مزید تفصیلات جاری کرنے سے انہیں ایف بی آئی نے روک دیا اور اسے امریکی سکیورٹی کا مسئلہ قرار دیا۔

امریکن ائرلائن نے اپنے جہازوں کی تباہی کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ ایک طیارہ بوئنگ 767 فلائٹ 11 تھا جو بوسٹن سے لاس اینجلس جا رہا تھا۔اس میں 81 مسافر،عملے کے 9 ارکان اور 2 پائلٹ سوار تھے۔دوسری پرواز 77 تھی اور یہ طیارہ بھی بوئنگ 757 تھا جو واشنگٹن ڈولے سے لاس اینجلس جا رہا تھا۔اس میں 58 مسافر،4 عملے

کے ارکان اور 2 پائلٹ سوار تھے۔ تیسرا طیارہ بھی بوئنگ 757 فلائٹ یو اے، 93 پر تھا۔ اس میں 38 مسافر عملے کے 5 ارکان اور 2 پائلٹ سوار تھے۔ یہ پرواز نیویارک سے نیو جرسی جا رہی تھی۔ چوتھا طیارہ بوئنگ 767 تھا اور یو اے 175 پرواز پر بوسٹن سے شکاگو جا رہا تھا اور اس میں 56 مسافر، عملے کے 7 ارکان اور 2 پائلٹ سوار تھے۔ اس طیارے کے بارے میں جب یہ اطلاع ملی کہ اسے بھی اغوا کر لیا گیا ہے اور معلوم ہوا کہ وہ رخ بدل کر واشنگٹن کی طرف آ رہا ہے تاہم اس سے قبل رونما ہونیوالے واقعات کے بعد امریکی فضائیہ حرکت میں آ چکی تھی۔ امریکی فائٹر طیاروں نے اسے واشنگٹن آنے سے قبل ہی پنسلوانیا میں جا لیا اور مسافر طیارے کے کاک پٹ میں موجود افراد سے کہا کہ وہ رخ موڑ لیں مگر اس نے اس پر عمل نہ کیا جس کے بعد مزید صورتحال بگڑنے سے قبل ہی امریکی فائٹر طیاروں نے اسے میزائل مار کر مار گرایا۔ امریکہ کے شہر نیویارک میں ٹریڈ سنٹر سے پہلا ہوائی جہاز امریکی وقت کے مطابق 8 بجکر 45 منٹ پر ٹکرایا تو اس سے صرف 18 منٹ بعد دوسرا جہاز اسی عمارت سے ٹکرا گیا۔ اس طرح 18 منٹوں میں دو جہاز تباہ ہونے کی خبر پوری دنیا میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔

پینٹا گان منگل کو سارا دن اور رات آخری خبریں آنے تک سلگ رہا تھا۔

سہ پہر 2 بجکر 10 منٹوں پر ایڈمرل کریگ کیوگلی نے پینٹا گون کے قریب ایک گیس سٹیشن پر جمع ہونے والے صحافیوں سے ملاقات کی اور بتایا کہ محکمہ دفاع میں آگ بڑی شدت سے لگی ہوئی ہے ہمیں یہ پتہ ہے کہ بہت سے لوگ زخمی ہوئے ہیں تاہم حتمی تعداد کا معلوم نہیں پینٹا گون میں لگی آگ اس گیس سٹیشن سے بھی نظر آ رہی تھی کریگ کیوگلی نے بتایا کہ لگتا ہے طیارہ جان بوجھ کر پینٹا گون میں گرایا گیا ہمیں ابھی یہ پتہ نہیں کہ یہ کس قسم کا



طیارہ تھا جو نو بجے سے تھوڑی دیر بعد پینٹا گون کی عمارت پر گرایا گیا ایک عینی شاہد کا کہنا ہے کہ یہ امریکن ائرلائن کا مسافر طیارہ تھا جو پینٹا گون کی عمارت کے پہلے فلور پر جا کر لگا۔ اس موقع پر امریکی وزیر دفاع رونالڈ رمزفیلڈ بھی عمارت میں موجود تھے۔ وہ دوڑ کر نیچے آئے اور زخمیوں کو اٹھانے میں مدد دی۔ اب رمزفیلڈ سینئر عہدیداروں کے ساتھ نیشنل ملٹری کمانڈ سنٹر میں موجود ہیں جو تباہ نہیں ہوا تاہم دھوئیں کی لپیٹ میں ہے۔ انہوں نے بتایا کہ جس عمارت کے قریب طیارہ گرا وہاں تزئین کا کام ہو رہا تھا خوش قسمتی سے زیادہ لوگ وہاں نہیں تھے طیارہ گرنے سے ایک ہیلی کاپٹر اور آگ بجھانے والا ٹرک بھی تباہ ہو گیا پینٹا گون کے کمپلیکس میں 24 ہزار لوگ کام کرتے ہیں۔

# تباہی کی لمحہ بہ لمحہ رپورٹ

امریکی وقت کے مطابق صبح 8 بجکر 45 منٹ پر ایک اغواء شدہ طیارہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے ایک ٹاور سے ٹکرایا جس کی وجہ سے عمارت میں سوراخ ہوگیا اور آگ لگ گئی۔

☆ 9 بجکر 3 منٹ پر ایک دوسرا طیارہ سنٹر کے ایک دوسرے ٹاور سے ٹکرا کر تباہ ہوگیا اور دونوں عمارتیں آگ کی لپیٹ میں آگئیں۔

☆ 9 بجکر 17 منٹ پر فیڈرل ایوی ایشن اتھارٹی کی ہدایت پر نیویارک شہر کے تمام ایئرپورٹ بند کردیئے گئے۔

☆ 9 بجکر 21 منٹ پر نیویارک سٹی پورٹی کے حکام نے نیویارک کے تمام پلوں اور زمین دوز راستے بند کرادیئے۔

☆ 9 بجکر 30 منٹ پر فلوریڈا میں خطاب کرتے ہوئے صدر بش نے کہا کہ ملک کو اس وقت بدترین دہشت گردی کے حملے کا سامنا ہے۔

☆ 9 بجکر 40 منٹ پر فیڈرل ایوی ایشن اتھارٹی نے امریکہ کے تمام ہوائی



اڈے بند کرادیئے امریکی تاریخ کا یہ پہلا واقعہ ہے کہ ملک بھر کے ہوائی اڈے پروازوں کے لئے بند کرائے گئے۔

☆ 9 بجکر 43 منٹ پر ایک طیارہ پنٹاگون کی عمارت سے جا ٹکرایا جس کی وجہ سے ہر طرف دھواں پھیل گیا اور عمارت کو فوری طور پر خالی کرانا شروع کردیا گیا۔

☆ 9 بجکر 45 منٹ پر وائٹ ہاؤس خالی کرایا گیا۔

☆ 9 بجکر 57 منٹ پر صدر بش فلوریڈا سے روانہ ہوگئے۔

☆ 10 بجکر 5 منٹ پر ورلڈ ٹریڈ سنٹر کا جنوبی ٹاور زمین بوس ہوگیا اور دھویں کے بادل ہر طرف چھا گئے۔

☆ 10 بجکر 8 منٹ پر وائٹ ہاؤس کے قریب واقع لفاییٹے پارک میں سیکرٹ سروس کے مسلح ایجنٹ متعین کردیئے گئے۔

☆ 10 بجکر 10 منٹ پر پنٹاگون کی عمارت کا ایک حصہ تباہ ہوگیا۔

☆ 10 بجکر 10 منٹ پر پٹس برگ کے جنوب مشرق میں واقع پنسلوینیا کی سومرسٹ کاؤنٹی میں یونائیٹڈ ایئرلائنز کا طیارہ گر کر تباہ ہوگیا۔

☆ 10 بجکر 13 منٹ پر اقوام متحدہ کی عمارت خالی کرالی گئی ہیڈ کوارٹر کی عمارت سے 4700 افراد اور یونیسیف اور یو این ڈویلپمنٹ پروگرامز سے کل سات ہزار افراد منتقل کئے گئے۔

☆ 10 بجکر 22 منٹ پر واشنگٹن میں ورلڈ بنک سمیت وزارت خارجہ اور انصاف کی عمارتیں خالی کرائی گئیں۔

☆ 10 بجکر 24 منٹ پر فیڈرل ایوی ایشن اتھارٹی نے بتایا کہ امریکہ آنے والی

تمام پروازیں کینیڈا بھجوانی شروع کردی گئی ہیں۔

☆10 بجکر 28 منٹ پر ورلڈ ٹریڈ سنٹر کا شمالی ٹاور بھی گر کر زمین بوس ہو گیا اور ہر طرف مٹی اور دھواں پھیل گیا۔

☆10 بجکر 45 منٹ پر واشنگٹن میں تمام سرکاری دفاتر خالی کرا لئے گئے۔

☆10 بجکر 46 منٹ پر امریکی وزیر خارجہ کولن پاؤل نے امریکہ واپسی کی وجہ سے لاطینی امریکہ کا دورہ مختصر کر دیا۔

☆10 بجکر 48 منٹ پر پولیس نے سومرسٹ کاؤنٹی میں مسافر طیارے کی تباہی کی تصدیق کی۔

☆10 بجکر 53 منٹ پر نیویارک کے ابتدائی انتخابات کا شیڈول ملتوی کر دیا گیا۔

☆10 بجکر 54 منٹ پر اسرائیل نے تمام سفارتی مشنز خالی کر دیئے۔

☆10 بجکر 57 منٹ پر نیویارک کے گورنر جیارج پٹاکی نے تمام سرکاری دفاتر بند کرنے کا اعلان کیا۔

☆11 بجکر 2 منٹ پر نیویارک کے میئر روڈی گوئلیانی نے شہریوں سے اپیل کی کہ وہ گھروں میں رہیں اور کینال سٹریٹ کا جنوبی علاقہ خالی کر دیں۔

☆11 بجکر 16 منٹ پر سی این این نے اعلان کیا کہ امریکہ پر جراثیمی ہتھیاروں سے دہشت گردی کا بھی خطرہ ہے اگرچہ اس کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں ملی احتیاطی طور پر اسکی روک تھام کے لئے ٹیمیں بھیجی جا رہی ہیں۔

☆11 بجکر 18 منٹ پر امریکن ایئر لائنز نے اعلان کیا کہ اس کے دو مسافر طیارے تباہ ہوئے بوسٹن سے لاس اینجلس جانے والے بوئنگ 767 پر 81 مسافر اور عملے



کے 11 افراد سوار تھے جبکہ واشنگٹن کے قریب ڈیلوز ایئرپورٹ سے لاس اینجلس جانے والے بوئنگ 757 پر 58 مسافر اور عملے کے 6 افراد سوار تھے۔

☆11 بجکر 26 منٹ پر یونائیٹڈ ایئر لائنز نے اعلان کیا کہ ان کا نیوآرک نیوجرسی سے سان فرانسسکو جانے والا طیارہ پنسلوینیا میں گر کر تباہ ہو گیا۔

☆11 بجکر 59 منٹ پر یونائیٹڈ ایئر لائنز نے تصدیق کی کہ پرواز 175 جو کہ بوسٹن سے لاس اینجلس جا رہی تھی 56 مسافروں اور عملے کے 9 افراد سمیت تباہ ہو گیا۔

☆12 بجکر 4 منٹ پر لاس اینجلس ایئرپورٹ جہاں اغواء ہونے والے دو جہازوں نے پہنچنا تھا خالی کرا لیا گیا۔

☆12 بجکر 15 منٹ پر سان فرانسسکو انٹرنیشنل ایئرپورٹ خالی کرا کر بند کر دیا گیا۔

☆12 بجکر 15 منٹ پر میکسیکو اور کینیڈا سے متصل امریکی سرحدوں پر ہائی الرٹ ڈکلیئر کر دی گئی تاہم سرحدیں سیل کرنے کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔

☆12 بجکر 30 منٹ پر فیڈرل ایسوسی ایشن اتھارٹی نے بتایا کہ امریکی فضائی حدود میں 50 پروازیں موجود ہیں تاہم ان میں سے کسی کو کوئی مشکل درپیش نہیں۔

☆1 بجکر 4 منٹ پر امریکی صدر بش نے کسی نامعلوم مقام سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ تمام حفاظتی انتظامات کر لئے گئے ہیں اور فوج کو بھی ہائی الرٹ کر دیا گیا ہے انہوں نے حملوں میں ہلاک اور زخمی ہونے والوں کے لئے دعا کے لئے کہا صدر نے کہا کہ امریکی حکومت اس کارروائی میں ملوث افراد کو کیفر کردار تک پہنچائے گی۔

# حملہ کیسے ہوا؟

فدائین نے منگل 11 ستمبر 2001ء کو صبح 8 بج کر 45 منٹ پر حملے کا آغاز کیا۔ 4 جہاز اغواء کئے گئے جن میں 255 مسافر سوار تھے اور ہائی جیکروں کی تعداد 19 تھی۔ اس وقت امریکہ کی فضا میں ساڑھے چار ہزار جہاز پرواز کر رہے تھے۔

چاروں جہاز اغواء کاروں نے امریکہ کی ایسٹ کوسٹ سے اغواء کئے۔ دو جہاز بوسٹن سے اغواء ہوئے چاروں کی منزل کیلی فورنیا تھی۔

امریکن ایئر لائنز کی فلائٹ نمبر 11 نے 7 بجکر 59 منٹ پر بوسٹن سے لاس اینجلس کے لئے اڑان بھری اس میں 81 مسافر اور عملے کے 11 ارکان سوار تھے یہ پرواز 8 بج کر 45 منٹ پر ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے نارتھ ٹاور سے ٹکرائی۔

یونائیٹڈ ایئر لائن کی پرواز 175 نے بوسٹن ایئر پورٹ سے 7 بج کر 58 منٹ پر اڑان بھری اس میں 56 مسافر اور عملے کے 9 ارکان سوار تھے اور لاس اینجلس کی طرف جا رہی تھی یہ پرواز بوسٹن کے ''لوگن'' ایئر پورٹ کے ٹرمینل نمبر 26 سے اپنی منزل کی طرف



روانہ ہوئی تھی جس میں 2 عربی سوار تھے ایک فسٹ کلاس کی سیٹ نمبر ون، بی اور دوسرا اکانومی کلاس میں بیٹھ گیا۔ اس جہاز میں 5 چاقو بردار سور تھے جنہوں نے چاقوؤں کے بل پر جہاز کے عملے پر قابو پایا۔ فسٹ کلاس کے مسافر کا نام ''الھجور'' بتایا جاتا ہے جن کا تعلق سعودی عرب سے تھا۔ یہ جہاز 9 بج کر 3 منٹ پر ورلڈ ٹرین سنٹر کے ساؤتھ ٹاور سے ٹکرایا۔

یونائیٹڈ ایئر لائن کی فلائیٹ نمبر 93 جو نوآرک (NEWARK Airport) سے سان فرانسسکو کے لئے 8 بج کر 1 منٹ پر روانہ ہوئی اس میں 38 مسافر 2 پائلٹ اور عملے کے 5 ارکان سوار تھے۔ اس جہاز کی منزل ہائی جیکروں نے کیمپ ڈیوڈ مقرر کی تھی لیکن غیر سرکاری اطلاعات کے مطابق اس پٹس برگ کے نزدیک امریکن فضائیہ نے مار گرایا بصورت دیگر اس جہاز کا نشانہ امریکن صدر جارج بش تھے جو اس وقت کیمپ ڈیوڈ میں موجود ہوتے۔

امریکن ایئر لائنز کی فلائیٹ نمبر 77 نے ڈلاس ایئر پورٹ سے 8 بج کر 10 منٹ پر لاس اینجلس کے لئے اڑان بھری جس میں 58 مسافر 2 پائلٹ عملے کے 4 ارکان سوار تھے اس جہاز کا رخ ہائی جیکروں نے وائٹ ہاؤس کی طرف موڑا۔ ایئر کنٹرول ٹاور نے فوراً خطرے کا سگنل دیا تو سیکرٹ سروس نے وائٹ ہاؤس خالی کروانا شروع کیا اور اس کے مکین پینسلوینا سٹریٹ کی طرف بھاگ کر آنے لگے لیکن حیرت انگیز طور پر یہ جہاز وائٹ ہاؤس کے پہلو سے نکلتا ہوا 9 بجکر 38 منٹ پر پینٹا گان کی عمارت سے ٹکرا گیا۔

ایف بی آئی کے ذرائع کے مطابق ہائی جیکرز کی تعداد 19 تھی جن میں سے 7 باقاعدہ پائلٹ تھے اور ان میں سے 4 نے امریکہ میں تربیت حاصل کی تھی۔

اطلاعات کے مطابق ایک اور اغواء شدہ جہاز بھی امریکن فضائیہ نے الاسکا کے نزدیک تباہ کیا۔

# ''امریکی صدر کو بچاؤ!''

صدر بش کو حملے کی اطلاع ایک سکول کے بچوں سے خطاب کے دوران ملی سیکرٹ سروس کے اہلکار نے صدر تک یہ خبر پہنچائی تو ان کا چہرہ زرد ہو گیا جس کے فوراً بعد صدر کو منظر عام سے ہٹا لیا گیا اب وہ سیکرٹ سروس کی حفاظت میں تھے جس کے نزدیک صدر امریکہ کے لئے اسوقت زمین پر ہر جگہ غیر محفوظ تھی اور محفوظ ترین جگہ فضا میں تھی۔ سیکرٹ سروس بضد تھی کہ صدر بش فلوریڈا سے مغرب کی طرف پرواز کریں تا کہ انہیں واشنگٹن اور نیویارک سے دور لے جایا جائے۔

اس وقت سیکرٹ سروس کے نزدیک امریکہ میں سب سے زیادہ خطرہ امریکی صدر کی جان کو تھا اور سب سے زیادہ انہیں کو حفاظت درکار تھی۔

ستم ظریفی قدرت ملاحظہ فرمائیے کہ امریکہ کا صدر اپنے ہی ملک کی فضا میں جان بچانے کے لئے اپنے محفوظ ترین جہاز ایئر فورس ون میں پرواز کر رہا تھا جس کو ایف۔15 اور ایف 16 جہازوں نے چاروں اطراف سے ہوائی تحفظ فراہم کر رکھا تھا۔



''لوزیانا'' کے فوجی اڈے پر صدر کا جہاز ایئر فورس ون فیول حاصل کرنے کے لئے اترا تو انہیں بمشکل 2 منٹ بیان کرنے کا موقعہ میسر آیا۔ صدر امریکہ اس ''حفاظتی حصار'' سے جھنجھلا اٹھے کیونکہ سیکرٹ سروس والے انہیں امریکہ کے اندر ہی اندر ''نبراسکا'' تک لے جانا چاہتے تھے جبکہ صدر کے لئے یہ صورتحال ناپسندیدہ تھی جس پر ان کے سیاسی مشیر کارل ہوپرنے جو صدر کے ہمراہ تھے ان سے کہا:۔

''جناب صدر! اس مرحلے پر ہم سیکرٹ سروس کے احکامات کے پابند ہیں اور ان کی مرضی کے خلاف فیصلہ نہیں کر سکتے۔''

دوسری طرف واشنگٹن میں صدر کے منظر سے غائب ہونے پر کانگریس ارکان میں بے چینی پھیلی ہوئی تھی۔ ایک ری پبلکن نے غصے سے کہا صدر کو اس وقت ''اوول ہاؤس'' میں ہونا چاہئے تھا جہاں سے وہ قوم سے خطاب کرتے لیکن فی الوقت ایسا ممکن نہ تھا۔

اپنے دارالحکومت میں صدر امریکہ کی واپسی 5 بجے شام ممکن ہوئی جب لڑاکا طیاروں کے ایک سکوارڈن کے جلو میں ان کا ایئر فورس ون واشنگٹن پر اترا۔ یہاں سے صدر کو انتہائی حفاظتی اقدامات میں وائٹ ہاؤس لایا گیا جہاں انہوں نے اپنے نزدیکی ساتھیوں سے مشاورت کی اور رات 8 بج کر 30 منٹ پر صدر امریکہ اپنی قوم سے خطاب کرنے کے لائق ہوئے۔ ان کے چہرے کی اداسی چھپائے نہیں چھپتی تھی۔

اس سے پہلے سیکرٹ سروس نے وائٹ ہاؤس سے متعلق مکمل اطمینان کر لیا تھا۔ 11 بج کر 30 منٹ پر انہوں نے یہاں کے تمام مکینوں کو وائٹ ہاؤس خالی کرنے کے لئے کہا جس کے بعد یہاں کے 50 محافظوں کی کمانڈ پوسٹ قائم ہوئی اور ''سچوایشن روم'' میں اس کمانڈ کے انچارج ''کونڈی رائس'' کا سلسلہ صدر امریکہ سے جو فضا میں پرواز کر

رہے تھے مستقل بحال کردیا گیا جوانہیں ایک ایک پل کی خبر دے رہا تھا۔

لارا بش اس وقت ''کیپٹل ہل'' میں موجود تھیں جہاں سے سیکرٹ سروس کے ممبران انہیں پلک جھپکتے میں ایک خفیہ اور محفوظ مقام پر لے گئے۔ سیکرٹ سروس کی ایک اور ٹیم نے حملے کی اطلاع ملتے ہی بش کی جڑواں صاحبزادیوں کو ان کی درس گاہوں سے اپنی حفاظت میں لے کر انتہائی محفوظ اور خفیہ مقام کی طرف منتقل کر دیا تھا۔ صدر امریکہ سہ پہر تک اپنی بیگم لارا بش سے طویل ٹیلی فونک گفتگو کے قابل نہیں ہوئے بالآخر انہوں نے اپنی مسز سے کہا سب ٹھیک ہوگیا ہے اور ہم اپنے گھر کی طرف آ رہے ہیں۔

ایک طرف امریکی صدر اور ان کے اہل خانہ کے حفاظتی اقدامات اور انتظامات ہو رہے تھے دوسری طرف نائب صدر ڈک چینی کو محفوظ مقام پر پہنچا دیا گیا اور کانگریس کے ارکان زیرزمین محفوظ مورچوں میں منتقل ہوگئے۔



# کوئی حماقت نہ کرنا

ہائی جیکروں اور پائلٹ کے درمیان ہونے والی گفتگو ایئر ٹریفک کنٹرول کرنے والے ایک آپریٹر نے سنی جس نے سی این این کو اپنا نام بتائے بغیر اس کی تفصیلات سے آگاہ کرتے ہوئے کہا:۔

ہائی جیکر نے پائلٹ سے کہا ہمارے پاس اور جہاز بھی ہیں خبردار کوئی حماقت نہ کرنا ہم تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ ایک جہاز کے پائلٹ نے طیارے میں ہونے والی گفتگو کو ایئر ٹریفک کنٹرول کو سنانے کے لئے مائیک کھول دیا تھا۔ کنٹرولر نے اپنا نام خفیہ رکھنے کو کہا اور بتایا کہ کاک پٹ میں موجود شخص انگریزی بول رہا تھا۔ یہ جیٹ طیارہ بوسٹن سے لاس اینجلس کے لئے روانہ ہوا تھا جس کے بعد ہی ہائی جیکر یا پائلٹ نے نیویارک کے کینیڈی ایئرپورٹ کے لئے راستہ طلب کیا جس کے بعد طیارے کا رابطہ ختم ہوگیا۔ کنٹرولر نے بتایا کہ پائلٹوں نے ہائی جیکنگ کے لئے مخصوص کوڈ داخل نہیں کئے اور نہ ہی ریڈار سٹیشنوں کو ایسا کوئی سنگل ملا جبکہ ہائی جیکروں نے پائلٹوں کو کنٹرول ٹاورز کو الرٹ ہونے کا بھی موقع نہیں دیا۔ ایئر کنٹرولر نے بتایا کہ ہائی جیکر طیارے کے سب نظام سے واقف معلوم ہوتے تھے۔

# نشانہ وائٹ ہاؤس تھا لیکن......

امریکی وزیر خارجہ نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ جو جہاز ہائی جیکروں نے پینٹا گان پر گرایا دراصل وہ وائٹ ہاؤس پر گرایا جانے والا تھا لیکن امریکی صدر جارج بش کے وائٹ ہاؤس میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے ہائی جیکروں نے وہ جہاز پینٹا گان پر گرادیا۔

امریکہ کے اٹارنی جنرل جان ایش کرافٹ نے اعتراف کیا کہ امریکہ پر طیاروں سے حملے کرنے والے دہشت گردوں کی بطور پائلٹ تربیت امریکا ہی میں ہوئی۔

انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس اس بارے میں متعدد شواہد ہیں ادھر وائٹ ہاؤس کے پریس آفس نے بتایا ہے کہ ہائی جیکرز وائٹ ہاؤس اور صدر کے ذاتی طیارے ایئر فورس 1 کو بھی نشانہ بنانا چاہتے تھے لیکن صدر کے وائٹ ہاؤس میں نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے اپنا پروگرام منسوخ کر دیا اور طیارہ پینٹا گون پر گرادیا۔ دریں اثناء ایف بی آئی کے سربراہ نے ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ ایف بی آئی نے منگل کے روز ہونے والے مربوط دہشت گردی کے حملوں میں ملوث بہت سے ہائی جیکروں کی نشاندہی کر لی ہے اور



انہوں نے کہا کہ کم از کم 3 ہائی جیکروں نے امریکہ میں طیارہ اڑانے کی تربیت حاصل کی تھی انہوں نے کہا کہ ایف بی آئی نے ابھی صرف لوگوں کو پوچھ گچھ کے لئے حراست میں لیا ہے ہائی جیکنگ یا دہشت گردی کے حوالے سے کسی کی باقاعدہ گرفتاریاں نہیں کی ہیں۔

# 1995ء کا منصوبہ کیا تھا؟

فلپائنی پولیس کے چیف سرنٹنڈنٹ ایولینو ریزن نے کہا ہے کہ نیویارک اور واشنگٹن پر جس طرح کے حملے کئے گئے ہیں فلپائنی پولیس کو 1995ء میں اسی طرح کی سازش کا پتہ چلا تھا۔ پولیس نے ایک دہشت گرد عبدالحکیم مراد کو منیلا سے گرفتار کیا تھا جو پوپ جان پال دوم کے قتل کا منصوبہ بنا رہا تھا۔

مراد اس گروپ میں شامل تھا جو رمزی یوسف نے اسامہ بن لادن کی ہدایت پر قائم کیا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ تحقیقات کے دوران مراد کا ایک لیپ ٹاپ کمپیوٹر برآمد ہوا جس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے ''پراجیکٹ بوجنکا'' نامی دہشت گردی کا ایک منصوبہ بنایا تھا جس کے تحت امریکی طیارے اغواء کئے جانے تھے انہیں بم سے اڑانا یا سی آئی اے ہیڈ کوارٹر سمیت کئی ٹارگٹس سے ٹکرانا تھا۔ مراد نے بتایا تھا کہ اسے ایک فدائی مشن کے لئے تیار کیا جا رہا تھا اس کا مطلب ہے کہ ان کے سامنے بعض ٹارگٹ تھے۔ انہوں نے کہا 11 ستمبر کا دن بھی انہوں نے شاید اس لئے چنا ہو کہ رمزی یوسف کو اسی دن سزا سنائی گئی تھی۔



# 1 گھنٹہ 3 ہوائی اڈے 4 طیارے

اس خوفناک دہشت گردی کا سنسنی خیز پہلو یہ ہے کہ حملہ آوروں نے صرف ایک گھنٹے میں امریکہ کے تین مختلف ہوائی اڈوں سے جہاں ہر ممکن حفاظتی اقدام کیا گیا تھا انتہائی مہارت، بہترین ٹائمنگ اور بے پناہ جانبازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے چار مختلف پروازوں کو ہائی جیک کیا اور پھر ان ہی جہازوں کو انسانی تباہ کن بموں میں تبدیل کر کے تباہی کے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا گیا۔ تفصیل کے مطابق امریکی ریاست میساچوسٹ کے شہر بوسٹن سے امریکی وقت کے مطابق صبح 8 بجے دو پروازیں چلیں۔ پہلی پرواز امریکن ایئر لائن کی فلائٹ 11 تھی جو بوسٹن سے لاس اینجلس جا رہی تھی۔ یہ پرواز بوئنگ 767 قسم کے جہاز کی تھی۔ اس پرواز پر 81 مسافر اور 11 عملے کے افراد سوار تھے۔ ٹیک آف کرنے کے بعد جہاز اپنی منزل کی طرف (یعنی مغرب کی طرف) جانے کے بجائے جنوب میں نیویارک کی طرف چل پڑا۔ ٹیک آف کے تقریباً 45 منٹ بعد یہ جہاز ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے ٹاور نمبر ایک کے ساتھ ٹکرایا۔ بوسٹن سے صبح 8 بجے روانہ ہونے والا دوسرا جہاز یونائیٹڈ ایئر لائن فلائٹ نمبر 75 تھا

یہ جہاز بھی بوسٹن سے لاس اینجلس جا رہا تھا اور اڑنے کے بعد مغرب کے بجائے جنوب میں نیویارک کی طرف چل پڑا۔

اڑنے کے تقریباً ایک گھنٹہ بعد یہ جہاز نیویارک میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے ٹاور نمبر دو کے ساتھ ٹکرایا ریاست نیوجرسی کے شہر نیو آرک سے یونائیٹڈ ایئر لائن کی فلائٹ نمبر 93 امریکہ کے مغربی ساحل کے شہر سان فرانسسکو کیلئے صبح 8 بجے روانہ ہوئی۔ یہ جہاز اپنے ٹیک آف کرنے کے تقریباً دو گھنٹے بعد امریکی ریاست پنسلوینیا کے شہر برگ کے قریب کریش کر گیا۔ امریکہ کے دارالحکومت واشنگٹن ڈی سی کے نزدیک ڈیلاس انٹرنیشنل ایئرپورٹ سے صبح 9 بجے امریکن ایئر لائن کی فلائٹ 77 روانہ ہوئی۔ اس فلائٹ کو واشنگٹن سے لاس اینجلس جانا تھا۔ یہ جہاز بوئنگ 757 قسم کا تھا اور اس پر 58 مسافر اور 6 عملے کے افراد تھے۔ اپنی منزل کی طرف (یعنی مغرب کو) جانے کے بجائے یہ جہاز جنوب میں ریاست ورجینیا کی طرف گیا اور واشنگٹن سے تھوڑا دور واقع امریکی محکمہ دفاع کے ہیڈ کوارٹر پینٹاگون کے اوپر جا گرا۔

اس ساری تفصیل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دہشت گردوں نے انتہائی منظم طریقے سے کارروائی کی انہیں معلوم تھا کہ پہلا طیارہ ہائی جیک ہونے کی خبر ملتے ہی امریکی ایئر ڈیفنس الرٹ ہوگی اور ایئر پورٹ سیل کر دیئے جائیں گے۔ دہشت گردوں نے صرف ایک گھنٹے کے اندر اترنے والی پروازوں کا انتخاب کیا تاکہ ایئر ڈیفنس کی جوابی کارروائی شروع ہونے سے پہلے ہی اپنے مقصد کو پورا کرلیں۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ امریکہ کے دارالحکومت واشنگٹن کیلئے استعمال ہونے والے ڈیلاس انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر انتہائی سیکورٹی کے باوجود ایک طیارہ اغوا ہوا۔ اس کے علاوہ باقی ایئر پورٹس پر بھی کڑی نگرانی کے باوجود تین طیارے اغوا ہوئے۔



# اوول آفس سے صدر بش کا خطاب

گڈ ایوننگ

آج ہمارے ساتھی شہری ہمارا طرز زندگی، ہماری آزادی ایک تسلسل کے ساتھ دانستہ اور تباہ کن دہشت گردی کی کارروائیوں اور حملوں کی زد میں آئے ہوئے ہیں۔ ان حملوں کا شکار ہونے والے لوگ طیاروں میں تھے یا اپنے دفاتر میں..... سیکرٹریز، کاروباری مرد اور عورتیں فوجی اور وفاقی کارکن، مائیں اور باپ، دوست اور ہمسائے۔

ہزاروں زندگیاں دہشت گردی کی گھناؤنی اور قابل نفرت کارروائیوں کی وجہ سے یکا یک ختم ہوگئیں۔

عمارتوں سے ٹکراتے ہوئے طیاروں، بھڑکتی ہوئی آگ اور عظیم الشان عمارتوں کے گرتے ہوئے ڈھانچوں کی تصویریں دیکھ کر ہمارے اندر بے اعتباری، بے پناہ سوز و ملال اور ایک جامد اور سخت غیظ وغضب پیدا ہوگیا ہے۔

قتل عام کی ان کارروائیوں کا مقصد ہماری قوم کو خوفزدہ کر کے افراتفری اور

شکست خوردگی پیدا کرنا تھا مگر انہیں کامیابی نہیں ہوئی۔ ہمارا ملک مضبوط وتوانا ہے۔ عظیم لوگوں میں عظیم ملک کے دفاع کا جذبہ پیدا ہوا ہے۔

دہشت گردی کے حملے عظیم الشان عمارتوں کی بنیادیں تو ہلا سکتے ہیں مگر وہ امریکہ کی بنیاد کو چھو بھی نہیں سکتے۔ ایسی کارروائیاں فولاد کو تو پاش پاش کر سکتی ہیں مگر وہ امریکہ کے عزم مصمم کے فولاد کو نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔

امریکہ کو اس لئے حملوں کا ہدف بنایا گیا ہے کیونکہ ہم دنیا میں آزادی اور سازگار حالات کے سب سے زیادہ روشن مینارۂ نور ہیں۔

میں کانگریس کے ارکان کا بہت زیادہ شکر گزار ہوں، جو ان حملوں کی زبردست مذمت کرنے میں میرے ساتھ شامل ہوئے ہیں اور امریکی عوام کی طرف سے ان متعدد عالمی لیڈروں کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جنہوں نے افسوس کا اظہار کیا ہے اور معاونت کی پیشکش کی ہے۔

امریکہ اور ہمارے دوست اور اتحادی ان تمام لوگوں کے ساتھ ہیں جو دنیا میں امن وسلامتی کے خواہشمند ہیں اور ہم دہشت گردی کے خلاف جنگ میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔

آج رات آپ سے میری استدعا ہے کہ ان تمام لوگوں کے لئے دعا کریں جو ماتم کناں ہیں۔ ان بچوں کے لئے جن کی دنیا ہی تباہ ہوگئی ہے، ان تمام لوگوں کے لئے جن کے تحفظ اور سلامتی کے احساس کو دھچکا لگا ہے اور میری دعا ہے کہ انہیں وہ طاقت سکون اور طمانیت بخشے گی، جس کا اظہار صدیوں سے مقدس مناجات 23 کے ذریعے کیا جاتا رہا ہے؟ اگرچہ میں موت کے سائے کی وادی میں سے گزر رہا ہوں، مجھے کسی شر کا خوف نہیں کیونکہ تم



میرے ساتھ ہو۔''

یہ ایک ایسا دن ہے، جب زندگی کے ہر طبقے سے تعلق رکھنے والے تمام امریکی انصاف اور امن کے لئے ہمارے عزم صمیم میں متحد ہیں۔ امریکہ نے پہلے بھی دشمنوں کو نیچا دکھایا ہے اور اس بار بھی ہم ایسا ہی کریں گے۔

ہم میں سے کوئی بھی آج کے دن کو کبھی فراموش نہیں کر سکے گا مگر پھر بھی آزادی کے دفاع کے لئے ہم قدم آگے بڑھائیں گے اور ہماری دنیا میں یہ سب کچھ اچھا اور انصاف پر مبنی ہے۔ آپ کا شکریہ

شب بخیر اور خدا امریکہ پر اپنی رحمت کرے۔

# پینٹا گان

امریکی محکمہ دفاع کی عمارت کا صدر دفتر پینٹا گان دنیا کی بڑی اور مضبوط ترین عمارت میں شمار ہوتا ہے۔ جس کی صرف 5 منزلیں زمین کے اوپر اور باقی زیرزمین ہیں جن کی تعداد کا کسی کو علم نہیں۔

رقبے کے اعتبار سے شگاگو کے مرچنٹا ئز ڈمارٹ سے پینٹا گان دوگنا ہے اور اس میں امریکہ کی مشہور زمانہ عمارت ایمپائر سٹیٹ بلڈنگ کے فلور سپیس سے تین گنا گنجائش ہے۔ اس عمارت کی کشادگی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایمرجنسی کی صورت میں اس کے پانچ مختلف شعبوں میں سے کسی ایک شعبے میں امریکہ کا تمام نیشنل کیپٹل سما سکتا ہے امریکہ میں شاید ہی کوئی ایسا شخص ملے جسے پنٹا گان کے بارے میں معلوم نہ ہوں تاہم بہت کم افراد کو اس عمارت میں جانے کا موقع ملا۔ پینٹا گون اپنے اندر ایک شہر رکھتا ہے۔ کم و بیش 23 ہزار افراد جن میں فوجی اور سول اہلکار شامل ہیں خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ جن کی ذمہ داریوں میں ملک کے دفاع کی ذمہ داری اور اس پر عملدرآمد کرنا ہے۔ یہ لوگ



واشنگٹن ڈی سی یا اس کے مضافاتی علاقوں سے روانہ آتے ہیں۔ پینٹا گون میں آٹھ ہزار سات سوستر کاریں سولہ پارکنگ مقامات پر کھڑی جاتی ہیں۔

دفاتر تک پہنچنے کے لئے 131 مختلف سیڑھیاں ہیں جو 37 لاکھ پانچ ہزار سات سو 93 مربع فٹ ہیں۔ عمارت میں 42 سو کلاک لگے ہیں 691 پانی کے چشمے ہیں۔ 284 ریسٹ رومز، 45 ہزار کافی کے کپ، چھ ہزار آٹھ سو سافٹ ڈرنکس ہیں دو کیفے ٹیریا چھ سنیکس بار اور ایک آؤٹ ڈور سنیکس بار بھی ہے۔ روزانہ دو لاکھ ٹیلی فون کالیں پینٹا گون میں موصول ہوتی ہیں۔ جبکہ یہاں کا ڈاک خانہ 12 لاکھ خطوط اور دیگر مراسلے وصول کرتا ہے۔ جبکہ مختلف لائبریریاں اہلکاروں کی ریسرچ میں معاون کردار ادا کرتی ہیں۔

فوج کی لائبریری تین لاکھ مطبوعات اور مختلف زبانوں میں ستر سو جرائد مہیا کرتی ہے۔ عمارت اپنی مثال آپ ہے حالانکہ 17.4 ملین کے برآمدے ہیں لیکن عمارت کے اندر دو مختلف مقامات کے درمیان آمدورفت میں صرف سات منٹ لگتے ہیں۔ یہ عمارت سولہ ماہ کے قلیل عرصہ میں تعمیر کی گئی۔ 83 ملین ڈالر کی لاگت سے 15 رجنوری 1943ء کو مکمل ہوئی۔

# ورلڈ ٹریڈ سنٹر

# WORLD TRADE CENTRE

ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی عمارت کئی اعتبار سے اہمیت کی حامل ہے۔ بی بی سی نے بتایا کہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے دو ٹاور والی دونوں عمارتوں میں سے ہر ایک 110 منزلوں کی تھی اور یہ ایک ہزار تین سو مربع میٹر حجم پر محیط تھیں، یہ 411 میٹر اونچی تھیں اور ہر عمارت 64 مربع میٹر پر پھیلی ہوئی تھی، دنیا کا سب سے بڑا تجارتی مرکز تھی اور عمارت میں 21 ہزار 8 سو بڑے شیشوں والی کھڑکیاں اور تیزی سے چلنے والی 23 اور قدرے سست رفتار والی 72 لفٹیں اور خودکار سیڑھیاں لگی ہوئی تھیں اور عمارت میں تقریباً 50 ہزار افراد کام کیا کرتے تھے، اس عمارت کے 107 ویں فلور پر پورا نیویارک دیکھا جا سکتا تھا اور اس میں دو مرکزی نمائش ہال تھے، جو اس قدر بڑے تھے کہ ان میں پندرہ فٹ بال سٹیڈیم سما جائیں۔

1993ء میں ایک کار بم دھماکے میں اس کے کچھ حصے تباہ ہو گئے تھے۔ اس حملے میں 6 افراد ہلاک ہوئے تھے اور 30 کروڑ ڈالر سے زائد کا مالی نقصان ہوا تھا۔



1995ء میں شیخ عمر عبدالرحمٰن سمیت سوڈان، مصر اور اردن کے 9 افراد کو اس پر حملہ کرنے کی سازش کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا۔ 1998ء میں یوسف رمزی کو اس عمارت کو تباہ کرنے کی سازش تیار کرنے کے الزام میں 24 سال قید کی سزا سنائی گئی۔ 1945ء میں امریکی فوج کا ایک جنگی طیارہ شدید دھند کے باعث عمارت کی 79 ویں منزل سے ٹکرا کر تباہ ہو گیا تھا۔

ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی دونوں عمارتوں میں دفاتر اور دکانوں کی تعداد لاکھوں میں تھی۔ اس میں سوا سو سے زائد قسم کے دفاتر اور کاروباری مراکز تھے اور ہر قسم کے دفاتر یا دکانوں کی کم از کم تعداد تقریباً ڈیڑھ ہزار اور زیادہ سے زیادہ 9 ہزار تھی، مثلاً اس میں اکاؤنٹنگ اینڈ آڈٹ بک شاپس کی تعداد 8721، بک سٹورز 5942، رسائل و جرائد کی شاپس 5192، کمپیوٹر کے مختلف شعبوں کے دفاتر کی تعداد 25 ہزار سے زائد، ہوٹل اینڈ موٹلز 7011، جیولری سٹور 5944، شراب کی دکانیں 5921، عدالتیں 9211 اور ٹیلی کمیونی کیشن 5088۔

ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے دو ٹاورز میں سے جس ٹاور کے ساتھ جہاز پہلے ٹکرایا وہ بعد میں گرا جبکہ جس ٹاور کے ساتھ بعد میں جہاز ٹکرایا وہ پہلے گر گیا۔ ایک ٹاور جہاز کے ٹکرانے کے 50 منٹ بعد اور ایک 68 منٹ بعد گر گیا۔ ماہرین اس حوالے سے پیدا ہونے والے سوالوں کا جواب دے رہے ہیں کہ ایسا کیوں ہوا۔ ٹاور کے اردگرد کی عمارتیں 1300 فٹ سے زائد بلند ٹاور گرنے کے باوجود بھی ویسے ہی کھڑی رہیں۔ اس حوالے سے انجینئرز نے بتایا کہ دوسرے جہاز کا سائز بڑا تھا اس میں فیول بھی زیادہ تھا جو بڑے دھماکے کا سبب بنا جس کی وجہ سے سٹیل کے بیم گرمی کے باعث پگھل گئے اور دوسرے بلڈنگ جلدی تباہ ہو

گئی۔

دوسرا جہاز عمارت کی عمودی اونچائی کے درمیان لگا جس سے یہ منزل کمزور ہوگئی، بعد میں جب اوپر والی منزلوں کا وزن اس پر شفٹ ہوا جس سے بلڈنگ تیزی سے تباہ ہو گئی۔ اتنی بڑی عمارت کے گرنے کے باوجود قریبی عمارتوں کا محفوظ رہنا کسی معجزے سے کم نہیں۔ تاہم جہاز اگر عمارت سے اتنی زور سے ٹکراتا کہ اس کی کمر توڑ دیتا تو عمارت کا ٹوٹا ہوا حصہ دوسری عمارتوں پر گرتا تو ان کا نقصان ہوتا یا اگر جہاز اتنا تیز ہوتا کہ عمارت کو چیرتا ہوا نکل جاتا تو سا صورت میں بھی عمارت دوسری عمارتوں کے اوپر گرتی لیکن ایسا نہیں ہوا اور عمارت متوازی تباہی سے محفوظ رہی اور ساتھ والی عمارتیں بچ گئیں۔

جہازوں کے ٹکرانے کے بعد عمارتوں میں دھماکے ہوئے اور عمارتیں عمودی تباہی سے دوچار ہوئیں اور ایک فلور کا وزن دوسرے فلور پر منتقل ہوتا گیا اور عمارتیں اپنے وزن پر بیٹھ گئیں اور ساتھ والی عمارتیں محفوظ رہیں۔ اس عمارت کے ڈھانچے کو اس ڈیزائن کے مطابق تعمیر نہیں کیا تھا جو ہوائی جہاز کے ٹکراؤ کا مقابلہ کر سکے۔ اس قسم کے ڈیزائن صرف ایٹمی بجلی گھروں اور ایٹمی ری ایکٹروں کی عمارتوں کے لئے تیار کئے جاتے ہیں۔

ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی عمارت کو پہلے کے مقابلے میں دوسرے طیارے کے ٹکرانے سے زیادہ نقصان پہنچا کیونکہ دوسرے ہوائی جہاز کی رفتار بہت تیز تھی اور یہ عمارت اس کا مقابلہ نہیں کر سکی۔ سب سے پہلے عمارت کا دوسرا اور بعد میں پہلا ٹاور منہدم ہوا۔ بلند عمارتوں میں عام طور پر پچیس، تیس منزلوں کے بعد ''بیلٹ ٹرس'' لگائے جاتے ہیں اور غالب امکان یہ ہے کہ ہوائی جہاز ٹکرانے کے نتیجے میں عمارت کے ایک یا دو ٹیرس تباہ ہوگئے اور آخر کار پوری عمارت زمین پر آ گئی۔ ہوائی جہازوں نے عمارت کے بیرونی ڈھانچے کو بھی



سخت نقصان پہنچایا جس سے بیرونی ہوا سوراخوں کے ذریعے عمارت میں داخل ہوگئی اور عمارت مکمل طور پر تباہ ہوگئی۔ بیلٹ کی تباہی اور ہوا کے شدید دباؤ کی وجہ سے عمارت کی بنیادیں متزلزل ہوگئیں اور عمارت کا ڈھانچہ اس حد تک کمزور ہوگیا کہ آخر کار زمین بوس ہوگیا۔

# تاریخ کی سب سے بڑی دہشت گردی

11/ستمبر تک نیویارک اور واشنگٹن پر دہشت گرد 6 مرتبہ حملہ آور ہو چکے ہیں لیکن تازہ دہشت گردی امریکہ ہی نہیں انسانی تاریخ کی سب سے بڑی دہشت گردی ہے۔ امریکہ میں آج تک ہونے والے بم دھماکوں کی تفصیلات کچھ اس طرح ہیں۔

24/اگست 1970ء کو (وسکونس) میں آرمڈ فورسز یونیورسٹی کا ایک ریسرچ کرنے والا انتہا پسند گروپ کی طرف سے بم دھماکے میں ہلاک ہو گیا۔ 24/جنوری 1975ء کو نیویارک کی ایک بار میں بم دھماکے سے چار افراد ہلاک ہو گئے۔ یہ 1947ء سے 1977ء کے دوران پیورٹو ریکن نیشنل لبریشن آریم سے منسوب 49 بم دھماکوں کی سیریز کا ایک دھماکہ تھا۔ 29/دسمبر 1975ء کو نیویارک کے لاگارڈیا ایئرپورٹ پر بیگج ڈیپارٹمنٹ میں نصب بم دھماکے میں گیارہ افراد ہلاک اور 75 زخمی ہو گئے۔

16/مئی 1981ء کو پین امریکن ٹرمنل نیویارک جان ایف کینیڈی ایئرپورٹ کے باتھ روم میں بم دھماکے سے ایک شخص ہلاک ہو گیا جس کی ذمہ داری پورٹو ریکن مزاحمی



آرمی نے قبول کی۔ 26/فروری 1993ء کو نیویارک ورلڈ ٹریڈ سنٹر نیویارک کی زیرزمین کار پارکنگ میں بم دھماکے میں چھ افراد ہلاک ایک ہزار زخمی زخمی ہوئے۔ چار مسلمان بنیاد پرستوں جن میں نابینا مصری عالم بھی شامل تھے، انہیں سازش کرنے اور بم دھماکے کے الزامات کے تحت سزا سنائی گئی۔ کہا جاتا ہے کہ اس دھماکے کا حکم اسامہ بن لادن نے دیا تھا۔

1998ء میں نام نہاد ماسٹر مائیڈ رمزی احمد یوسف کو 240 سال قید کی سزا دی گئی۔ 19/اپریل 1995ء اوکلاہاماسٹی میں فیڈرل بلڈنگ کے باہر کار کے بم دھماکے میں 168 افراد ہلاک اور چھ سو زخمی ہوئے۔ 9/اکتوبر 1995ء میں لاس اینجلس جانے والی ٹرین ایک بم دھماکے کے باعث ایری زونا میں پٹڑی سے اتر گئی جس میں ایک ہلاک اور اسی زخمی ہوئے۔ اس دھماکے کی ذمہ داری سنز آف گستاپو نے قبول کی۔

21/جولائی 1996ء اٹلانٹا جارجیا میں سنٹیٹیزی پارک میں بم دھماکے سے جو اولمپک گیمز کے درمیان ہوا، میں دو افراد ہلاک 110 زخمی ہو گئے۔ 16/اکتوبر 1920ء کو وال سٹریٹ فنانشل ڈسٹرکٹ نیویارک میں بم دھماکے میں چالیس افراد ہلاک اور کئی سو افراد زخمی ہو گئے تھے۔ پولیس نے اس بم دھماکے کی ذمہ داری انارکسٹوں پر ڈالی تھی۔

# موساعد کا خفیہ اور تباہ کن آپریشن

11 ستمبر 2001ء کو جب امریکہ پر دہشت گردی کی تاریخ کا سب سے بڑا حملہ ہو رہا تھا اور سارا امریکہ بوکھلایا ہوا دکھائی دے رہا تھا تو دنیا بھر کے میڈیا پر دہشت گردی کے حوالے سے صرف ایک نام اور تصویر بار بار دکھائی جا رہی تھی اور وہ تھی اسامہ بن لادن کی تصویر۔

لیکن--- کچھ ''باخبر'' حلقے ایسے بھی تھے جن کے اوسان ابھی تک خطا نہیں ہوئے تھے اور وہ اس ''میمو'' Memo پر غور کر رہے تھے جو آج سے ٹھیک چار ماہ پہلے سی آئی اے کے اندرونی حلقوں میں تقسیم کیا گیا تھا جس میں بتایا گیا تھا کہ اسرائیلی انٹیلی جنس ایجنسی موساد امریکہ کے خلاف ایک خطرناک خفیہ آپریشن Covert Opration کا منصوبہ بنا رہی ہے تا کہ دنیا بھر خصوصاً امریکی اور یورپی میڈیا کی نظریں اسرائیل کے فلسطین میں وحشیانہ مظالم سے ہٹا کر فلسطینیوں کے خلاف رائے عامہ ہموار کی جا سکے اور اس وقتی نفرت کا فائدہ اٹھا کر اسرائیلی فوج کو بے گناہ فلسطینیوں کے ایسے کھلے قتل عام کا موقعہ مل جائے جس کا گھناؤنا خواب وہ ایک عرصے سے دیکھ رہے ہیں۔



دراصل یہ رپورٹ سٹرن، انٹل (کینیڈا) Stern-Intel (Canada) کی طرف سے سی آئی اے کو ملی تھی۔ اس رپورٹ میں واضح کیا گیا تھا کہ اسرائیلی انٹیلی جنس ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پینٹا گون کو نشانہ بنا سکتی ہے۔

سٹرن انٹل دراصل اسرائیلی جاسوسی چالوں کا تحقیقی مطالعہ کرنے والے ایک ادارے کا نام ہے جس کے سربراہ ڈیوڈ سٹرن ہیں۔ رپورٹ کی انتہائی خطرناک نوعیت کی وجہ سے کینیڈین انٹیلی جنس جو دہشت گردی کے معاملات پر امریکہ سے مکمل تعاون کرتی ہے اتنی گھبرائی ہوئی تھی کہ انہوں نے اس رپورٹ کو خود تک محفوظ رکھنے کا فیصلہ کر لیا لیکن ''سٹرن انٹل'' میں موجود سی آئی اے کے ایک ''سورس'' نے یہ رپورٹ ایجنسی کو پہنچا دی جس کے بعد سی آئی اے نے اپنے طور پر اس کی تحقیق کی اور اس رپورٹ کے مضمرات کا اندازہ لگانے کے بعد دنیا بھر میں موجود اپنے ''سٹیشن'' Stations کو اس سے باخبر کر کے ہوشیار رہنے کی تلقین کی۔ باور کیا جاتا ہے کہ سی آئی اے کی طرف سے یہ رپورٹ امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کو بھی ارسال کی گئی تھی لیکن وہاں موجود مضبوط ''جیوئش لابی'' نے اسے دبا دیا۔

11 ستمبر کے حملے کے فوراً بعد سی آئی اے کے ماہرین نے اپنا سر پیٹ لیا اور ان کی تحقیقات نے خدشے کو حقیقت ثابت کر دیا کیونکہ CIA کے تمام ذرائع اس بات پر متفق تھے کہ جس نوعیت کا حملہ کیا گیا ہے اس کے لئے جس نوعیت کی اعلیٰ ترین سٹریٹجی اپنائی گئی ہے وہ کسی ایڈوانس انٹیلی جنس ایجنسی کا کارنامہ ہی ہو سکتا ہے۔

حملہ آور امریکی صدر کے خصوصی جہاز ''ائیر فورس ون'' سے متعلق مکمل معلومات رکھتے تھے اور انہیں اس بات کا بھی علم تھا کہ اس کی سرگرمیاں کیا ہیں جبکہ دوسری طرف انہیں امریکن ایئر لائنوں کے جہازوں کی اڑان کا وقت اور ان کے روٹس سے بھی مکمل آگاہی

حاصل تھی۔ پینٹا گان جیسی انتہائی حساس نوعیت کی عمارت پر جہاز کے ذریعے حملہ آ[ور] ہونے کے لئے جس نوعیت کی Aerial Assault Tactics درکار تھیں ان سے [بخ] حملہ آور بخوبی بہرہ ور تھے۔

ایف بی آئی کا کہنا ہے کہ حملہ آوروں کے منصوبے میں ایئر فورس ون کی تباہی، وائٹ ہاؤس، کیپٹل ہل بلڈنگ اور کیمپ ڈیوڈ میں پریذیڈنٹ کمپاؤنڈ پر حملہ بھی شامل تھ[ا] ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پینٹا گون کی طرح یہ بھی حملہ آوروں کے ٹارگیٹ تھے۔

ڈیوڈ سٹرن نے اپنے تبصرے میں بتایا کہ ڈربن (جنوبی افریقہ) میں منعقد[ہ] یونائیٹڈ نیشن کانفرنس جہاں اسرائیل کو اس کی انسانیت کش پالیسیوں کی وجہ سے ہدف تنقید بنایا گیا اور اس کے خلاف باقاعدہ قرارداد پاس کی گئی نے اسرائیلی حکومت کو چونکا کر رکھ دیا۔ انہیں اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ مسلم این جی اوز کا حلقہ اثر اتنا وسیع ہے یا یورپین این جی اوزان کی مجرمانہ اور انسانیت دشمن سرگرمیوں پر ایسی سوچ رکھتی ہیں۔

سٹرن رپورٹ بتاتی ہے کہ اسرائیلی انٹیلی جنس کی طرف سے امریکہ پر ممکنہ جارحیت پر امریکی انٹیلی جنس حلقوں کو قطعی حیرانی نہیں ہونی چاہئے کیونکہ اپنے محدود مفادات کے حصول اور گھناؤنے مقاصد کی بجا آوری کے لئے اسرائیل کی طرف سے ایسی کارروائیاں خصوصاً مغربی ممالک کے خلاف ''موساد'' کے گھناؤنے آپریشن کوئی نئی بات نہیں اسرائیلی حکومت ایسی کارروائیوں کا طویل ریکارڈ رکھتی ہے جن میں کنگ ڈیوڈ ہوٹل پر حملہ، ''یو ایس ایس لیبرٹی'' (جہاز) پر حملہ، سکنڈے سے نیویا کے ایک سفارتکار کا قتل اور ''جوناتھن پولاور کیس'' جس کے ذریعے امریکہ کے خلاف ایک عرصے سے جاسوسی سرگرمیوں کا سلسلہ جاری تھا اس کی نزدیک ترین اور بہترین مثالیں ہیں۔



''سٹرن'' کی اطلاع ہے کہ 11 ستمبر کے واقعہ کا امریکی وزارت دفاع نے سختی سے نوٹس لیا ہے اور اپنے انٹیلی جنس اداروں کو سختی سے تنبیہ کی ہے کہ وہ ''خفیہ اطلاعات کے اخراج'' کا سلسلہ روکنے کی طرف خصوصی توجہ دیں جواب بھی جاری ہے کیونکہ امریکیوں سے زیادہ اس بات کو اور کوئی نہیں جانتا کہ 1980ء میں ابونڈال کے قتل کے محرکات کیا ہیں؟

''ابونڈال'' موساعد کا خصوصی ایجنٹ تھا جس کے ذریعے انہوں نے امریکی اور برطانوی مفادات کو خاصا نقصان پہنچایا اور عین ان لمحات میں جب مغربی انٹیلی جنس ایجنسیاں ابوانڈال کے گرد اپنا گھیرا تنگ کر چکی تھیں ''موساعد'' نے اسے اچانک پردہ سکرین سے غائب کر دیا۔

بی بی سی کے اعلیٰ حکام نے ''موساعد'' کی طرف سے گزشتہ دنوں بی بی سی کے دفاتر پر ہونے والے ''وارننگ دھماکوں'' کے بعد مڈل ایسٹ میں اپنے نامہ نگاروں کو یہ خصوصی ہدایت جاری کی تھی کہ وہ اسرائیل کی طرف سے فلسطینیوں کے قتل کے لئے "Assassination" کا لفظ استعمال نہ کریں "Targeted Killing" کا لفظ استعمال کریں کیونکہ ''موساعد'' نے بی بی سی دفاتر لندن کے سامنے دھماکے کر کے انہیں ان کے غیر محفوظ ہونے کا احساس دلا دیا تھا اور یہ دھمکی خاصی بار آور ثابت ہوئی ہے۔

اگر ایمانداری اور غیر جانبداری سے حقائق کا تجزیہ کیا جائے تو امریکہ میں ہونے والی اس دہشت گردی کے ڈانڈے ''موساعد'' سے ملتے ہیں۔ عین ممکن ہے حملہ آور ہائی جیکر مسلمان ہوں گے عین ممکن ہے کہ انہوں نے جو کچھ کیا اپنی مرضی اور منشا سے کیا ہو لیکن انٹیلی جنس کی ٹرمنالوجی میں ایک لفظ "Cutout" ''کٹ آوٹ'' بھی استعمال ہوتا ہے جس کا مطلب کچھ اس طرح ہے کہ کوئی بھی ایجنسی کسی ''سورس'' کو اس طرح اپنے حق میں

استعمال کرے کہ اسے اس بات کی ہوا نہ لگنے پائے کہ وہ کسی کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔ اس منصوبے کا پشتبان کون ہے؟ وہ یہی سمجھے کہ جو کچھ وہ کر رہا ہے مکمل اپنی مرضی اور نظریات کے مطابق کر رہا ہے۔

O

دنیا بھر کے ماہرین انٹیلی جنس اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ "موساد" کا امریکی انٹیلی جنس سسٹم میں کتنا عمل دخل ہے۔ کچھ بھی ان کی رسائی سے باہر نہیں۔ 11 ستمبر کو ہونے والی کارروائی سے اسرائیل اور عالمی صیہونی مفادات کو زبردست تقویت ملی ہے۔ کوئی بیرونی بڑی سے بڑی دوسری تنظیم اتنی بھاری واردات نہیں کر سکتی تھی۔ یہ کارروائی اسرائیل کا عظیم فتنہ جس کے ایجنٹ امریکہ سمیت دنیا بھر کے ملکوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ تمام امریکی ایجنسیوں اور اداروں میں موساد کے کارکن موجود ہیں۔ ہر اسرائیلی کے پاس امریکی شہریت بھی ہے اور ہر امریکی یہودی اسرائیلی شہریت کا حامل ہے۔

یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ چار طیارے دیر تک اپنی پروازوں کی اصل سمت سے ہٹ کر خطرناک سمتوں کی طرف پرواز کر رہے ہوں اور امریکی ملٹری اور سول ایوی ایشن کے ریڈار اور کنٹرول ٹاوروں کے سٹاف چپ بیٹھے تماشا دیکھ رہے ہوں۔ صاف ظاہر ہے کہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے ٹاوروں میں جن سے یہ طیارے ٹکرائے، پہلے سے آتشگیر اور دھماکہ خیز مادہ رکھا گیا تھا اور یہ کام بھی وسیع مہارت اور وسائل رکھنے والا، امریکہ کے اندر والا گروپ ہی کر سکتا تھا۔ اسرائیل صیہونی ریاست ہے اور صیہونی یہودی اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے منکر اور پیغمبر اسلام اور دین اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب کے بھی سخت دشمن اور اس کے اصل حکمرانوں، عالمی صیہونی ٹولے کا اولین نشانہ دنیائے اسلام اور



پاکستان ہے، وہ اپنے مفادات کی خاطر خود اپنے لوگوں کو بھی ہلاک کرا دیتا ہے۔ یہ کوئی اچانک اقدام نہیں تھا بلکہ اسرائیل نے اس کیلئے طویل اور پکی منصوبہ بندی کر رکھی تھی۔ یہ بھی منصوبے کا حصہ تھا کہ اس میں کچھ ایسے افراد کو استعمال کیا جائے جن کا تعلق اسامہ بن لادن سے جوڑا جا سکے۔ یوں لگتا ہے کہ عالمی صیہونی ٹولہ امریکہ کی سپر پاور کی حیثیت ختم کرا کے یورپی یونین کو عالمی سپر پاور کے درجے پر لائے گا اور آئندہ کچھ عرصے میں اسرائیل کو یورپی یونین کا باقاعدہ ممبر بنا دیا جائے گا۔ ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پینٹا گون میں تباہی کرا کے امریکہ کے طاقتور ہونے کے امیج کو سخت دھچکا لگایا گیا ہے۔

سابق اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو کا اپنے دور حکمرانی میں جب انتخابات کے معاملے میں صدر کلنٹن سے الجھاؤ پیدا ہوا تھا تو اس نے برملا دھمکی دی تھی کہ اسرائیل چاہے تو وہ واشنگٹن کو آن واحد میں بھسم کر سکتا ہے۔ اس واردات سے اسرائیل نے دنیا کی اکثریت کو مسلمانوں کے خلاف کھڑا کر دیا ہے اور فلسطینیوں پر اسرائیلی مظالم سے دنیا کی نظریں ہٹا دی ہیں اور مزید اسرائیلی جارحیت کیلئے راستہ ہموار کر دیا ہے۔ اسرائیلی منصوبہ یہ ہے کہ دنیا کے تمام بڑے ملکوں کو توڑ کر قریباً چار سو چھوٹے چھوٹے ملک بنا دیئے جائیں جن کے پاس نہ وسائل ہوں نہ سرمایہ ہو اور نہ فوج، تاکہ اسرائیل ان ملکوں پر یورپی یونین یا اقوام متحدہ کے ذریعہ حکمرانی کر سکے۔ اپنے اس منصوبے کی ابتداء اس نے سوویت یونین کا شیرازہ بکھیر کر کر دی ہے۔ یورپ کے جو دوسرے ملک چیکوسلواکیہ، بلغاریہ، یوگوسلاویہ وغیرہ، جس طرح ٹکڑوں میں بٹے ہیں اس میں بھی اسرائیل کا ہی ہاتھ ہے لہٰذا مسلمانوں کو امریکی قوم کی توجہ اس صیہونی سازش کی طرف مبذول کرانی چاہئے تاکہ یہ قوم یہودی سازشوں سے محفوظ رہ سکے۔ دنیا بھر کے ملکوں کی بنیاد نسل اور لسانیت پر ہے اس لئے ان پر

یہودیوں کا جادو چل سکتا ہے اور چل رہا ہے لیکن پاکستان کی اساس چونکہ نظریہ پر ہے اس لئے یہاں اس کی سازشیں کامیاب نہیں ہوسکتیں۔ پھر بھی مسلمانوں کو دشمن کے مذموم عزائم سے خبردار رہنے کی ضرورت ہے مسلم امہ نے نہ صرف صیہونی سازشوں سے خود بچنا ہے بلکہ دنیا کو بھی طاغوتی طاقتوں سے محفوظ رکھنا ہے۔

اسرائیل کو معلوم ہے کہ اس کی سازشوں کا مقابلہ صرف پاکستان کر سکتا ہے۔ چنانچہ اس واردات کے ذریعہ امریکہ اور افغانستان دونوں جانب سے پاکستان میں تباہ کن حالات پیدا کئے جانے کا منصوبہ ہے لیکن اللہ نے چاہا تو یہ ملک بالآخر سخت ترین بحران سے نکل آئے گا۔ اگرچہ یہ قربانیوں اور بڑے پیمانے پر تبدیلیوں کے ساتھ ہی ہوگا۔ پاکستان ربانی مقاصد کے لئے قائم ہوا اور وہ انشاء اللہ پورے ہوں گے۔ مسلمانوں کو جان لینا چاہئے کہ اب صیہونی مسجد اقصیٰ پر قبضے کیلئے بڑھیں گے اور عظیم تر اسرائیل کے منصوبے کیلئے سعودی عرب کے خلاف کوئی فریبی بہانہ بنا کر اسرائیلی فوج مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی جانب پیش قدمی کرے گی۔ یہود و ہنود کا گٹھ جوڑ اسی منصوبے کی کڑی ہے۔ یہی وہ موقع ہوگا جب پاکستان کو اپنا کلیدی کردار ادا کرنا ہوگا۔ ان حالات میں بظاہر یہی دکھائی دیتا ہے کہ یہودیوں نے پاکستان کو اپنا نشانہ بنانے کے گھناؤنے منصوبے پر عمل شروع کر دیا ہے۔

12 ستمبر کو اسلام آباد کا ایئرپورٹ بند ہونے اور ''ریڈ الرٹ'' سے متعلق اطلاع پر ایک باخبر ذریعہ بتا چکا ہے کہ دراصل 11 ستمبر اور 12 ستمبر کی درمیانی رات اسرائیل اور بھارت مل کر کہوٹہ پر حملہ کرنے والے تھے جو پاکستان کے فوری ہنگامی اقدامات سے ٹل گیا۔ ان حالات میں پاک بھارت جنگ کا بھی امکان ہے اور دونوں ملکوں میں حکومتیں بھی تبدیل ہو سکتی ہیں۔ ان معاملات کو عوامی فورموں پر اجاگر کرنے کی ضرورت ہے تا کہ قوم حالات



سنگینی سے آگاہ اور تیار ہو سکے۔ امریکہ اور برطانیہ اندر سے کھوکھلے ہیں، وہ یہودی بنکوں کے کھربوں ڈالر کے مقروض ہیں اور ان کے مالی اور معاشی نظام یہودی نجی اداروں کے ہاتھوں میں ہیں۔ امریکہ کا فیڈرل ریزرو بنک جو امریکی معیشت کو کنٹرول کرتا ہے، پرائیویٹ خودمختار ادارہ ہے۔ برطانیہ اقتصادی اور سیاسی اعتبار سے ٹوٹ رہا ہے کیونکہ سکاٹ لینڈ اور ویلز علیحدہ ہو رہے ہیں، یہ ایک ناکام ملک بن چکا ہے۔ ہندو انڈیا کو یہ منظور نہیں کہ پاکستان ایک آزاد اور خودمختار ملک کی حیثیت سے قائم رہے۔ وہ چاہتا ہے کہ پاکستان بھی سری لنکا، بھوٹان وغیرہ کی طرح اس کی بالادستی قبول کرلے لیکن پاکستان یہ ہرگز قبول نہیں کر سکتا۔ چنانچہ ایک اور انڈیا پاکستان جنگ لازمی امر ہے۔

اس وقت پوری دنیائے اسلام میں اسرائیل نے اپنے پنجے گاڑے ہوئے ہیں اور کلیدی عہدوں پر بشمول پاکستان اور افغانستان ان کے مقامی ہرکارے مختلف صورتوں میں موجود ہیں۔ یہودی اپنے مقاصد کیلئے کمیونسٹ عیسائی، مسلمان سب کچھ بن جاتے ہیں۔ ان کی سفاکی، دہشت گردی، مکاری، عیاری اور جاسوسی کا تذکرہ قرآن حکیم میں ہے اور تالمود اور بائبل میں بھی ہے۔ انہی طریقوں سے یہود نے طاقت بڑھائی ہے۔ اڈولف ہٹلر اور اس کے تمام وزیر اور مشیر یہودی تھے اور یہودیوں کو ہلاک کرنے کیلئے جو گیس چیمبر بنائے گئے تھے، ان کے انچارج بھی خود یہودی تھے۔ اسرائیلی وزیراعظم رابن کو ایک یہودی نے ہی ہلاک کیا تھا، طوفانی وارداتوں سے پہلے یہودی فتنہ سازوں نے منصوبے کے مطابق کچھ خاص کام کروائے۔ افغانستان میں مغربی امدادی ایجنسیوں کے مرد اور خواتین کارکنوں کو گرفتار اور قید کرایا گیا جس سے پوری دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کیا گیا۔ امریکہ میں مسلمانوں کی پانچ سو کمپیوٹر ویب سائٹس حکومتی سٹاف سے چھاپے ڈلوا کر بند کرا دی گئیں جس کے بعد یہ کارروائی کی گئی۔

# بے گناہ اور بے چارے مسلمان

دھماکے کے فوراً بعد دنیا بھر کے میڈیا نے اپنی توپوں کا رخ اسامہ بن لادن کی طرف موڑ دیا جبکہ اسرائیل کے مطابق وزیراعظم ایہود بارک نے انڈین میڈیا کی زبان بولتے ہوئے اسامہ بن لادن کے ڈانڈے بی بی سی کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے پاکستان سے ملا دیئے۔ صرف اندازوں کی بنیاد پر قائم کی گئی رائے نے امریکہ میں مقیم مسلمانوں کے لئے بے پناہ مسائل پیدا کر دیئے ہیں۔

اخبارات اور مختلف چینلز نے 12 ستمبر کو رپورٹیں دیں کہ امریکہ میں مقیم خصوصاً مسلمان شدید خوف، احساس عدم وتحفظ کا شکار ہو گئے ہیں انہوں نے بدھ کے روز اپنا کاروبار بند رکھا۔ جبکہ مسلمان ٹیکسی ڈرائیوروں نے ٹیکسیاں نہیں چلائیں نیویارک میں جہاں 70 فی صد ٹیکسی ڈرائیور پاکستانی ہیں اور یہی وہ شہر ہے جہاں مسلمانوں کے ازلی دشمن یہودیوں کی اکثریت رہتی ہے۔ میں منگل کے روز ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پینٹاگون میں ہونے والی تباہی کے واقعہ پر فلسطینیوں کے ملوث ہونے کے شبہ کے بعد امریکہ میں مقیم عرب



باشندوں میں خوف و ہراس پھیل گیا ہے۔ کیونکہ امریکی ہر عربی کو فلسطینی سمجھ رہے ہیں۔ دوسری طرف یہودی اور گورے پاکستانیوں کو بھی عربی ہی سمجھتے ہیں اس لئے عربی اور پاکستانی اپنے گھروں میں مقیم ہو کر رہ گئے ہیں۔

چند مقامات پر گالم گلوچ اور ہاتھا پائی کے واقعات بھی سننے میں آئے ہیں تاہم امریکہ کے کسی الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا نے نیویارک میں فسادات کی کوئی خبر جاری نہیں کی۔ نیویارک پولیس کی جانب سے عربیوں اور پاکستانیوں کو اپنے سٹورز بند رکھنے اور محتاط رہنے کی ہدایت کی گئی ہے کیونکہ یہودیوں اور گوروں کی جانب سے ایسے سٹورز اور دکانوں جن کے باہر عربی یا اردو میں سائن بورڈ لگے ہیں پر حملوں کا خطرہ ہے۔ انہیں یہ بھی ہدایت کی گئی ہے کہ وہ فوری طور پر اپنے سائن بورڈ تبدیل کر لیں۔ علاوہ ازیں ملازمت پیشہ عربیوں اور پاکستانیوں کو شام 5 بجے سے پہلے اپنے اپنے گھروں میں جانے اور محتاط رہنے کی ہدایات کی گئی ہیں۔ عربی اور پاکستانی خود بھی ایک دوسرے سے رابطے کر کے ایک دوسرے کی خیریت معلوم کر رہے ہیں اور محتاط رہنے کا کہہ رہے ہیں۔ نیویارک کے علاقہ بروکلین جہاں پاکستانیوں کی اکثریت (ایک لاکھ کے قریب) مقیم ہے وہاں چند دھمکی آمیز کالیں موصول ہوئی ہیں تاہم کسی بھی قسم کے پرتشدد واقعہ کی اطلاعات نہیں ملی۔ دوسری طرف مین ہٹن جہاں ورلڈ ٹریڈ سنٹر واقع ہے میں نیویارک کے تمام کاروباری اور دوسرے دفاتر واقع ہیں اور مکمل طور پر مفلوج ہے اور امریکی باشندے شدید صدمے سے دوچار ہیں۔ اے این این کے مطابق امریکہ کی مختلف ریاستوں میں مقیم ایشیائی باشندوں خصوصاً پاکستانیوں، افغانیوں اور بھارتیوں کی شامت آ گئی ہے۔ ان ایشیائی باشندوں کی اکثریت غیر قانونی طور پر مقیم ہے۔ امریکی پولیس اور دیگر تحقیقاتی اداروں نے ایشیائی باشندوں سے پوچھ گچھ

شروع کردی ہے۔

تارکین وطن کے رہائشی علاقوں کی تلاشی لی گئی اور شاہراہوں پر جگہ جگہ رکاوٹیں کھڑی کرکے ان کے کوائف اکٹھے کئے جارہے ہیں۔ پاکستانی اور افغان باشندے گرفتاری کے خوف سے نوکریوں پر نہ گئے۔ کے پی آئی کے مطابق امریکی سکیورٹی اداروں اور خفیہ ایجنسیوں نے ایک پاکستانی فیملی کو نیویارک اور واشنگٹن میں ہونے والی دہشت گردی میں شامل تفتیش کرلیا ہے۔ پریس ٹرسٹ آف انڈیا کے مطابق امریکی نیوز چینل فاکس نیوز نے اپنی رپورٹ میں بتایا ہے کہ امریکی خفیہ ادارے اس بات کی تحقیقات کررہے ہیں کہ طیاروں کے اغوا میں ملوث افراد نے چاقو اور دیگر ہتھیار ان جہازوں میں کس طرح پہنچائے۔ جس پاکستانی فیملی کو شامل تفتیش کیا گیا ہے وہ ایئرپورٹ پر مسافروں کے سامان کی دیکھ بھال کا کام کرتی ہے۔ ادھر نیوجرسی میں ایک مشتبہ وین میں سوار تین افراد کو گرفتار کر لیا گیا ہے اس کے علاوہ چاروں طیاروں میں سوار ہونے والے مسافروں کی فہرستوں کی مکمل جانچ پڑتال کی جارہی ہے۔ اے ایف پی کے مطابق نیویارک اور واشنگٹن میں حملوں میں مسلمانوں کے ملوث ہونے کی افواہیں تیزی سے پھیل رہی ہیں۔ امریکہ میں مقیم نمایاں مسلمان گروپوں نے ان حملوں کی مذمت کرتے ہوئے 70 لاکھ مسلمانوں کو متوقع دھمکیوں اور دیگر خطرات سے خبردار کیا ہے۔ مسلمان تنظیموں نے امریکی صدر جارج ڈبلیو بش کو ایک مشترکہ خط بھی لکھا ہے جس میں ان سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کے خلاف متوقع کارروائیوں کے سدباب کے لئے مناسب اقدامات کئے جائیں۔ دریں اثنا کونسل آف امریکن اسلامک ریلیشنز نے اسلامی لباس پہننے والے افراد کو محتاط رہنے کی ہدایت کی اور مطالبہ کیا کہ مسجد اور مسجد کمیٹی کے ارکان کو متوقع حملوں سے بچانے کے لئے مزید سکیورٹی



فراہم کی جائے۔ ان کے علاقوں میں پٹرولنگ اور پولیس فورس فراہم کی جائے۔ سٹی رپورٹر کے مطابق مین ہٹن نیویارک میں امریکیوں نے ایشیائی خصوصاً پاکستانی مسلمانوں کے خلاف پرتشدد کارروائیاں شروع کردیں۔

امریکہ میں مقیم پاکستانی فیملیز نے پاکستان میں اپنے رشتہ داروں سے رابطہ کرکے بتایا کہ انہیں امریکی خصوصاً سیاہ فاموں نے چن چن کر تشدد کا نشانہ بنایا اور انہیں سٹورز کھولنے نہیں دیئے۔ اکثر لوگ گھروں میں قید ہوکر رہ گئے ہیں۔ جن پاکستانیوں نے سٹور کھولنے کی کوشش کی انہیں تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے جبکہ بعض پاکستانی اپنے سٹورز میں بند ہوگئے ہیں کیونکہ انہوں نے حملہ کی صورت میں اپنے شٹر اندر سے گرالئے تھے۔

ان کی فیملیز سخت پریشان ہیں اور ان کے رابطے فون پر ہورہے ہیں امریکی حکومت نے ابھی تک صورتحال سے نمٹنے کی کوشش نہیں کی۔ سڑکوں پر ٹریفک تقریباً بند ہو چکی ہے۔ سیاہ فام امریکیوں کے گروہ گاڑیوں کو روک کر ان کی تلاشی لیتے ہیں گر کوئی مسلمان یا پاکستانی مل جائے تو اس کی نہ صرف پٹائی کرتے ہیں بلکہ گاڑی کو بھی نقصان پہنچاتے ہیں۔

امریکہ سے آمدہ اطلاعات کے مطابق اگر ایسی کارروائیاں روکنے کے لئے فوری اقدامات نہ کئے گئے تو صورتحال کشیدہ ہونے کے آثار ہیں۔

O

54 امریکی ٹی وی چینل مسلسل اس سانحہ کی لائیو کوریج کررہے تھے اور صورتحال واضح نہ ملنے پر اسامہ بن لادن اور فلسطینی جہادی تنظیموں کو ان دھماکوں کے ساتھ جوڑنے کی سازش کررہا تھا تاکہ امریکی عوام کا غصہ پھٹ کر کسی تحریک کو جنم نہ دے دے جس کے

باعث امریکی عوام کی بڑی تعداد مسلمان تنظیموں کو ان دھماکوں کا ذمہ دار سمجھنے لگی۔ امری شہری پاکستانیوں اور فلسطینیوں کو خصوصاً بہت غصے کی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

اس روز یہ منحوس خبر بھی آگئی کہ مسلمانوں پر باقاعدہ حملے شروع ہو گئے ہیں خصو مساجد کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ واشنگٹن کے ورلڈ اسلامک سنٹر پر حملے میں مسلمانوں کی ہلاک اور زخمی ہونے کی خبروں نے مسلمانوں میں تشویش کی لہر دوڑا دی۔

مسلمانوں کے خلاف اس نفرت کا سبب غیر مسلم میڈیا خصوصاً بی بی سی، بھار اور اسرائیلی میڈیا تھا۔ بی بی سی کی بھارتی نژاد نیوز اناؤنسر کیشنی نوارٹرم اور نشا پلے نے دن بھر میں اور بی بی سی کے سٹوڈیوز میں جتنے بھی انٹرویو کئے ان سب میں ہر انٹرویو کرنے والے کو ایک خاص حکمت عملی سے پاکستان کے خلاف بولنے پر آمادہ کیا اور اپنی طرف سے انہیں لقمہ دے کر مسلسل پاکستان کے خلاف نہ صرف ان سے زہر افشانی کروائی بلکہ خود بھی زہر اگلتی رہیں۔ دونوں اناؤنسرز نے پاکستان کو کشمیر میں دہشت گردی کا مرتکب قرار دی ہوئے پاکستان کو اسامہ بن لادن کا پشتی بان بنا کر اپنے ہندو النسل ہونے کا مکمل ثبوت دیا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ انہوں نے بظاہر خود کو آزاد اور غیر جانبدار قرار دینے والے بی بی سی ٹی وی کو بھارت کے حق میں مسلمانوں خصوصاً پاکستان کے خلاف خوب خوب استعمال کیا۔



# خدشات اور سوالات جنم لیتے ہیں

اسلام دشمن میڈیا کی طرف سے مسلمانوں خصوصاً اسامہ بن لادن، فلسطینی تنظیموں عرب امارات کے دو نوجوانوں اور مصر کے نوجوانوں کو اس واقعے میں مفروضے قائم کر کے ملوث کرنے اور مسلسل اس بات کا پروپیگنڈہ کرنے سے نیویارک میں خصوصاً حادثے کے متاثرین کے لواحقین میں مسلمانوں کے خلاف غم وغصہ کی جو لہر دوڑی اور اس کو جس طرح یہود وہنود کے نے ہوا دی اس کا نیویارک کے میئر جولیانی نے سخت نوٹس لیا اور 12 ستمبر کو ایک بیان میں نیویارک کے مکینوں سے اپیل کی کہ وہ کسی پروپیگنڈے کا شکار نہ ہوں اور پریس کے بہکاوے میں آنے کے بجائے اپنے جذبات پر قابو رکھ کر حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ حفاظتی تدابیر کی خاطر سکول دو دن کے لئے بند رہیں گے۔ سٹاک ایکسچینج تین دن کے لئے بند رہے گا، ائیرپورٹ دو دن کے لئے بند رہیں گے۔ امریکی ذرائع ابلاغ کے مطابق نیویارک کو فوج کے حوالے کر دیا گیا ہے، گزشتہ سانحہ کے بعد جنگی جہاز نیویارک کی فضا میں گشت کرتے رہے۔

مین ہیٹن کی تمام اہم عمارات کو خالی کرالیا گیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ انتظامیہ جان بوجھ کر مرنے والوں کی تعداد کو خفیہ رکھ رہی ہے۔ سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ آٹھ سو افراد کی حالت انتہائی سیریس ہے جبکہ مرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ یہ سب ایسے سلگتے سوالات ہیں جن کا جواب نہیں دیا جا رہا۔ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی کے بعد بعض جگہ نسلی فسادات ہوئے۔ ان کے انسداد کے لئے نیویارک کے میئر روڈی گلیانی نے پولیس کو حکم دیا ہے کہ نسلی فساد کے حوالے سے ملوث ہر شخص کو گرفتار کرلیا جائے۔ جے ایف کے ایئرپورٹ پر جنگی جہاز اتار دیئے گئے ہیں اور ائر کرافٹ کیریئر کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ نیویارک بندرگاہ کی طرف روانہ ہو جائے۔

چینل این بی سی نیوز کے مطابق بش انتظامیہ کو فیصلہ کرنے میں جذباتی انداز اختیار نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اوکلوہاما کیس میں بھی امریکہ نے عربی لوگوں کو گرفتار کیا تھا مگر تحقیقات کے بعد معلوم ہوا کہ اوکلوہاما سانحہ کا ذمہ دار ایک امریکی شہری ہے۔ لہٰذا بغیر تحقیق کے کسی پر الزام نہیں لگایا جاسکتا۔ ڈیفنس سیکرٹری ڈونلڈ رمزفیلڈ نے اخبار نویسوں کے سوالات کے مختصر جوابات دیتے ہوئے کہا کہ امریکہ کی نئی دفاعی حکمت عملی کے بارے میں امریکہ نے افغانستان پر حملے کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے اسے ''ٹائی اٹیک'' کا نام دیا ہے۔

امریکی میڈیا نے کھل کر کہنا شروع کر دیا ہے کہ اس سانحہ کی ذمہ دار صرف اسامہ بن لادن کی تنظیم ہے۔ چینل این بی سی نیوز کے مطابق باخبر ذرائع نے بتایا ہے کہ اسامہ بن لادن جلال آباد یا بلوچستان میں ہو سکتے ہیں لہٰذا امریکی حکام اسامہ بن لادن کو زندہ یا مردہ گرفتار کرنے کی نئی حکمت عملی مرتب کر رہے ہیں۔ یہودی تنظیمیں اس واقعہ کو بے جا اچھال رہے ہیں اور وہ اس واقعہ کے ذمہ دار فلسطینیوں اور اسامہ بن لادن کو قرار دے رہے ہیں۔



امریکی میڈیا پر یہودی لابی کا مکمل کنٹرول ہے لہٰذا وہ ایسی رپورٹیں نشر کر رہے ہیں جس سے یہی تاثر ملتا ہے کہ مسلم ممالک دہشت گردی میں ملوث ہیں۔ نیویارک میں کئی مقامات پر نسلی فسادات سامنے آئے ہیں۔ کالوں نے عربی مسلمانوں کو شدید زخمی کر دیا۔ جبکہ 86 سٹریٹ بروکلین میں چند وائٹ لوگوں نے عرب ممالک کے چند لوگوں پر تشدد کیا، امریکیوں میں مسلمانوں کے خلاف زبردست انتقام پایا جاتا ہے۔ ایک امریکی نے بتایا کہ کیا آپ کا خدا یہی کہتا ہے کہ بم دھماکے کر کے بے جا خون بہایا جائے۔ امریکی میڈیا اس سانحہ کا مکمل رخ اسامہ بن لادن کی طرف موڑنے میں انتہائی کامیاب رہا ہے۔ ایک سفارتی ذرائع نے بتایا کہ نشریاتی ادارے اس بات پر پردہ ڈال رہے ہیں اور کوئی بھی ایسی رپورٹ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت نشر نہیں کر رہے ہیں کہ ایئرپورٹ پر مسلح افراد کس طرح جہاز میں داخل ہو گئے۔ کیا سکیورٹی کا نظام اس حد تک ناقص ہے کہ جدید آلات کے باوجود تخریب کار آسانی سے داخل ہو گئے۔ ذرائع نے یہ بھی بتایا ہے کہ مرنے والوں اور جہاز میں سوار ہونے والوں کی لسٹ کیوں نہیں شائع کی جا رہی۔

یہ ایسے حقائق ہیں جو کنفیوژن پیدا کر رہے ہیں۔ نیویارک پولیس نے ایک ٹرک کو روک کر دو افراد کو گرفتار کر لیا ہے۔ ان سے تفتیش ہو رہی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ کچھ طاقتیں اکنامک طور پر بش انتظامیہ کو کمزور کرنا چاہتی تھیں اور یہ سانحہ رونما کرایا گیا۔ صدر بش کی خصوصی ہدایت پر امریکہ کی تمام ایجنسیاں تحقیقات کر رہی ہیں۔ اور دو روز میں مکمل حقائق سامنے آنے کی توقع ہے لیکن یہ بھی ہوسکتا ہے کہ امریکہ عراق کی طرح افغانستان میں بھی مسلسل بمباری کرے وہاں خون کی ندیاں بہادے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ عراق پر ایک بار پھر امریکہ یلغار کرنے والا ہے۔ اے ایف پی کی ایک اور رپورٹ کے مطابق امریکہ

میں مقیم مسلمانوں کی تنظیموں اور گروپوں نے نیویارک اور واشنگٹن طیارہ بم حملوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان کا اس واقعہ سے ہرگز کوئی تعلق نہیں ان تنظیموں نے مسلمانوں کو خبردار کیا ہے کہ وہ نسلی بنیاد پر مخالفین کے حملوں سے چوکس رہیں اور اپنے تحفظ کا انتظام کریں، ان رہنماؤں نے اس امر پر اظہار تاسف کیا ہے کہ میڈیا بالخصوص یہودی لابی مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ کر رہی ہے جبکہ ان کا اس انتہائی قابل مذمت واقعے سے کوئی تعلق نہیں۔ یاد رہے ایک امریکی افسر نے بھی اس خیال کا اظہار کیا تھا کہ اس تباہی کے لئے منصوبہ بندی اسامہ بن لادن کی ہوسکتی ہے۔ جبکہ بعض حلقے بلا جواز اسے فلسطینیوں کی کارروائی قرار دیتے رہے ہیں۔



# مزید تباہی کی اطلاعات

11 ستمبر کے دہشت ناک واقعہ نے امریکہ کو ہلا کر رکھ دیا تھا ابھی تک زخمیوں اور مرنے والوں سے متعلق صرف اندازے قائم کئے جا رہے تھے اور ذمہ دار افراد نے اس مسئلے پر مکمل خاموشی اختیار کی ہوئی تھی۔ حملے کے اگلے روز یہ خبر بھی آگئی کہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر سے ملحقہ 47 منزلہ عمارت جس میں یہودی کمپنی کے دفاتر قائم تھے منہدم ہوگئی اس روز آنے والی خبروں میں بتایا گیا کہ امریکی حکام نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ نیویارک اور واشنگٹن میں ہونے والی تباہی میں مرنے والوں کی تعداد 25 ہزار ہوسکتی ہے تاہم ایک خبر ایجنسی نے بتایا ہے کہ ہلاک ہونے والے 70 ہزار ہیں جبکہ دوسری خبر رساں ایجنسی نے تعداد ایک لاکھ بتائی ہے پینٹا گون کی عمارت تباہ ہونے سے مرنے والے 800 ہوسکتے ہیں جبکہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں آگ بجھاتے ہوئے فائر بریگیڈ کے 500 اہلکار جبکہ درجنوں پولیس والے بھی ہلاک ہوئے ہیں۔ فائر بریگیڈ ڈیپارٹمنٹ کے اہلکاروں نے بتایا کہ فائر فائٹرز کی پوری کمپنیاں لاپتہ ہیں۔ پولیس کمشنر نے بتایا کہ 32 یا 33 پولیس افسر بھی لاپتہ ہیں جبکہ ایک ٹی

وی چینل کے مطابق 3 پولیس اہلکاروں کے مارے جانے کا خدشہ ہے۔ امریکی حکام کا کہنا ہے کہ صحیح تعداد کا اندازہ کئی دنوں بعد ہوگا۔

پولیس اور امدادی کارکنوں کے مطابق ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے ملبے میں ہزاروں نعشیں دبی ہوئی ہیں۔ ایک خبر رساں ایجنسی کے مطابق ایک لاکھ کے قریب افراد کی ہلاکت کا خدشہ ہے۔ نیویارک کے میئر روڈی جولیانی نے پریس کانفرنس میں بتایا کہ جب ہلاکتوں کی صحیح تعداد سامنے آئے گی تو وہ ہماری برداشت سے باہر ہوگی۔ درجنوں افراد ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی عمارت سے چھلانگیں لگا کر ہلاک ہوئے۔ ادھر نئے حملوں کے خطرے کے پیش نظر حفاظتی اقدامات کے طور پر واشنگٹن اور نیویارک میں تمام ایئرپورٹ بلند و بالا عمارتوں میں دفاتر اور بڑے بڑے تفریحی پارک بند کر دیئے گئے ہیں۔ امریکی کانگریس، محکمہ خارجہ اور سی آئی اے سمیت وفاقی عمارتوں کو بند کر دیا گیا ہے اور وہاں سے عملے کو نکال لیا گیا ہے۔ حملوں کے بعد نیویارک محاذ جنگ کا منظر پیش کر رہا تھا، ایمبولینسوں کے سائرنوں کی آواز کے سوا شہر سناٹے کا منظر پیش کر رہا تھا، تباہ شدہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر سے ملحقہ علاقہ مکمل طور پر سیل کر دیا گیا جبکہ ٹریفک روک دی گئی۔

امریکی نیشنل گارڈ کے جوانوں کو اقوام متحدہ کے ہیڈ کوارٹر اور دوسری اہم تنصیبات کی کڑی نگرانی کیلئے تعینات کر دیا گیا۔ حملوں کے بعد پورے امریکہ میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ ہزاروں افراد نیویارک اور واشنگٹن چھوڑ گئے۔ لوگوں نے اس حملہ کا پرل ہاربر پر جاپان کے حملہ سے موازنہ کیا۔ ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پینٹاگون کے تباہ شدہ حصوں کے ملبے سے نعشیں نکالنے کا کام جاری ہے پینٹاگون میں لگنے والی آگ بدھ کی صبح بجھائی جا سکی، حملے کے وقت امریکی وزیر دفاع اپنے دفتر میں تھے لیکن وہ محفوظ رہے۔



امریکہ میں تباہی کے بعد برطانیہ، جرمنی، فرانس اور روس کے سربراہان نے اس واقعہ میں ملوث عناصر کے خلاف موثر کارروائی کیلئے امریکی حکومت کے ساتھ مل کر اقدام اٹھانے پر آمادگی ظاہر کی ہے۔ برطانوی خبر رساں ادارے کے مطابق برطانوی وزیراعظم ٹونی بلیئر نے امریکہ میں دہشت گردی کے بعد جرمنی کے چانسلر گیرہارڈ شررودڈ، فرانس کے صدر ژاک شیراک، فرانس کے وزیراعظم لیونل جوسپن اور روس کے صدر ولادی میر پوٹن کے ساتھ ٹیلیفونک کانفرنس میں اہم تبادلہ خیال کیا جس میں امریکہ پر ہونے والے حملوں کے خلاف جوابی ردعمل ظاہر کرنے کے لئے اہم تجاویز پر غور کیا گیا، اس موقع پر ان سربراہان نے اس بات پر اتفاق کیا کہ یہ ملک اپنی اپنی سلامتی امور سے متعلق اعلیٰ سطحی کمیٹیوں کے اجلاس طلب کر کے دہشت گردی کے خلاف موثر کارروائی کی حکمت عملی تیار کریں گے جبکہ یہ ملک امریکہ سے مل کر بھی اس مقصد کی خاطر تعاون کرتے ہوئے مشترکہ اقدامات اٹھائیں گے۔ بتایا گیا ہے کہ برطانیہ کی خفیہ ایجنسیوں ایم آئی 5 اور ایم آئی 6 کے سربراہان بھی ٹونی بلیئر کے ساتھ قریبی رابطے میں ہیں۔ سربراہان بھی ٹونی بلیئر کے ساتھ قریبی رابطے میں ہیں۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان نے امریکہ میں دہشت گردی اور تباہی پر گہرے دکھ اور صدمہ کا اظہار کیا ہے۔

کوفی عنان نے اپنے بیان میں کہا کہ امریکہ میں تباہی کے واقعات کے خلاف جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ یہ صرف دہشت گردی نہیں بلکہ انسانیت کے خلاف سازش ہے، امریکہ کو چاہئے کہ اس موقع پر ٹھنڈے دماغ کے ساتھ غور کرتے ہوئے موثر لیکن منصفانہ فیصلہ کرے۔ جلد بازی میں کوئی قدم اٹھانے سے گریز کیا جائے۔ وائس آف امریکہ نے کہا ہے کہ مین ہٹن کا بالائی حصہ کھلا رہا تاہم نیویارک کا دوسرا اہم علاقہ سنسان

رہا۔ مٹی اور ملبہ ہٹانے کے لئے بھاری مشینری مین ہٹن کے زیریں علاقہ میں پہنچائی جاتی رہی۔ ڈاکٹروں اور نرسوں کے علاوہ نیشنل گارڈ کے فوجی بھی شہر میں آ گئے ہیں۔ پورے امریکہ میں بدھ کے روز بھی کاروبار بند رہا تاہم واشنگٹن میں وفاقی دفاتر کھلے۔ امریکہ میں طیاروں کی داخلی پروازیں بدھ کی سہ پہر جزوی طور پر دوبارہ شروع ہو سکیں۔ امریکی محکمہ دفاع کے ملازمین کو کام پر واپس بلا لیا گیا ہے امریکی کانگریس کے دونوں ایوانوں کے اجلاس بھی شروع ہو گئے۔ وائس آف امریکہ نے بتایا کہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں مارے گئے افراد کی لاشوں کو کشتیوں کے ذریعے دریائے ہڈسن کے پار نیوجرسی پہنچایا جا رہا ہے۔ لاشوں کو رکھنے کے لئے بڑے بڑے عارضی مردہ خانے بھی قائم کر دیئے گئے ہیں۔ نیویارک کے میئر نے بتایا کہ اب تک ملبے سے 45 نعشیں نکالی جا چکی ہیں۔ دریں اثنا ٹریڈ سنٹر میں کام کرنے والے افراد کے عزیز و اقارب کے ہجوم ہسپتالوں کے باہر جمع ہو گئے اور اپنے عزیزوں کو تلاش کرتے رہے۔ ایک خاتون نے اپنے بیٹے کی شرٹ اٹھا رکھی تھی۔ ایک عورت نے بتایا کہ میرے بیٹے نے بازو پر نام کھدوا رکھا ہے۔ لوگ ٹی وی نمائندوں کو اپنے عزیزوں کی تصاویر دکھا کر تلاش میں مدد دینے کی درخواست کرتے رہے۔



# امریکہ حالت جنگ میں

حملے کے پہلے روز امریکہ کی ہر قابل ذکر شخصیت جو ''انڈر گراؤنڈ'' ہو گئی تھی ظاہر ہونے لگی اور امریکی اعلیٰ کمان سے ایک اہم اجلاس کے بعد صدر جارج بش نے خود کو حالت جنگ میں قرار دیا اور پریس بریفنگ کے دوران کہا کہ دہشت گرد ہم سے بڑا اور جامع جواب چاہتے ہیں۔ دوسری جانب ان یکدم اور پے در پے واقعات کے بعد پوری دنیا میں ''سکیورٹی الرٹ'' کی صورتحال ہے۔ امریکہ نے برطانیہ، کینیڈا، فرانس، جرمنی، روس، چین، قبرص، آسٹریلیا، مشرق وسطیٰ اور ایشیائی ممالک سمیت دنیا بھر میں موجود اپنی فوجوں کو الرٹ کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ برسلز میں نیٹو سٹاف اور امریکہ کی اتحادی فوجوں کو بھی الرٹ کر دیا گیا ہے۔ مونس اور بلجیم کے ہیڈ کوارٹرز میں اتحادی فوجیں الرٹ ہیں۔ فرانس نے پبلک بلڈنگز، ائرپورٹس، میٹرو اینڈ ٹرین سٹیشنوں وغیرہ پر پولیس کو ممکنہ دہشت گردی کے خلاف چوکس کر دیا۔ کسووو، مقدونیہ اور بوسنیا میں نیٹو کی زیر قیادت امن فوج بھی ہائی الرٹ ہے۔ امریکہ نے کینیڈا اور میکسیکو کے ساتھ اپنی سرحد پر حفاظتی انتظامات سخت کر دیئے ہیں۔

اسرائیل نے مصر اور اردن کے ساتھ سرحد بند کر دی ہے۔ جرمنی اور فرانس نے سرحد پر نگرانی بڑھا دی ہے۔

امریکی صدر بش نے کہا ہے کہ امریکہ میں یہ خودکش حملے ''جنگی کاروائی'' ہے۔ امریکی وزیر خارجہ کولن پاول نے ٹی وی پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے دشمن یہ چاہتے ہیں کہ ہم ایسی کارروائی کریں جیسی کہ ہمیں جنگ کی صورت میں کرنی چاہیے اور ہم یہ کر رہے ہیں یہ امریکیوں کا فیصلہ ہے کہ ہم حالت جنگ میں ہیں، پاول نے کہا کہ کسی فرد واحد کے خلاف ہمارے ایک جوابی حملہ سے یہ بحران حل نہیں ہوگا بلکہ یہ ایک طویل جنگ ہے اور ہمیں کئی محاذوں پر لڑنا ہوگا۔ عالمی حفاظتی انتظامات کے تحت دنیا بھر میں زیادہ تر امریکی سفارتخانے یا تو بند کر دیئے گئے ہیں یا ان میں عملہ کی تعداد کم کر دی گئی ہے اور مقامی پولیس نے وہاں حفاظتی انتظامات سخت کر دئے ہیں۔ بنکاک میں امریکی مشن حفاظتی حصار میں لے لیا گیا ہے۔

ماسکو میں پولیس نے تمام غیر ملکی سفارتخانوں پر حفاظتی انتظامات سخت کر دئے ہیں۔ روس نے اپنے ایٹمی پلانٹس پر حفاظتی انتظامات مزید سخت کر دیئے ہیں۔ امریکہ نے کئی ممالک کیلئے پروازیں بھی منسوخ کر رکھی ہیں نیٹو کے اجلاس اور اقوام متحدہ کے 19 سے 21 ستمبر کے بچوں کے بارے میں ہونے والے خصوصی اجلاس منسوخ کر دیئے گئے ہیں۔ اے بی سی ٹی وی کے ٹاک شو میں جنرل کولن پاول نے کہا کہ امریکہ نیویارک اور واشنگٹن میں حملے کرنے والوں پر جنگی بنیادوں پر مکمل اور بھرپور حملے کرے گا۔

انہوں نے کہا کہ یہ فوجی حملوں سمیت مختلف صورتوں میں ہوگا۔ انہوں نے کہا ہمیں پوری توقع ہے کہ ہم اپنے ہدف کے لوگوں کو تلاش کر کے ان کے خلاف براہ راست



کارروائی کریں گے۔ آپ لوگ اس طرح امریکہ پر حملہ کر کے اس سے بچ کر نہیں جا سکتے۔ اگر یہ جنگ ہے تو ہم اس کا بھرپور جواب دیں گے۔ یہ محض امریکہ کے خلاف ہی نہیں بلکہ ''سویلائزیشن'' کے خلاف جنگ ہے۔

یہ جمہوریت پر یقین رکھنے والے تمام ممالک کے خلاف جنگ ہے۔ انہوں نے کہا کہ دوسرے ممالک میں ایک تہائی (265) سفارتی مشن عارضی طور پر بند کر دیں گے، ان کی سروسز محدود کر دیں گے۔ اس کے علاوہ امریکہ اس جنگ میں اپنے اتحادیوں اور دوستوں کو شامل کرے گا۔ جمہوریت کو شکست نہیں دی جا سکتی۔ انہوں نے کہا کہ تمام جمہوریت پسند ممالک آگے آئیں اور اس قسم کی دہشت گردی کی کارروائیوں کی مذمت کریں اور ایسے حملے کرنے والوں کا پیچھا کریں۔ انہوں نے کہا کہ وہ اس مسئلے پر حمایت حاصل کرنے کے لئے دیگر ممالک کے سربراہوں سے دن بھر رابطہ میں رہے ہیں۔

انہوں نے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان، اعلیٰ یورپی ڈپلومیٹ جیویئر سولانا اور نیٹو کے سیکرٹری جنرل لارڈ جارج رابرٹسن سے بھی رابطے کئے ہیں انہوں نے یہ بتانے سے انکار کر دیا کہ ان حملوں کے پیچھے کون ہے اور کہا کہ معلومات کو اکٹھا کیا جا رہا ہے امریکی اہلکاروں کا نجی طور پر یہ کہنا کہ اسامہ بن لادن ان حملوں میں ملوث ہے پاؤل نے پھر کہا کہ ان حملوں کی پہلے کوئی وارننگ نہیں دی گئی تھی اور انٹیلی جنس ایجنسیوں کی ناکامی کا دفاع کیا۔ جنرل پاؤل نے کہا کہ 25 فیصد سفارتخانے عارضی بند کر دیئے گئے ہیں یا ان کا کام محدود کر دیا گیا ہے یہ خالص طور پر احتیاطی اقدام ہے اور انہیں جلد دوبارہ کھول دیا جائے گا، اے ایف پی کے مطابق صدر بش نے کہا کہ دہشت گردی پر مبنی یہ حملے امریکی فولادی عزم کو پیچھے نہیں ہٹا سکتے۔ ادھر ادھر کی سینٹ اور کانگریس کا مشترکہ اجلاس ہوا، جس

میں 435 ارکان نے شرکت کی، اجلاس کے آغاز میں تمام ارکان نے کھڑے ہو کر ایک منٹ کی خاموشی اختیار کی اور امریکی جھنڈے کی طرف منہ کر کے عہد کیا ہم دہشت گردی سے خوف زدہ نہیں ہم متحد ہیں اور دہشت گردی کے خلاف لڑیں گے۔

امریکی ارکان نے متفقہ طور پر ایک قرارداد پاس کی جس میں اس واقعہ کی شدید الفاظ میں مذمت کی گئی اور کہا گیا کہ نیویارک اور واشنگٹن میں ہونے والے دہشت گردی میں ملوث افراد سے سختی سے نمٹا جائے۔ بھارت اور مشرق وسطیٰ میں امریکی سفارتخانے بند کر دیئے گئے۔ اسلام آباد میں امریکی سفارتخانہ کا ویزا سیکشن اور امریکن سنٹر بند کیا گیا۔ انڈونیشیا میں امریکی سفارتخانے پر حملہ کی کوشش ناکام بنا دی گئی، اسلام آباد سے سٹاف رپورٹر کے مطابق امریکی سفارتخانہ میں ویزا سیکشن اور امریکن سنٹر جانے والی سڑکیں بھی بند کر دی گئیں ان دونوں تنصیبات کی جانب جانے والے راستے رکاوٹیں کھڑی کر کے بند کئے گئے ہیں جن پر پولیس اور امریکی سفارتخانے کی سیکورٹی کا پہرہ لگا دیا گیا ہے۔

قائداعظم یونیورسٹی روڈ بند کر دی گئی اور قائداعظم یونیورسٹی کو جانے والی ٹرانسپورٹ کا رخ بری امام کی جانب موڑ دیا گیا ہے نیویارک اور واشنگٹن میں طیارے گرانے سے پھیلنے والی تباہی کے بعد امریکی سفارتخانے کی جانب جانے والے تمام باریش افراد کی تلاشی لی جا رہی ہے امریکی سفارتخانے کے سیکورٹی حکام نے اخباری فوٹو گرافروں کو بند کئے گئے ویزا سیکشن کی تصاویر نہ بنانے دیں اور وہ فوٹو گرافروں سے جھگڑتے تھے۔ کئی فوٹو گرافروں کے کیمروں سے فلم نکال لی گئی۔ سفارتی ایریا میں آرمی کے دستے گاڑیوں میں گشت کر رہے ہیں۔

پولیس ناکہ بندیوں پر آنے جانے والی کاروں کی تلاشی لیتی رہی۔ بڑی تعداد



میں پولیس کے دستے بھی آس پاس کے گرین ایریا میں تعینات کئے گئے ہیں۔ اسلام آباد سے خصوصی رپورٹر کے مطابق نیویارک اور واشنگٹن میں دہشت گردی کے واقعات کے بعد پاکستان نے اپنے تمام ائیرپورٹس پر سیکورٹی انتظامات سخت کر دیئے ہیں۔ عسکری ذرائع کے مطابق پاکستان نے اسلام آباد میں واقع تمام سفارت خانوں پر مامور سیکورٹی کو چوکس کر دیا ہے آن لائن کے مطابق امریکہ نے بھارت میں بھی اپنے شہریوں کو محتاط رہنے کی ہدایت جاری کر دی ہے بھارت میں امریکی سفارتخانہ گزشتہ روز پبلک کے لئے بند رہا اسرائیلی اور امریکی سفارتخانوں کو حفاظتی اقدامات کے تحت خالی کر دیا گیا۔

بھارتی ذرائع ابلاغ کی رپورٹوں کے مطابق بھارت میں امریکی سفارتخانے نے اپنے تمام شہریوں کو محتاط رہنے کی ہدایت جاری کر دیں اور بھارت کا سفر کرنے والے امریکی شہریوں کو سخت احتیاطی اقدامات کرنے کی ہدایت کی ہے۔ انڈونیشیا میں امریکی سفارتخانے پر دو مرتبہ حملوں کی کوشش ناکام بنادی گئی۔ انڈونیشیا کے وزیر خارجہ حسن ریدیووا نے واقع کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے صحافیوں کو بتایا کہ حکام نے جکارتہ میں امریکی سفارتخانے پر حملوں کو ناکام بنا دیا ہے۔ ان حملوں کی باقاعدہ منصوبہ بندی کی گئی تھی۔

انہوں نے اس امکان کو رد کیا کہ جس طرح امریکہ کو تخریب کاری کا نشانہ بنایا گیا اس طرح انڈونیشیا میں بھی حملے کئے جا سکتے ہیں۔ واضح رہے کہ امریکہ میں تخریب کاری کے حالیہ واقعات میں اسامہ بن لادن کو ملوث کرنے کی افواہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اس طرح کی کوئی معلومات نہیں جکارتہ میں امریکی سفارتخانے سے قریبی رابطہ رکھا گیا ہے۔ وہ انڈونیشیا میں کسی دہشت گرد کے داخل ہونے کی قبل از وقت اطلاع دیں گے۔ گزشتہ روز جکارتہ میں امریکی سفارتخانہ بند رہا۔ اے ایف پی کے مطابق مشرق وسطیٰ میں

امریکی سفارتخانے گزشتہ روز بند کر دیئے گئے عمان میں ایک سفارتی ذریعہ نے بتایا کہ سفارتخانہ اب صرف ضروری امور کی انجام دہی کے لئے کھلے گا۔

شہر میں سفارتخانے کی حفاظت کے لئے سخت حفاظتی انتظامات کئے گئے۔ شام میں سفارتخانے کے ایک افسر نے بتایا کہ سفارتخانہ ایک روز کے لئے بند کیا گیا ہے تاکہ سیکورٹی کے حوالے سے انتظامات کا ازسرنو جائزہ لیا جاسکے۔ خلیج کے خطے میں زیادہ تر امریکی سفارتخانے نیویارک اور واشنگٹن پر حملوں کے بعد بند کر دیئے گئے۔ ریاض میں امریکی سفارتخانے نے ایک بیان میں کہا کہ آج سفارتخانہ اور قونصلیٹ جنرل صرف ضروری خدمات کے لئے کھلے گا، ابوظہبی میں امریکی سفارتخانہ اور دوبی میں قونصلیٹ بھی بند رہا۔ بحرین میں امریکی مشن کھلا رہا، برٹش ائرویز نے اسلام آباد کیلئے تمام پروازیں منسوخ کر دی ہیں۔

برٹش ایئرویز کے راولپنڈی آفس نے نوائے وقت کو بتایا کہ امریکہ اور کینیڈا نے جہازوں کو اترنے کی اجازت نہیں اس لئے ہمیں اپنی پروازوں کو آپریٹ کرتے ہوئے دقت پیش آرہی ہے جس کے باعث بدھ، جمعہ اور اتوار کو چلنے والی اسلام آباد سے تمام پروازیں غیر معینہ مدت کیلئے منسوخ کر دی گئی ہیں۔ برٹش ایئرویز کے مسافروں سے کہا گیا ہے کہ وہ رابطہ رکھیں جونہی صورتحال بہتر ہوگی پروازیں شروع کر دی جائیں گی، لندن سے اے ایف پی کے مطابق برٹش ایئرویز نے کہا کہ اس نے افغانستان کے قریب ہونے کی بناء پر اسلام آباد کیلئے پروازیں معطل کیں۔ اسرائیل کی جانب سے اپنی ائربیس بند کرنے کے بعد برٹش ایئرویز نے تل ابیب کیلئے بھی پروازیں معطل کرنے کا اعلان کیا۔ برٹش ایئرویز حملوں کے بعد شمالی امریکہ کیلئے پہلے ہی پروازیں منسوخ کر چکا ہے۔ ترجمان نے کہا کہ اسلام آباد جانے اور آنے والی پروازیں افغانستان کے قریب سے گزرتی ہیں۔ ادھر



اطالوی ائرلائن الیٹالیا نے بھی مصر، ایران، اسرائیل، اردن، لبنان، اور شام کیلئے براہ راست پروازیں معطل کر دی ہیں۔ کمپنی ترجمان نے کہا کہ اطالوی ائرلائن امریکہ اور کینیڈا آنے اور جانے والی تمام پروازیں منسوخ کی جاچکی ہیں۔

امریکہ میں دہشت گردی کے واقعات سے پیدا شدہ صورتحال کے باعث قومی ائرلائن پی آئی اے میں بھی بحرانی کیفیت پیدا ہوئی ہے اور امریکہ اور دیگر یورپی ممالک کیلئے جانے والے مسافروں کیلئے مشکلات پیدا ہوگئیں ہیں امریکہ اور اس کی مختلف ریاستوں کیلئے پاکستان سے ہفتہ میں 5 فلائٹس کے ذریعہ تقریباً اڑھائی ہزار مسافر جاتے ہیں اور نئی صورتحال میں پی آئی اے کی تمام پروازیں ملتوی کر دی گئی ہیں۔ جمعرات کے روز نیویارک جانے والی پی کے 723 کو ابتدائی طور پر 12 گھنٹے کیلئے ملتوی کیا گیا ہے جبکہ دوسری جانب ان مسافروں کو بھی کلیرنس دینے سے انکار کر دیا یا ہے پی آئی اے کے ذریعہ لندن دبئی جا کر آگے امریکہ کیلئے کنکشن لیتے ہیں پی آئی اے کی امریکہ کیلئے جانے والی آخری پرواز پی کے 789 جو گزشتہ روز روانہ ہوئی تھی ٹورنٹو پہنچ چکی ہے جبکہ امریکہ کیلئے مزید تمام پروازیں تاحکم ثانی ملتوی کر دی گئی ہیں اور امریکہ جانے والے مسافروں کو فی الحال غیر یقینی صورتحال کا سامنا ہے۔ محکمہ خارجہ کے ترجمان رچرڈ باؤچر نے بتایا کہ دنیا بھر میں 50 امریکی سفارتی پوسٹیں بند کر دی گئی ہیں یا انہوں نے سروسز کم کر دی ہیں۔ تاہم انہوں نے ان مشنوں کا نام نہیں بتایا۔ ادھر امریکی طیارہ بردار جہاز جارج واشنگٹن بحر اکاہل اٹلانٹک سے بلالیا گیا ہے اور اب وہ نیویارک کی جانب بڑھ رہا ہے اور جان ایف کینیڈی واشنگٹن کو جا رہا ہے۔ دریں اثناء جرمن ائرلائنز لفتھنسا نے شمالی امریکہ کے لئے 27 پروازیں منسوخ کر دی ہیں بوسٹن کا ہوائی اڈہ مکمل طور پر بند کر دیا گیا ہے، امریکی صدر

جارج واکر بش نے کہا ہے کہ نیویارک اور واشنگٹن میں دہشت گردی کرنے والوں کے خلاف مؤثر کارروائی ضرور ہوگی۔ دہشت گردی کرنے اور دہشت گردوں کو پناہ دینے والوں میں کوئی تمیز نہیں برتی جائے گی اور دونوں کے خلاف سخت ایکشن کیا جائے گا۔

امریکی صدر بش نے نیویارک اور واشنگٹن پر دہشت گردی کے کئی گھنٹوں بعد واپس وائٹ ہاؤس پہنچ کر امریکی قوم سے اپنے باقاعدہ خطاب میں کہا کہ ان حملوں کے ذمہ دار عناصر کو کسی صورت نہیں چھوڑا جائے گا۔ ان حملوں کے ذریعہ امریکی شہریوں، امریکہ کی زندگی اور آزادی پر حملہ کیا گیا ان حملوں کے شکار ہونے والے امریکیوں میں زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل ہیں۔ دہشت گردی کے یہ واقعات کسی طور نظر انداز نہیں کئے جا سکتے دہشت گردی کے ان واقعات سے امریکیوں کو خوفزدہ نہیں کیا جا سکتا ایسی سازشیں ناکام ہوں گی امریکہ مضبوط ملک ہے اور اس کے شہری عظیم لوگ ہیں۔صدر بش نے کہا کہ دہشت گردی کے یہ واقعات ہماری بڑی عمارتوں کو تو ہلا سکتے ہیں لیکن یہ امریکہ کی بنیاد کو ذرا بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے امریکہ ایک مضبوط ملک ہے دہشت گردی کا نشانہ اسی لئے بنایا گیا کہ امریکہ دنیا میں آزادی کا سب سے بڑا خواہاں ہے آزادی کی اس شمع کو ہم سے کوئی نہیں چھین سکتا۔ امریکی قوم نے تباہی دیکھی ہے یہ انسانیت کے خلاف بڑی سازش ہے اور امریکہ اس کے خلاف اپنی بھرپور صلاحیتوں سے جواب دے گا۔صدر بش نے کہا کہ امریکہ میں بڑے پیمانے پر امدادی کارروائیاں شروع کر دی گئی ہیں امریکی فوج طاقتور ہے اور وہ ہر امدادی اقدام کیلئے تیار ہے ہماری پہلی ترجیح دہشت گردی کے شکار ہونے والے لوگوں کی مدد کرنا ہے جس کے لئے مؤثر کارروائیاں کی جارہی ہیں امریکہ کے مالیاتی ادارے اور نظام مستحکم ہے اس دہشت گردی میں ملوث عناصر کو



پکڑنے کیلئے بھرپور کوششیں جاری ہیں اس مقصد کی خاطر انٹیلی جنس اور قانون نافذ کرنے کے تمام وسائل استعمال کئے جا رہے ہیں۔ صدر بش نے کہا کہ وہ دہشت گردی کے ان واقعات میں مارے جانے والوں کے لواحقین کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

# پاکستان کی آزمائش شروع ہوتی ہے

مغربی دنیا نے آج تک پاکستان کے اس گناہ کو معاف نہیں کیا کہ اس نے طالبان حکومت کو کیوں تسلیم کیا ہے؟ حملے کے فوراً بعد جب میڈیا کی توپوں کا رخ اسامہ بن لادن کے خلاف ہوا تو پاکستان کو ڈپلومیٹک انداز سے دباؤ میں لانے کے حربے بھی شامل ہو گئے امریکی وزیر خارجہ کولن پاول نے پاکستان سے اسامہ بن لادن کے خلاف مدد مانگ لگی حالانکہ جنرل مشرف نے صورتحال کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے حملے کے فوراً بعد امریکہ کو مکمل حمایت کا یقین دلاتے ہوئے دہشت گردوں کے خلاف جنگ میں اس کا مکمل ساتھ دینے کا اعلان ایک ہنگامی بیان کے ذریعے کر دیا تھا۔

12 ستمبر کو امریکی دفتر خارجہ نے پاکستانی سفیر ملیحہ لودھی کو دفتر خارجہ میں طلب کیا جنہوں نے دفتر خارجہ میں امریکی سیکرٹری آف سٹیٹ رچرڈ آرمیج سے ملاقات کی اس ملاقات میں امریکی وزیر خارجہ نے اس بات پر زور دیا کہ پاکستان کو اس معاملے میں لازمی مدد کرنی چاہئے۔ امریکی وزیر خارجہ کولن پاول نے اس بارے میں صحافیوں کو بتایا کہ پاکستان



نے اسامہ بن لادن کی افغانستان بدری اور دہشت گردی سے نمٹنے میں مدد طلب کی ہے۔

انہوں نے کہا کہ ابھی ہم نے کچھ طے نہیں کیا مگر امریکہ پاکستان سے پوری طرح مدد کا طالب ہے۔ پاول نے کہا کہ آرمیج نے ملیحہ لودھی سے اس مسئلے پر بات کی ہے اور پاکستان میں امریکی سفیر وینڈی چیمبرلین بھی (جمعرات کو) صدر پرویز مشرف سے ملاقات کریں گی ہمیں یقین ہے کہ پاکستان دہشت گردی سے نمٹنے میں ہماری مدد کرے گا۔ ان سے جب ملا محمد عمر کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہمیں پورا یقین ہے کہ طالبان قیادت اسامہ کو تحفظ فراہم کر رہی ہے۔ تاہم ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ طالبان لیڈران حملوں میں بھی ملوث ہیں۔ انہوں نے کہا کہ صدر بش نے ان حملوں کے ذمہ داروں کا تعین کرنے کا عزم کر رکھا ہے اور ثبوت اکٹھے کئے جا رہے ہیں۔

پاول نے کہا کہ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ پاکستان کس قدر مفید ہو سکتا ہے اس سے فیصلہ کریں گے کہ ہمیں ملنے والی معلومات کی روشنی میں کیا لائحہ عمل اختیار کرنا ہے۔ واضح رہے کہ امریکہ نے اسامہ کے بارے میں اپنی ناپسندیدگی کو بھی نہیں چھپایا اور وہ چاہتا ہے کہ پاکستان اپنے اثر ورسوخ سے اسامہ کو افغانستان بدر کرائے۔ بی بی سی ٹی وی کے مطابق پاول نے کہا کہ ابھی تک ان کو جو معلومات ملی ہیں ان کی روشنی میں پتہ نہیں چلایا جا سکا کہ حملے میں کون ملوث ہے۔ تاہم اکٹھی کی جانے والی معلومات سے جلد پتہ لگایا جا سکے گا کہ وہ دہشت گرد کون تھے انہوں نے کہا کہ امریکی اہلکاروں نے پاکستانی حکام سے ملاقاتیں کی ہیں تاہم یہ معمول کی ملاقاتیں تھیں مگر ان میں دہشت گردی کے واقع کے حوالے سے بھی بات چیت ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ انہیں تحقیقات اور مزید معلومات اکٹھی کرنے کیلئے پاکستان کے تعاون اور حمایت کی ضرورت ہوگی۔ پاول نے کہا کہ امریکہ دہشت گردی کے

خلاف بین الاقوامی اتحاد بنا رہا ہے۔

پریس اطلاعات کے مطابق پاکستان نے امریکہ کو دہشت گردی کے خلاف ہونے والی اس جنگ میں اپنی مکمل حمایت کی یقین دہانی کروائی ہے۔ بدھ کی شب جنرل ہیڈ کوارٹرز راولپنڈی میں اعلیٰ سطح کے ایک طویل اجلاس کے بعد صدر مملکت جنرل پرویز مشرف کی جانب سے جو بیان جاری کیا گیا ہے اس میں انہوں نے کہا کہ پاکستان دہشت گردی کو ایسی برائی سمجھتا ہے جس سے عالمی برادری کو خطرہ لاحق ہے۔ اس اجلاس میں جو رات لگ بھگ نو بجے شروع ہو کر رات ساڑھے بارہ بجے کے بعد بھی جاری رہا بحریہ اور فضائیہ کے سربراہان، وزیر خارجہ عبدالستار، سیکرٹری خارجہ انعام الحق اور دیگر اعلیٰ سول و فوجی حکام نے شرکت کی۔ اجلاس کے بعد صدر کا جو بیان رات جاری کیا گیا اس میں انہوں نے کہا کہ پاکستان کے عوام اور حکومت کو واشنگٹن اور نیویارک میں ہونے والے دہشت گردی کے ان واقعات پر سخت غم وغصہ ہے جن میں ہزاروں بے گناہ جانیں ضائع ہوئی ہیں۔ امریکی حکام کے اس المیہ پر ہم اپنا دکھ الفاظ میں بیان نہیں کر سکتے۔ پاکستان دہشت گردی کے اس اقدام کی بھرپور مذمت کرتا ہے۔ صدر نے کہا کہ ہم دہشت گردی کو ایسی برائی سمجھتے ہیں جس سے عالمی برادری کو خطرہ لاحق ہو چکا ہے۔ دہشت گردی کی تمام اقسام کے خلاف تمام عالمی برادری کو مل کر کوششیں کرنا ہوں گی۔ نیویارک اور واشنگٹن میں ہونے والی بربادی نے دہشت گردی کے خلاف کوششوں کی نئی ضرورت کا احساس دلایا ہے۔ پاکستان نے ماضی میں دہشت گردی کے خلاف مکمل تعاون کیا ہے اور یہ تعاون آئندہ بھی جاری رہے گا۔ قبل ازیں جی ایچ کیو میں منعقدہ اجلاس کے دوران صدر مملکت نے کو اسلام آباد اور واشنگٹن کے درمیان بدھ کے روز رابطوں کی تفصیلات، افغانستان



حوالے سے امریکی شبہات سمیت متعدد امور کے بارے میں اعتماد میں لیا۔ اس موقع پر پاکستان کی اندرونی اور بیرونی سلامتی کا معاملہ بھی زیر غور آیا۔ ذرائع کے مطابق اجلاس امریکہ کے دو بڑے شہروں میں تباہی کے بعد پاکستان کے لئے پیدا شدہ صورتحال کے بارے میں حکمت عملی طے کی گئی۔

اخباری اطلاعات کے مطابق بدھ کے روز پاکستان کا ایک وفد جس میں سفارتکاروں کے علاوہ بعض فوجی حکام بھی شامل تھے قندھار پہنچا۔ وفد نے طالبان کی اعلیٰ قیادت سے وہاں ملاقات کر کے اس تمام صورتحال کے بارے میں انہیں اعتماد میں لیا اور افغانستان کے ممکنہ طرز عمل کے بارے میں تبادلہ خیالات کیا۔ بعض ذرائع کا اصرار ہے کہ وفد نے امیرالمومنین ملا عمر سے بھی ملاقات کی ہے۔

وفاقی دارالحکومت کے سفارتی ذرائع کا کہنا ہے کہ افغانستان کے خلاف کارروائی کے خدشات بڑھ رہے ہیں۔ ان ذرائع کے مطابق امریکہ کی حکمت عملی یہ ہے کہ اس بار عجلت کا مظاہرہ کرنے کے بجائے تاخیر کے ساتھ لیکن بھرپور قوت کے ساتھ کارروائی کی جائے۔ صدر جارج ڈبلیو بش کی جانب سے نیویارک اور واشنگٹن میں تباہی کو ایک جنگی اقدام قرار دینا اور اس کے بعد وزیر خارجہ کولن پاول کی جانب سے یہ اعلان کہ واقعہ کے ذمہ دار ملک کے خلاف کارروائی میں نیٹو ممالک بھی شامل ہوں گے، ایک کھلا پیغام ہے کہ افغانستان کے خلاف اقدامات میں امریکہ کو نیٹو ممالک کی عملی اور اخلاقی تائید حاصل ہوگی۔ اس تناظر میں پاکستان کے لئے سیاسی اور سفارتی مشکلات بھی بڑھ رہی ہیں۔ اے ایف پی اور وائس آف امریکہ کے مطابق ملاقات میں امریکہ میں گزشتہ روز کے حملوں کے حوالے سے پیدا ہونے والی صورتحال پر تبادلہ خیا کیا گیا۔ اے ایف پی کے مطابق وزارت

خارجہ کے ایک اہلکار نے بتایا کہ ایک پاکستانی سفارت کار نے کابل میں طالبان حکام سے ملاقات کی اور حکومت پاکستان کا ایک ''اہم پیغام'' پہنچایا۔ اس اہلکار نے تاہم اس ملاقات کے مقاصد سے آگاہ نہیں کیا۔

اس دوران یہ افواہ تیزی سے گردش کرنے لگی تھی کہ امریکہ افغانستان پر حملہ کرنے والا ہے۔ پاکستان نے صورتحال کی سنگینی کو محسوس کرتے ہوئے ایک اہم رپورٹ جو منظر عام پر آئی میں بتایا گیا کہ افغانستان میں طالبان کے زیر کنٹرول ملٹری تنصیبات پر ممکنہ امریکی حملے کے پیش نظر صوبہ سرحد اور بلوچستان کی سرحدوں پر بدھ کو فوج اور پیراملٹری فورسز کو ہائی الرٹ کر دیا گیا ہے، پاکستانی حکام نے احتیاطی تدابیر کے طور پر یہ اقدام کیا ہے۔ حکام نے بتایا کہ فوجی جوان فرنٹیئر فورس اور دوسری پیراملٹری فورسز معمول کے علاوہ سیکورٹی مشقیں کریں گی، پاکستان نے بدھ کو واشنگٹن میں امریکی حکام پر اپنی پوزیشن واضح کر دی ہے، آئی ایس آئی کے ڈائریکٹر جنرل لیفٹیننٹ جنرل محمود احمد نے واشنگٹن میں امریکی حکام سے فوری اور ہنگامی نوعیت کے اضافی مذاکرات کیے ہیں انہیں امریکا کے چ[illegible] روز کے دورے کے بعد منگل کو واپس روانہ ہونا تھا لیکن امریکی ائرپورٹس کے بند ہونے کی وجہ سے وہ وطن روانہ نہیں ہو سکے۔

امریکہ کی سفیر وینڈی چیمبرلین اپنی حکومت کی طرف سے اس صورت حال پر جمعرات کو صدر جنرل پرویز مشرف سے بات چیت کریں گی جب وہ اسناد سفارت پیش کرنے کے بعد صدر پاکستان سے پہلی سرکاری ملاقات کریں گی، بتایا گیا ہے کہ افغانستان پر حملے کی صورت میں آرمی ہیڈکوارٹر پشاور اور کوئٹہ صورت حال کا جائزہ لیتے ہوئے کسی ہنگامی مسئلے سے نمٹنے کا فیصلہ کرے گا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ گیارہویں اور بارہویں کور کو ہائی الرٹ رہنے کا حکم دیا گیا ہے دوسری طرف کابل اور قندھار میں بھی ہائی الرٹ کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ طالبان قیادت نے جلد امریکی حملے کے خطرے کے پیش نظر ملٹری ہارڈ ویئر کو پوزیشن سنبھالنے کا حکم دیا ہے۔ دریں اثناء طالبان سیکورٹی حکام نے سپریم کمانڈر ملا عمر کو ان کے معروف ہیڈ کوارٹر سے نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا ہے۔ کوئٹہ سے ایک سینئر سیکورٹی افسر نے ٹیلیفون پر بتایا کہ اس بات کی مصدقہ اطلاعات ہیں کہ طالبان متوقع امریکی حملے کا سامنا کرنے کی تیاری کر رہے ہیں اور یہاں جنگ کی سی صورت حال ہے۔، جنرل پرویز مشرف کی حکومت کے سینئر حکام نے اس موقف کا اعادہ کیا ہے کہ پاکستان افغانستان میں امریکا یا کسی بین الاقوامی فوجی کارروائی میں تعاون نہیں کرے گا، تاہم حکومت علاقے میں کسی فوجی کارروائی کی مزاحمت نہیں کرے گی۔



پاکستانی سیکورٹی حکام کو خدشہ ہے کہ اگر تحقیقات کے بعد ثابت ہو گیا کہ حملوں میں ملوث دہشت گردوں کا کسی بھی طرح سے افغانستان سے تعلق بنتا ہے تو امریکا کروز میزائلوں اور سمارٹ بموں سے اسامہ کے ٹھکانے اور طالبان پر فضائی حملے کرے گا، حکام نے اس امر کی بھی تردید نہیں کی کہ امریکا تاجکستان میں متعین اپنی خصوصی افواج کو حاصل زمینی سہولتوں سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ سینئر افسروں نے اسلام آباد میں بتایا کہ صدر جنرل پرویز مشرف نے بحر ہند میں امریکی نقل و حرکت کے بارے میں رپورٹوں کو مدنظر رکھتے ہوئے صوبہ سرحد اور بلوچستان میں افواج اور دوسرے اداروں کو انتہائی چوکس (ہائی الرٹ) رہنے کا حکم دے دیا، حکام کو خطرہ ہے کہ 1998ء کی طرح اسامہ بن لادن اور دہشت گردی کے دوسرے تربیتی مقامات پر امریکی حملے سے افغان آبادی بھاری تعداد میں پاکستان کی طرف ہجرت کر سکتی ہے۔

انگریزی روزنامہ دی نیوز کے کامران خان نے اپنی اس تجزیاتی رپورٹ میں بتایا
کہ ایک اعلیٰ افسر نے کہا کہ افغانستان کے خلاف ایسی جوابی کارروائی پاکستان کے لئے
سیکورٹی کا ڈراؤنا خواب بن سکتی ہے یہ حملے آخری حربہ ہوگا جسے ہم دیکھنا پسند کریں گے۔ ہم
نے امریکیوں کو بتادیا ہے کہ ایسی کارروائی کا جوابی ردعمل سامنے آسکتا ہے دوسری طرف اعلیٰ
حکام نے کئی مذہبی اور جہادی تنظیموں کے سربراہوں سے رابطہ کر کے درخواست کی ہے کہ وہ
امریکا پر ہونے والے حملوں کی حمایت میں کوئی بیان جاری یا عوامی سرگرمی کا مظاہرہ نہ
کریں۔ جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد نے کہا کہ کوئی بھی سچا مسلمان اتنی بڑی
تعداد میں معصوم شہریوں کی ہلاکت کی ذمہ داری کسی ایسی کارروائی کے بارے میں سوچ بھی
نہیں سکتا، پاکستان میں متعین نئی امریکی سفیر وینڈی چیمبرلین ابھی تک حکومت کو اپنے
کاغذات نامزدگی بھی پیش نہیں کرسکیں لیکن اب حکام کا کہنا ہے کہ وہ آج صدر پرویز مشرف
کو کاغذات پیش کریں گی، ممکن ہے کہ وہ اپنی اس پہلی ملاقات میں دہشت گردوں کے
امریکا پر حملے اور خطے میں اس کے ردعمل پر بات چیت کریں۔ اسلام آباد کے سیکورٹی کے حکام
اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ افغانستان پر امریکی حملوں کے نتیجے میں طالبان کو پاکستان
جیسی والہانہ عوامی ہمدردیاں حاصل ہوسکتی ہیں کیونکہ یہاں انہیں ملک بھر میں مذہبی مدارس
کی خاطر خواہ حمایت حاصل ہے ملک بھر میں پھیلے جہادی گروپوں کے بارے میں عام خیال
یہی ہے کہ یہ مدرسوں کی پیداوار ہیں، پاکستان کے طاقتور مذہبی حلقوں میں بڑھتے ہوئے
امریکا مخالف جذبات کی وجہ سے پاکستان کو امریکی شہریوں کے لئے خطرناک ترین ملک
سمجھا جاتا ہے۔

پاکستان کا شمار ان چند ممالک میں ہوتا ہے جن میں امریکی سفارت خانے کو



حد اہمیت کا حامل قرار دیا گیا ہے چند ماہ قبل پاکستان میں امریکی سفارت کاروں کو اپنی
گاڑیوں پر سفارتی نمبر پلیٹیں آویزاں کرنے سے روک دیا گیا تھا، امریکا نے 1995ء میں
کراچی میں اپنی انٹیلی جنس کے دو اہلکاروں کے قتل کے بعد کراچی میں اپنا ویزا آفس بند کر
دیا تھا اس سے قبل کراچی میں ہی چار امریکیوں کے قتل کا واقعہ رونما ہو چکا تھا جو یونین
ٹیکساس آئل کمپنی میں آڈیٹر کے طور پر کام کر رہے تھے۔ پاکستان اس وقت دہشت گردی
کے خلاف امریکی اداروں کی توجہ کا مرکز بن گیا جب یہ انکشاف ہوا کہ پاکستان میں موجود
اسامہ بن لادن کے ساتھی یوسف رمزی نے 1996ء میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں دھماکے کا
منصوبہ تیار کیا تھا۔ اسے 1996ء میں ہی اسلام آباد سے گرفتار کرلیا گیا پاکستان 1997ء
میں اس وقت بھی عالمی اخبارات کی خبروں کا موضوع بنا جب امریکا سی آئی اے کے دو
اہلکاروں کے قتل کے الزام میں ایمل کانسی گرفتار ہوا، موجودہ حکومت کے برسراقتدار آنے
کے صرف چند ہفتے بعد اسلام آباد میں امریکی سفارت خانے اور امریکی مرکز اطلاعات پر
راکٹوں سے حملے کئے گئے اور ایران کو ان واقعات میں ملوث قرار دیا گیا مگر تحقیقات مکمل نہ
ہوسکی۔ اگست 98ء میں افغانستان میں دہشت گردی کے ایک مبینہ کیمپ پر حملے اور دو
درجن سے زیادہ پاکستانیوں کی ہلاکت کے بعد حکومت پاکستان پر امریکا کا دباؤ بڑھ رہا ہے
کہ وہ اسامہ بن لادن کی تلاش میں اس کی ایجنسیوں کی مؤثر طور پر مدد کرے اس ضمن میں
گزشتہ سال جون میں سی آئی اے کے سربراہ جان ٹینٹ نے پاکستان کا ایک خفیہ دورہ بھی
کیا گزشتہ ہفتہ جب آئی ایس آئی کے سربراہ جنرل محمود احمد واشنگٹن گئے تو اس موقع پر بھی
امریکی حکام نے اپنی اس درخواست کا اعادہ کیا، حکام کا کہنا ہے کہ آئی ایس آئی کے سربراہ
جو اب بھی واشنگٹن میں موجود ہیں، کے دورہ کا مقصد اسامہ بن لادن اور پاکستان کی جہادی

تنظیموں کے باہمی رابطوں کے بارے میں امریکہ کی تشویش کو دور کرنا ہے۔

اس دوران طالبان کی طرف سے وائس آف امریکہ سے رابطہ کیا گیا جس پر طالبان وزیر خارجہ متوکل نے کہا کہ امریکہ انہیں بغیر کسی ثبوت کے اس گھناؤنے اقدام پر ملوث کر رہا ہے انہوں نے کہا کہ اسامہ بن لادن کے تمام ممکنہ سہولیات جن میں سیٹلائٹ ٹی فون بھی شامل ہے واپس لے لی گئی ہیں اور وہ اتنا بڑا اقدام کر ہی نہیں سکت۔ انہوں نے اسامہ کو امریکہ کے حوالے کرنے کے سوال کو قبل از وقت بتاتے ہوئے اس سے صاف انکار کر دیا۔

اس دوران عسکری ماہرین کی طرف سے خدشہ ظاہر کیا گیا کہ امریکہ افغانستان کے چار شہروں پر حملہ کر سکتا ہے جن میں قندھار، خوست، نمروز اور کابل شامل ہیں امریکہ کی پہلی ترجیح خوست اور قندھار ہوں گے جو پاکستانی سرحد سے متصل ہیں۔

طالبان کے سفیر متعین اسلام آباد ملا ضعیف نے امریکی ممکنہ حملوں کی خبر پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر امریکہ ایسا کرتا ہے تو ہم اسے اپنے خلاف دہشت گردی تصور کریں گے کیونکہ امریکہ میں اس ایسا اقدام بغیر کسی ثبوت کے محض مفروضوں کی بنیاد پر کرے گا۔ انہوں نے کہا اگر امریکہ اسامہ بن لادن کے اس حملے میں ملوث ہونے کے ثبوت فراہم کرے تو ہم اسے امریکہ کے حوالے کرنے پر غور کر سکتے ہیں۔ امریکہ کی طرف سے اس فراخدلانہ پیشکش کو درخور اعتنا ہی نہیں جانا گیا۔



# ایف بی آئی متحرک ہوتی ہے

12 ستمبر کو ایف بی آئی کے حوالے سے خبریں آنا شروع ہوئیں جن میں بتایا گیا کہ ایف بی آئی کے حکام نے مختلف ثبوت ملنے پر چھاپوں اور گرفتاریوں کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ چار ہزار ایف بی آئی ایجنٹ مکمل تیاری اور برق رفتاری سے ملزموں کو تلاش کرنے کی مہم پر تل گئے۔

اطلاعات کے مطابق امریکی اہلکاروں نے بوسٹن کے ویسٹن ہوٹل پر چھاپہ مارا اور متعدد کمروں کی تلاشی لی اور 2 افراد کو گرفتار کر لیا اور انہیں اپنے ہمراہ لے گئے۔ قبل ازیں امریکی اہلکاروں نے بوسٹن کے نواح میں نیوٹن کے علاقے چیسٹ نٹ ہل کے ہوٹل پر بھی چھاپہ مارا اور کمروں کی تلاشیاں لیں تاہم یہاں سے ہونے والی گرفتاریوں کے بارے میں کچھ پتہ نہ چل سکا۔ حکام نے ریاست فلوریڈا میں بھی کئی مقامات پر چھاپے مارے اور 4 افراد کو گرفتار کیا جبکہ 2 گاڑیاں بھی برآمد کر لی ہیں، وینس اور ویرو بیچ کے علاقوں میں بھی چھاپے مارے گئے تاہم یہاں سے بھی گرفتار ہونے والوں کی تعداد نہیں بتائی گئی۔

امریکی ٹی وی سی این این کے مطابق گرفتار ہونے والے افراد مشرق وسطیٰ کے باشندے ہیں اور اسامہ بن لادن کے حامی ہیں اس دوران نیویارک اور واشنگٹن میں امدادی کارروائیاں جاری ہیں دونوں شہر ہولناک منظر پیش کر رہے ہیں۔ حکام نے عارضی مردے خانے قائم کر دیئے ہیں جہاں مردوں کو رکھا جا رہا ہے، ہزاروں افراد ملبے تلے دبے ہوئے ہیں جن کے زندہ بچنے کی کوئی امید نظر نہیں آتی، حکام کا خیال ہے کہ ملبہ ہٹانے میں کم از کم ایک ہفتہ لگے گا، امریکا میں تمام ایئرپورٹس بدستور بند ہیں اور تمام پروازیں منسوخ ہیں، امدادی کارکنوں نے بتایا کہ پینٹا گون کی عمارت میں لگنے والی آگ کو تاحال بجھا نہیں جا سکا ہے اور 800 اہلکار اس حادثے میں مارے گئے ہیں جبکہ ٹریڈ ٹاورز کے ملبے میں 200 پولیس اہلکار اور 450 امدادی کارکن بھی دبے ہوئے ہیں جو یہاں امدادی کام کے لئے گئے تھے۔ لاشوں کو کشتیوں کے ذریعے مردہ خانوں میں منتقل کیا جا رہا ہے۔ ہزاروں افراد کو اسپتال میں داخل کرا دیا گیا ہے۔ ایف بی آئی نے کہا کہ اسے ایسے شواہد ملے ہیں کہ ان حملوں میں اسامہ بن لادن ملوث ہو سکتے ہیں۔ ایک امریکی اہلکار نے کہا کہ خدشہ ہے کہ مرنے والوں کی تعداد 10 ہزار تک ہو سکتی ہے۔ اطلاعات کے مطابق ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے اردگرد 1500 ڈگری سینٹی گریڈ درجہ حرارت کے باعث کئی عمارتوں کے سریئے پگھل گئے اور وہ گر گئیں۔ دریں اثناء نیویارک اور واشنگٹن میں خودکش حملوں کی تحقیقات کے دوران امریکی تحقیقاتی ایجنسی ایف بی آئی کو دہشت گردی کے حالیہ واقعات کے بارے میں 700 سراغ ملے ہیں۔

امریکی محکمہ انصاف کی ترجمان مینڈی ٹکر نے انکشاف کیا ہے کہ اغوا کئے گئے طیاروں کے مسافروں کی طرف سے طیاروں کی تباہی سے پہلے کی گئی ٹیلی فون کالوں کے



نتیجے میں جو معلومات حاصل ہوئی ہیں ان کے مطابق امریکی حکومت کا خیال ہے کہ ہائی جیکر تربیت یافتہ پائلٹ تھے اور ہر طیارے پر تین سے پانچ ہائی جیکر سوار تھے۔ دریں اثناء امریکی سیکورٹی حکام نے واشنگٹن اور نیویارک پر حملوں میں ملوث مسلم ممالک کے باشندوں کی نشاندہی کر کے ایک کار سے عربی زبان میں فلائٹ ٹریننگ کے بارے میں دستاویزات برآمد کر لی ہیں۔ امریکی اخبار بوسٹن ہیرالڈ کی رپورٹ میں تحقیقات کرنے والے حکام کے قریبی ذرائع کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ ملزموں میں دو سگے بھائی تھے جن میں سے ایک ماہر پائلٹ تھا دونوں بھائیوں کے پاس متحدہ عرب امارات کے پاسپورٹ تھے۔ میسا چوسٹس سے 5 عرب باشندے گرفتار کئے گئے ہیں۔ دہشت گرد ہوائی جہازوں میں چاقو لے کر داخل ہوئے کیونکہ چاقوؤں کی مدد سے ہی طیاروں کو اغوا کیا گیا تھا۔

ایف بی آئی نے دہشت گردی کی کارروائیوں کے حوالے سے معلومات کے حصول کے لئے ویب سائٹ بھی قائم کر دی ہے۔ امریکا کے اٹارنی جنرل جان ایچ کرافٹ نے کہا ہے کہ لوگ امریکا میں حملوں کے حوالے سے ویب سائٹ "www.ifeefbi.ga" پر معلومات دے سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ملک بھر میں اور عالمی سطح پر ایف بی آئی کے ہزاروں ایجنٹوں کو محکمہ انصاف اور دیگر محکموں کے اہلکار بھی مدد فراہم کر رہے ہیں۔ دریں اثناء ممکنہ دہشت گردی سے نمٹنے کے لئے 750 نیشنل گارڈ نیویارک پہنچ گئے ہیں۔ امریکی حکام کے احکامات پر ایف بی آئی کے ایجنٹ تحقیقات کا دائرہ وسیع کرنے کیلئے واشنگٹن سے یمن کے دارالحکومت صنعاء کیلئے روانہ ہو گئے ہیں۔ ایک امریکی عہدیدار کا کہنا ہے کہ نیو یارک، واشنگٹن حملوں اور یو ایس ایس کول کے خلاف کارروائیوں کے حوالے سے ایف بی آئی کے ایجنٹ بحرین بھی جائیں گے۔ امریکی اٹارنی جنرل جان ایچ کرافٹ نے کہا ہے

کہ فوجی ہیڈ کوارٹر پینٹا گون سے ٹکرا کر گر کر تباہ ہونے والے جہاز پر سوار ایک خاتون مسافر نے دو دفعہ اپنے شوہر سے موبائل فون پر رابطہ کیا تھا، خاتون کا کہنا تھا کہ جہاز پر سوار ہائی جیکروں کے پاس چاقو تھے جن کی بنیاد پر انہوں نے جہاز پر قبضہ کیا۔ ایف بی آئی کو بات چیت کی ایک ایسی ریکارڈنگ بھی ملی ہے جس میں امریکی ریاست پنسلوانیا میں گر کر تباہ ہونے والے جہاز پر سوار ایک مسافر کی ایمرجنسی کنٹرول سروس کے ساتھ گفتگو ریکارڈ ہے۔

کنٹرولرز کا اس مسافر سے رابطہ اس وقت ختم ہو گیا جب اس نے جہاز پر ایک دھماکے اور کیبن سے دھواں بھر جانے کی اطلاعات دیں جس کے تھوڑی دیر بعد جہاز گر کر تباہ ہو گیا، دریں اثناء امریکی اخبار کرسچین سائنس مانیٹر کے مطابق ورلڈ ٹریڈ سنٹر سے ٹکرانے والے ایک طیارے کے ایک ہائی جیکر نے اس کے پائلٹ سے کہا کہ ہمارے پاس مزید طیارے ہیں ہمارے پاس دوسرے طیارے بھی ہیں کوئی احمقانہ حرکت نہ کرنا ہم کو زخم نہیں آئے گا۔ ایک ایئر ٹریفک کنٹرولر نے یہ گفتگو اتفاقاً سن لی تھی اور جسے بدھ کو روزنامہ کرسچین سائنس مانیٹر نے اپنی انٹرنیٹ سائٹ پر نشر کیا ہے۔

روزنامے نے لکھا ہے کہ کنٹرولر نے اپنا نام خفیہ رکھنے کی درخواست کرتے ہوئے بتایا کہ طیارے کے ایک پائلٹ نے مائیک آن کر دیا تھا جس کی وجہ سے یہ گفتگو سنی جا سکی، کاک پٹ میں موجود شخص انگریزی بول رہا تھا۔ کنٹرول فوری طور پر اس گفتگو کا مفہوم نہیں سمجھ پایا۔ کنٹرولر نے کہا کہ پائلٹ 4 ہندسے والے کوڈ میں داخل نہیں ہوا جس سے طیارے کے اغوا کا اشارہ ملتا یا کم از کم ریڈار اسٹیشنوں سے ایسا کوئی سگنل وصول نہیں کیا۔ کنٹرولر نے خیال ظاہر کیا کہ طیارے کا ٹرانسپونڈر منقطع کر دیا گیا تھا تا کہ پائلٹ کنٹرول ٹاور کو ہوشیار نہ کر سکے۔ یہ پتہ نہیں کہ ٹرانسپونڈر کس نے منقطع کیا تاہم یہ واضح ہے کہ ہائی



جیکر یہ جانتے تھے کہ ٹرانسپونڈر کیا ہے اور اس سے کیا کام لیا جا سکتا ہے۔ دریں اثنا ایک فلائٹ ایکسپرٹ کا کہنا ہے کہ ہائی جیکرز انتہائی باعلم اور ماہر ہوا باز تھے اور وہ اس بارے میں جانتے تھے کہ وہ کیا کر رہے ہیں؟ بوسٹن ہیرالڈ کی رپورٹ کے مطابق ملزموں میں دو سگے بھائی تھے اور دیگر دو ملزم دو روز پہلے کینیڈا کی سرحد عبور کر کے پورٹ لینڈ آئے اور منگل کو ایک پرواز سے بوسٹن کے لوگان انٹرنیشنل ایئرپورٹ پہنچے تھے۔ اخبار نے لکھا ہے کہ ایک طیارے کے دوران پرواز ہائی جیکروں نے کاک پٹ میں گھسنے کیلئے دیگر عملے کا قتل شروع کرنے کا دکھاوا کیا اور بعد میں جہاز پر کنٹرول کر لیا۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ طیارے ہائی جیک کرنے والوں کے پاس گن کی موجودگی کے کوئی شواہد نہیں ملے بلکہ ملزموں نے شیونگ کیٹس اور دیگر سامان میں لے جائے گئے چاقوؤں کو استعمال کیا۔

مسلم باشندوں کی طرف سے استعمال کی گئی کار ایک مقامی شہری کے ذریعے کرائے پر حاصل کی گئی تھی اور یہ بوسٹن کے گیراج میں کھڑی کی گئی، ایک ملزم کو تلاش کیا جا رہا ہے جو ٹیکسی ڈرائیور ہے اور اس نے مبینہ طور پر ان چار ہائی جیکروں کی مدد کی۔ لی ہیسن نامی شخص نے بتایا کہ اس کے بیٹے پیٹر نے دوبارہ ٹیلی فون کیا، پہلی کال میں اس نے کہا کہ ہائی جیکروں نے ایک فلائٹ اٹینڈنٹ کے چھرا گھونپ دیا ہے۔

دوسری کال میں واضح بات سنی نہ جا سکی، دریں اثناء ایک فلائٹ اٹینڈنٹ نے جو اس طیارے میں سوار تھا جو ٹریڈ سنٹر سے ٹکرا کر تباہ ہوا نے اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ اس کے ساتھیوں پر ہائی جیکرز نے چاقوؤں سے حملہ کر دیا ہے۔ دریں اثناء امریکی محکمہ انصاف کے ترجمان مینڈی ٹکر نے کہا ہے کہ ایف بی آئی کے ایجنٹوں نے تحقیقات کے دوران تمام اہم سراغ حاصل کر لئے ہیں۔ انہوں نے ان واقعات میں اسامہ بن لادن کے ملوث ہونے

کے حوالے سے تبصرہ کرنے سے انکار کر دیا۔ دریں اثناء امریکی اراکین پارلیمنٹ کا خیال ہے کہ حملوں میں اسامہ بن لادن ملوث ہو سکتے ہیں تاہم مینڈی ٹکر نے کہا کہ میں نہیں کہتی کہ کانگریس میں ہر رکن کے پاس ایسے مفروضے قائم کرنے کے حوالے سے مطلوبہ معلومات موجود ہیں۔

13 ستمبر کی خبروں کے مطابق ایف بی آئی کے چار ہزار ایجنٹ ان کے تین ہزار معاون اور ایک ہزار ''فرنزک ایکسپرٹ'' جن میں ماہرین، سائنس دان اور ٹیکنیشن شامل ہیں واقعہ کے امیدواروں اور ان کے حمایتوں کی تلاش میں سرگرم تھے۔

بی بی سی کے مطابق میکسیکو کی سرحد پر سیکورٹی حکام کو 6 افراد سے متعلق خبردار کیا گیا جو بظاہر عرب دکھائی دیتے ہیں اور جن میں سے تین پاکستانی پاسپورٹ ہولڈر ہیں۔

اس دوران امریکی ٹی وی رپورٹس کے مطابق ورلڈ ٹریڈ سنٹر تباہ کرنے والے'' پائلٹ بھائیوں کی ایف بی آئی نے شناخت کر لی جن کے نام عدنان بخاری اور امیر عباس بخاری تھے اور جو خود کو سعودی پائلٹ ظاہر کرتے تھے۔ (فلوریڈا میں ان کے ساتھ ایک تیسرا شخص بھی تھا)۔ ایف بی آئی کا خیال ہے کہ وہ بھی ان کا ہائی جیکر ساتھی ہو سکتا ہے۔ اب تک کی تحقیقات کے مطابق منصوبے کی جڑیں مشرق وسطیٰ میں معلوم ہوتی ہیں۔ بوسٹن گلوب کے مطابق ہائی جیکنگ کے شعبے میں عرب ناموں والے 12 افراد پر خاص توجہ دی جا رہی ہے۔ ان میں سے 33 سالہ سعودی محمد عطا نے پائلٹ کی تربیت حاصل کی۔ دیگر 2 متحدہ عرب امارات کے بھائی ولید اشہری اور مروان اشہری ہیں۔ مسافروں کی لسٹ کے مطابق عطا کو ٹریڈ سنٹر سے ٹکرانے والے جہاز میں نشست الاٹ کی گئی تھی، مروان دوسرے ٹاور سے ٹکرانے والے جہاز میں تھا۔ ذرائع کے مطابق یونائیٹڈ ایئر لائن کی پرواز میں 5 اور امریکن



ایئر لائنز کی فلائٹ میں 2 ون وے ٹکٹ آخری لمحات میں دیئے گئے۔ کام کے مطابق عرب شہریوں کو ون وے ٹکٹ دینا ریڈ سگنل کے مترادف تھا۔ عملے نے اس پر توجہ کیوں نہ دی۔ ذرائع کے مطابق ان میں سے کم از کم 4 ٹکٹ ایک ہی کریڈٹ کارڈ سے خریدے گئے۔

امریکہ کے اٹارنی جنرل جان ایش کرافٹ نے ٹی وی انٹرویو میں کہا ہے کہ ٹریڈ سنٹر اور پنٹاگون میں تباہی پھیلانے والے ہائی جیکرز کو زمین سے بھی خاطر خواہ مدد حاصل تھی۔ تاہم اس کی نوعیت نہیں بتا سکتے۔ انہوں نے کہا کہ جس خوبی سے اہداف کو نشانہ بنایا گیا اور سارا آپریشن مکمل کیا گیا یہ ایک بڑی تنظیم کا کام ہے جسے زمین سے مکمل تعاون حاصل تھا۔ وزارت انصاف کے مطابق دہشت گردی کے سارے آپریشن میں تقریباً 50 افراد ملوث ہو سکتے ہیں جنہیں اچھی طرح مالی امداد بھی حاصل تھی۔ حملہ آوروں نے ٹکٹ، ہوٹل کے کمرے اور دیگر چیزیں حاصل کرنے کے لئے کیش اور کریڈٹ کارڈ دونوں استعمال کئے۔ حکام نے بتایا کہ ہائی جیکرز کے سعودی عرب اور مصر سے رابطوں اور قبل ازیں اسامہ کے ساتھ مل کر امریکہ کے خلاف کارروائیوں میں شریک رہنے کے امکانات کے ثبوت حاصل کئے جا رہے ہیں۔ تاہم حالیہ دہشت گردی کرنے والوں کے خود مر جانے کے باعث تحقیقات میں پیچیدگی پیش آ رہی ہے۔ امریکی حکام نے میکسیکو سے 6 پاکستانیوں اور ایک بولیوین باشندے سمیت متعدد مشکوک افراد کی تلاش کا کہا ہے۔ میکسیکو کے اٹارنی جنرل کے مطابق اس فہرست میں تو دس افراد شامل ہیں تاہم اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ افراد ہمارے ملک میں ہیں مقامی اخبار میلینیو کے مطابق فہرست میں 6 پاکستانی 2 بولیوین اور ایک نامعلوم قومیت کا باشندہ ہے۔ پاکستانیوں کے نام محمد آصف، رانا عبدالغفور، عمران امجد حسین، منکت ساجد حسین، ملک طاہر محمود اور محمد شہباز مشکوک افراد میں امتیاز احمد بھی شامل ہے۔

# پاکستان کو سیدھی وارننگ
# امریکہ یا طالبان!

13 ستمبر کو امریکی سفیر وینڈی جے چیمبرلین نے جنرل پرویز مشرف سے ملاقات کی تو سی این این نے اس ملاقات کے حوالے سے کہا کہ وینڈی چیمبرلین نے صدر پرویز کو صدر بش کا پیغام پہنچایا ہے کہ وہ طالبان یا امریکہ میں سے کسی ایک کا انتخاب کر لیں۔ یہ بالکل سیدھا اور واضح پیغام تھا جو صدر مشرک کو پہنچایا گیا۔

اسی روز صدر بش نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کو تعاون کا ایک موقع دیں گے اور دیکھتے ہیں کہ صدر پرویز اپنی یقین دہانی کا کیا کرتے ہیں۔ پاکستان کے طالبان حکومت سے اہم تعلقات ہیں جس نے اسامہ بن لادن کو پناہ دے رکھی ہے۔ جب ان سے سوال کیا گیا کہ صدر جنرل پرویز مشرف نے امریکہ کو مکمل تعاون کا یقین دلایا ہے تو یہ کس طرح کا تعاون ہوگا جس پر صدر بش نے کہا ہم سب



نے پاکستانی لیڈر کا بیان سنا ہے لیکن اس کا کیا مطلب ہے اس کی وضاحت چند دنوں میں کی جا سکتی ہے۔ انہوں نے کہا امریکہ دہشت گردی پر فتح کے لئے دنیا کی قیادت کرے گی۔ یہ اکیسویں صدی کی جنگ ہے۔ انہوں نے کہا امریکہ میں بہت غصہ پایا جاتا ہے میں نے مختلف غیر ملکی لیڈروں سے بات کی ہے۔ امریکہ کے لئے عالمی حمایت پائی جاتی ہے۔ امید ہے کہ جو بھی جوابی کارروائی ہوگی اس کی حمایت کی جائے گی۔ انہوں نے روس اور چین کی حمایت کا خاص طور پر ذکر کیا۔ انہوں نے جاپان، اٹلی اور سعودی عرب کے رہنماؤں سے بھی ٹیلی فون پر بات کی۔ انہوں نے کہا عالمی رہنما اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ امریکہ پر جنگ مسلط کی گئی اور یہ ان پر بھی مسلط ہو سکتی تھی۔ صدر بش نے امریکی شہریوں سے کہا کہ وہ بے قصور عرب شہریوں اور مسلمانوں کو انتقامی نشانہ بنانے کی غلطی نہ کریں۔ ادھر امریکی انتظامیہ کے ایک سینئر عہدیدار نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ جوابی کارروائی کے لئے جو آپشنز زیر غور ہیں ان میں کروز میزائلوں سے بھی آگے کی کارروائی ہے۔ ان میں طیاروں سے بمباری اور زمین پر خصوصی فوجی دستوں کی تعیناتی۔ تاہم صدر بش نے ابھی کوئی حتمی فیصلہ نہیں کیا کیونکہ تحقیقات کرنے والے ابھی یہ ممکنہ حد تک یقین کے ساتھ یہ تعین کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ حملے کس نے کئے اور جس نے انہیں پناہ دی وہ ملک کون ہے۔

جارج ڈبلیو بش نے افغانستان پر حملے ے لئے بنائی جانے والی پوزیشن آف فورسز کے لئے پاکستان کے صدر جنرل پرویز مشرف سے مدد مانگی ہے۔ ریڈیو نے کہا کہ یہ بات واضح نہیں ہو رہی کہ آیا پاکستان فوجی مدد دے گا یا صرف اڈے فراہم کرے گا یا امریکہ اپنی فوج کو وہاں تعینات کر سکے گا یا صرف اخلاقی مدد دے گا۔ اے ایف پی کے مطابق بدھ

کے روز امریکی نائب وزیر خارجہ رچرڈ آرمیٹج کی پاکستان کی خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی کے سربراہ لیفٹیننٹ جنرل محمود احمد اور پاکستانی سفیر ڈاکٹر ملیحہ لودھی سے بات چیت ہوئی۔

14 ستمبر کو دی نیوز کے کامران خان کی رپورٹ شائع ہوئی جس میں بتایا گیا۔

افغانستان پر امریکہ کی طرف سے ممکنہ حملے نے پاکستانی حکام پر گھبراہٹ طاری کر دی ہے۔ اطلاعات کے مطابق افغانستان کے خلاف ممکنہ امریکی جوابی کارروائی کے سلسلے پر پاکستانی حکام میں اس بات کی تشویش بڑھ رہی ہے کہ ایسی صورتحال میں بیک وقت کس طرح ملک کے اندر موجود حساس مذہبی عوامل و عناصر سے نمٹا جائے اور امریکی توقعات پر بھی پوری طرح اترا جا سکے اور یہی وہ مخمصہ ہے جس نے آرمی جنرلوں اور بالخصوص ملٹری آپریشنز ڈائریکٹوریٹ کے افسروں کو تشویش میں مبتلا کر دیا ہے کیونکہ موخر الذکر کو بحران بڑھنے کی صورت میں ایک ہنگامی پلان کی تیاری کا کام سونپا گیا ہے۔

عسکری ذرائع کے مطابق امریکی حکومت افغانستان پر بین الاقوامی سطح پر عسکری کارروائی کر سکتی ہے جس میں وہ پاکستان سے ہر قسم کا تعاون طلب کرنے کی خواہش مند ہوگی۔ عسکری ذرائع کے مطابق حکومت کی سب سے اہم حکمت عملی اور ترجیح یہی ہونی چاہئے کہ افغانستان میں دہشت گردی کی روک تھام کے نام پر کسی ممکنہ بین الاقوامی کارروائی کی صورت میں دہشت گردی کے اثرات پاکستان میں داخل نہ ہونے پائیں جو یہاں پر موجود مذہبی انتہا پسند تنظیموں کے ذریعے پاکستان کی سلامتی کے لئے انتہائی خوفناک ثابت ہو سکتے ہیں۔

ملٹری آپریشنز ڈائریکٹوریٹ میں میجر جنرل اشفاق کیانی کی سربراہی میں افغانستان پر ممکنہ امریکی حملے کی صورت میں ایک ہنگامی پلان کی تیاری کا کام ہو رہا ہے۔



کے علاوہ دیگر بہت سارے جنرل حضرات بھی مختلف پلان تیار کر رہے ہیں جن میں صدر جنرل پرویز مشرف کے دہشت گردی کے خلاف صدر جارج بش کو پیش کیے جانے والے غیر مشروط تعاون کے وعدے کی روشنی میں کارروائی میں تعاون کی حدود کا تعین کیا جا رہا ہے۔

جمعہ کو آرمی ہیڈ کوارٹرز میں کور کمانڈروں کا ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہو رہا ہے اور صدر جنرل پرویز مشرف اس کی صدارت کریں گے۔ اجلاس میں ہنگامی پلان کے سلسلے میں صدر پرویز مشرف کو تفصیلی بریفنگ دی جائے گی۔ ذرائع کے مطابق متوقع بحران کے سلسلے میں آپریشنز کی تیاری کا کام ڈپٹی چیف آف آرمی اسٹاف لیفٹیننٹ جنرل مظفر عثمانی کی قیادت میں ہو رہا ہے اور صدر جنرل پرویز اس کے بارے میں مکمل توجہ مرکوز رکھے ہوئے ہیں۔

جمعہ کے اجلاس میں امریکی ممکنہ جوابی کارروائی اور اس کے نتیجے میں پھیلنے والے اثرات کا مکمل جائزہ لیا جائے گا۔ ذرائع کے مطابق پاکستانی فوجی حکام کو اس بات کی مکمل توقع ہے کہ امریکا یا نیٹو کی افواج شاید افغانستان میں کسی بڑے زمینی حملے سے گریز کریں گی کیونکہ دونوں کو افغانستان کی جغرافیائی صورتحال کا مکمل ادراک نہیں ہے لہٰذا وہ یقیناً اس سے اجتناب ہی کریں گی۔ اس کے علاوہ پاکستانی حکومت کے لئے یہ کسی طور پر بھی ممکن نہیں ہوگا کہ وہ افغانستان کے خلاف حملے کی صورت میں غیر ملکی افواج کو اپنی سرزمین کے استعمال کا کوئی تعاون فراہم کریں۔

ملٹری حکام کے مطابق پاکستان کے لئے یہ بھی ممکن نہیں ہوگا کہ وہ افغان حکومت کو کوئی ایسا تاثر دے سکے کہ جس میں افغانستان کے خلاف حملے میں پاکستان کا تعاون شامل ہوگا بلکہ پاکستان کی ترجیح یہی ہوگی کہ وہ ایسی کسی صورتحال میں بالکل الگ تھلگ ہی رہے۔ عسکری ذرائع کے مطابق تاہم پاکستان افغانستان پر شاید کوئی ایسا دباؤ یا اثر و رسوخ

ضرور استعمال کرے جس میں افغان حکام سے کہا جائے کہ وہ اسامہ بن لادن کو کسی بین الاقوامی پینل یا تنظیم کے حوالے کردیں واضح رہے کہ اس سلسلے میں اس امر کی اطلاعات ہیں کہ صدر پرویز مشرف نے اس طرح کی پیشکش سابق صدر کلنٹن کو بھی کی تھی۔

معاملات کی پیچیدگی میں امریکہ کے دورے پر گئے ہوئے آئی ایس آئی کے ڈائریکٹر جنرل لیفٹیننٹ جنرل محمود احمد کی ملک میں عدم موجودگی بھی شامل ہے جنگی پروازوں کی معطلی کے باعث وطن واپسی میں تاخیر ہورہی ہے۔ نیویارک اور واشنگٹن ڈی سی میں حملوں کے بعد جنرل محمود احمد کی امریکی فوجی حکام سے مزید ملاقاتیں ہوئی ہیں۔ آئی ایس آئی کے سربراہ کی حیثیت سے جنرل محمود احمد کا کردار انتہائی اہم نوعیت کا حامل ہے کیونکہ آئی ایس آئی طالبان اور افغانستان میں اپنا اثر ورسوخ موجود ہونے کے لئے مشہور ہے اس کے علاوہ مغربی انٹیلی جنس حکام اور ایجنسیاں بھی اس بات پر متفق ہیں کہ افغانستان اور طالبان کے بارے میں تمام خفیہ معلومات تک صرف آئی ایس آئی کو ہی مکمل رسائی حاصل ہے۔

ذرائع کے مطابق پاکستان اگر اسامہ بن لادن کے بارے میں امریکہ کو تمام خفیہ معلومات فراہم کر بھی دے لیکن پھر بھی وہ اس کے بعد ملک کے اندر مذہبی انتہا پسند گروپوں کے احتجاج اور ان کی مخالفت کے خطرے کو لینے کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ پاکستانی ذرائع کے مطابق پاکستان میں موجود مذہبی انتہا پسند گروپ کبھی بھی امریکی مفادات کے مخالف نہیں رہے اور ان کا زیادہ تر رجحان یا جہادی کوششیں بنیادی طور پر کشمیر اور بھارت کی جانب ہی مرکوز رہی ہیں۔ پاکستان کے سیکورٹی نظام میں 4 جہادی تنظیمیں قانونی طور پر قائم ہیں جو ملک کی سلامتی کے لئے کسی خطرے کا باعث نہیں ہیں۔

ذرائع کے مطابق اگرچہ اب تک تمام جہادی تنظیمیں پاکستانی حکام کی اطاعت



ہی کرتی رہی ہیں لیکن اگر پاکستان کی سرزمین افغانستان کے خلاف استعمال ہوئی تو پھر شاید ان کے غیظ وغضب کو روکنا ممکن نہیں ہوگا۔ ذرائع کے مطابق چونکہ جہادی تنظیمیں کشمیر کی آزادی کے لئے اہم کردار ادا کررہی ہیں لہٰذا اس بات کے امکانات موجود ہیں کہ صدر جنرل پرویز مشرف بھی امریکی حکام سے جہادی تنظیموں اور امریکی شہروں میں دہشت گردی کرنے والوں کے درمیان تمیز یا فرق قائم رکھنے پر اصرار کریں۔

عظیم ایم میاں کا شمار مستند اور انتہائی باخبر صحافیوں میں ہوتا ہے امریکہ میں ایک عرصے سے مقیم عظیم ایم میاں نے امریکی سیاست کو قریب سے دیکھا اور سمجھا ہے اور وہ امریکی نیوز کا بخوبی اندازہ کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔ 14 ستمبر کو ان کا ایک مضمون روزنامہ جنگ میں شائع ہوا جس میں کچھ خدشات اور اس مشکل وقت کی نشاندہی کی گئی جس سے پاکستان دوچار ہونے والا تھا۔ عظیم ایم میاں لکھتے ہیں:

آنے والے ایام جنوبی ایشیا کی تاریخ کے انتہائی اہم دن ہیں جو خطے کے حال اور مستقبل کو تبدیل کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ نیویارک اور واشنگٹن میں 11 ستمبر کو ہونے والے دھماکوں اور تباہی کے واقعات نے مغربی قوتوں کو وہ موقع فراہم کردیا جس کے لئے ان کی حکمت عملی میں ابھی کچھ مزید انتظار کرنا اور چند مزید اقدامات کرنا باقی تھے دہشت گردی اور تباہی کے ان واقعات سے سرعت رفتاری کے ساتھ وہ سب کچھ کرنا ممکن ہوگیا ہے۔

اب صورتحال یہ ہے کہ 11 ستمبر کو ہنگامی انداز میں اقوام متحدہ کی عمارت خالی کرائی گئی لیکن 12 ستمبر کو نیویارک شہر میں ٹرانسپورٹ نہ ہونے، تباہی اور مین ہٹن میں آمدورفت پر پابندی ہونے کے باوجود اقوام متحدہ کی 15 رکنی سلامتی کونسل کا اجلاس ہوا اور ایک روز قبل کے دہشت گردی کے واقعات کے حوالے سے متفقہ طور پر قرارداد منظور ہوئی۔

اسی شام اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا نیا 56 واں سالانہ اجلاس شروع ہوا اور اس میں بھی قرارداد بھی امریکہ میں دہشت گردی کے واقعات کے حوالے سے ایک ویسی ہی قرارداد بھی جو منظور کر لی گئی جیسی سلامتی کونسل نے منظور کی ہے۔ ان آناً فاناً سلامتی کونسل جنرل اسمبلی سے منظور ہونے والی ایک ہی متن والی قراردادوں کے باعث اب امریکہ قیادت میں فوجی معاہدہ نیٹو میں شریک ممالک کی مشترکہ فورس کو دہشت گردی سے نمٹنے کے لئے ہر طرح کے فوجی اقدامات کا جواز مل گیا ہے۔ چونکہ معاہدہ نیٹو کے آرٹیکل 5 کے تحت اس معاہدے کے کسی ایک ممبر ملک پر حملہ نیٹو کے تمام ممالک پر حملہ تصور ہوگا لہٰذا امریکہ دہشت گردوں کے حملے کو نیٹو کے تمام ممبر ملکوں پر حملہ قرار دے کر وہ تمام مراحل ایک جست میں طے کر لئے گئے۔ پہلے یہ خیال تھا۔ اس سال کے آخر یا اگلے سال کے آغاز افغانستان کے طالبان کے خلاف مغربی ممالک کی فوجی کارروائی کے ذریعے اسامہ لادن اور طالبان کی حکومت کو ختم کرنے کا پروگرام ہے۔

بہر حال اب اکتوبر کی بجائے ستمبر میں ہی سلامتی کونسل اور جنرل اسمبلی قراردادیں منظور کروا کے طالبان کے خلاف فوجی کارروائی کے لئے راستہ ہموار کر لیا گیا سلامتی کونسل اور جنرل کونسل کی قرارداد کے مطابق اقوام متحدہ کے تمام ممبر ممالک (بشمول پاکستان) سے کہا گیا ہے کہ " وہ دہشت گردی کے ان واقعات کے اسپانسرز (مددگار منتظم، ہمدردی رکھنے والوں کو قانون کے حوالے کرنے کے لئے فوری طور پر تعاون کر اور ایسے لوگوں کے خلاف اقدامات بھی کریں۔" اس طرح عالمی برادری کو یہ اختیار دے گیا ہے کہ وہ دہشت گردی کو کچلنے میں اپنی کوششیں تیز کر دیں اور انسداد دہشت گردی کے لئے سلامتی کونسل کی تمام قراردادوں کی تعمیل و نفاذ کرائے۔ سلامتی کونسل نے 11 ستمبر



دہشت گردی کے واقعات کے جواب میں تمام اقدامات کو جائز قرار دیتے ہوئے دہشت گردی کی ہر شکل و قسم کے خلاف جنگ کو اقوام متحدہ کے منشور میں تفویض کردہ ذمہ داریوں کا حصہ قرار دیا ہے۔

ادھر امریکی سینٹ نے بھی متفقہ طور پر ایک قرارداد کے ذریعے دہشت گردی سے نمٹنے کے لئے صدر بش کے تمام اقدامات کی حمایت کرتے ہوئے تمام وسائل فراہم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان فیصلوں کا بغور تجزیہ فرمائیں۔ مغربی دنیا اپنے تمام فوجی مالی افرادی اور دیگر تمام وسائل کے ساتھ متحد ہو کر صف آرا ہوگئی ہے۔ اور تہذیبوں کے تصادم کے اس دور میں دہشت گردی کی ہر شکل و عمل کو جڑ سے اکھاڑنے کے لئے بالکل تیار ہے۔ اقوام متحدہ کی قراردادیں ان کو ہر اقدام کی اجازت دیتی ہیں۔ بقول صدر بش " ہمیں ایک نئے دشمن کا سامنا ہے" جس کے لئے انہوں نے ویسی ہی یورپی ممالک کی متفقہ حمایت اور اشتراک حاصل کر لیا ہے جو ان کے والد صدر جارج بش نے عراق کے خلاف خلیج کی تاریخی جنگ سے قبل حاصل کیا تھا۔ وہی اسٹریٹجی وہی نقشہ اور ویسا ہی ایکشن نظر آتا ہے جو گیارہ سال قبل ان کے والد جارج بش کے دور میں مشرق وسطیٰ کے لئے طے پایا تھا۔ البتہ ایجنڈا قدرے وسیع اور طویل المیعاد ہے دہشت گردی کی ہر شکل و قسم سے نمٹنا ہے جو ان مغربی ممالک کو مصر و سوڈان سے لے کر انڈونیشیا تک کے علاقے میں پھیلی ہوئی نظر آتی ہے۔

اس صورتحال میں پاکستان کے لئے انتہائی پریشان کن صورتحال پیدا ہوگئی ہے نیز مصر اور سعودی عرب کے لئے بھی آگے چل کر مشکل آنے والی ہے کیونکہ امریکہ میں دہشت گردی کا ارتکاب کرنے والے بعض افراد کو سعودی اور مصری شہری بتایا گیا ہے۔ لہٰذا دہشت گردی کی جڑیں تلاش کرنے کے لئے ان علاقوں کا رخ بھی بعد میں ہو سکتا ہے۔

بہر حال پاکستان اب تاریخ کے ایک اہم دوراہے پر ہے۔ کشمیر کے تنازع پر مذاکرات حل کے لئے بھارت سے مذاکرات سے بھی کہیں بڑی مصیبت کا سامنا ہے۔ امریکہ پاکستان سے کہا ہے کہ وہ افغانستان کے خلاف اور دہشت گردی کے خاتمہ میں امریکہ ساتھ دے گویا اب پاکستان کو دوٹوک انداز میں فیصلہ کرنا ہے کہ وہ طالبان سے روابط رکھے یا ان کے خلاف ایکشن کا فریق بنے۔ دونوں صورتوں میں پاکستان کو خطرات کا سامنا ہے مذہبی جماعتیں مسلم روایات پشتو روایات اور کئی ملین افغان آبادی پاکستان کے معاشرے کا اہم حصہ ہیں لہٰذا اگر پاکستانی قیادت امریکہ سے تعاون و اشتراک کرتی ہے تو معاشرے کے ان عوامل کا جو ردعمل ہوگا وہ ملک کے لئے اچھا نہیں ہوگا اور اگر پاکستان امریکہ کا ساتھ نہیں دیتا تو پھر اسے طالبان اور دہشت گردوں کا ساتھی قرار پانے اور وہی سلوک لئے خطرہ موجود ہے۔

بھارت اپنی سرزمین اور وسائل امریکہ کے تعاون کے لئے پیش کر چکا ہے وسطی ایشیا میں طالبان کے لئے دشمن اور روسی اثر ورسوخ موجود ہے جہاں سے طالبان خلاف ایکشن بآسانی ہوسکتا ہے۔ بھارت کی لابی یہ بھی کوشش کر رہی ہے کہ پاکستان دہشت گردوں کا معاون اور ہمدرد قرار دے کر طالبان کی صف میں لا کھڑا کیا جائے کے واحد ایٹمی اور میزائل پروگرام رکھنے والے ملک پاکستان کے بارے میں مغربی م کے خدشات اور بھارت کے اپنے عزائم ہیں۔ معاشی طور پر پاکستان مقروض بھی ہے بھارت کو جنوبی ایشیا میں امریکہ کے اتحادی کی حیثیت سے کھلی چھٹی بھی دینے کا ہے۔ اس تمام صورت حال میں صدر جنرل مشرف کو اہم تاریخی فیصلہ کرنا ہے کہ وہ امریکہ کے ساتھ تعاون کا راستہ اختیار کریں یا پھر طالبان کے ساتھی قرار پانے کا آپشن



کریں۔ اسلام آباد میں امریکی خاتون سفیر سے ملاقات میں وہ جو بھی فیصلہ سنائیں گے وہ پاکستان کے حالات اور مستقبل کے لئے بڑے اثرات کا حامل ہوگا اب جنوبی ایشیا اور وسطی ایشیا میں بیرونی قوتوں کی آمد آمد صاف نظر آ رہی ہے بعد میں یہ سیلاب مشرقی وسطی کے علاقوں کا رخ کرنے والا ہے۔

# حالات کے بدلتے ہوئے تیور

11 ستمبر 2001ء کو نیویارک واشنگٹن اور پینسلوانیا میں امریکی مسافر طیاروں کو بڑے پیمانے پر تباہی و بربادی پھیلانے کے لئے استعمال کئے جانے کے حالیہ تاریخ میں بدترین دہشت گردی کے واقعات کو امریکی صدر ڈبلیو بش اور وزیر خارجہ کولن پاول نے ''امریکا کے خلاف جنگ چھیڑ دیئے جانے کی کارروائیاں'' قرار دے دیا۔ اور پوری دنیا میں دہشت گردوں، ان سے تعاون کرنے والوں، ان کی امداد یا انہیں کہیں بھی کسی طور پر تحفظ یا پناہ دینے والوں کے خلاف تمام وسائل کو کام میں لا کر بھرپور فوجی قوت کے استعمال کا کھل کر اعلان کر دیا۔ امریکی صدر اور وزیر خارجہ نے اس فیصلے کے تحت اپنے طے کردہ مقاصد کے حصول کے لئے معاہدہ اوقیانوس (نیٹو) کے 18 حلیف ملکوں کو دنیا بھر میں امریکا کے ساتھ مل کر دہشت گردوں کے خلاف غیر مشروط، مربوط اور مشترکہ فوجی اقدامات کرنے پر آمادہ کر لیا اور صرف اپنے یورپی حلیفوں ہی کی مکمل حمایت حاصل نہیں کی بلکہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل اور جنرل اسمبلی سے بھی اپنے فیصلے اور مقاصد کی حمایت اور



غیر مشروط توثیق حاصل کر لی۔

اڈتے ہوئے نئے حالات و واقعات کو گہری نظر سے دیکھیں تو گزشتہ 72 گھنٹوں میں دنیا کی صورتحال میں ایک بہت بڑی اور یکسر تبدیلی آئی جو تشویش انگیز ہونے سے کہیں زیادہ خطرناک رخ اختیار کرتی جا رہی تھی۔ افغانستان کے حوالے سے تمام ہی مغربی ممالک اور امریکی ذرائع ابلاغ جو واضح اشارے دے رہے تھے اور اسامہ بن لادن کے حوالے سے ان واقعات کا جو تانا بانا بن کر پیش کیا جا رہا تھا وہ اس پہلو سے ہمارے لئے یقیناً انتہائی تشویش کا باعث ہونا چاہئے کہ ہم سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات کے ساتھ تیسرا ملک ہیں جو طالبان کی حکومت کو تسلیم کرتا ہے اور طالبان اسامہ بن لادن کو پناہ دینے کے اپنے موقف کو اعلانیہ درست اور حق بجانب قرار دیتے ہیں اور اس موقف میں ابھی تک کسی طرح ردوبدل کے لئے آمادہ نہیں ہمیں طالبان کے اس موقف سے نقصان پہنچ سکتا ہے بڑھتے ہوئے اس خطرے پر غور کرنے کی ضرورت پہلے سے اب کہیں زیادہ ہے۔

امریکا میں دہشت گردی کے واقعات میں جن چار ملزموں کے ناموں کی تشہیر کی گئی ان میں دو ملزم سعودی عرب اور دیگر دو متحدہ عرب امارات سے تعلق رکھنے والے مسلمان بیان کئے جا رہے ہیں اس خبر کی تشہیر کا امریکا میں عوامی سطح پر فوری ردعمل یہ ہوا کہ مسلمانوں اور سکھوں کی تنظیموں نے دھمکیاں ملنے اور تشدد کا نشانہ بنائے جانے کی شکایات کیں۔

امریکی اور برطانوی الیکٹرونک میڈیا نے فلسطین اور پاکستان سے بعض حالات سے بے خبر اور بے علم افراد کے جذباتی تاثرات کی تشہیر کی وہ یقیناً فلسطین اور پاکستان یا امت اسلامیہ کی اکثریت کے جذبات و احساسات کی عکاسی نہیں کرتی۔ اسلام اپنی

تعلیمات میں رواداری، بقائے باہمی اور شرف انسانیت کے احترام کا درس دیتا ہے اور اپنوں ہی کی نہیں غیروں کی مصیبت اور ابتلا کی گھڑی میں ان سے ہمدردی اور ان کی امداد کی تلقین کرتا ہے۔ اس وقت جبکہ پوری دنیا بلاتفریق مذہب وملت امریکا میں رونما ہونے والے واقعات پر رنج وافسوس اور امریکی عوام سے بھرپور ہمدردی کا اظہار کر رہی تھی اور دہشت گردی کے ان واقعات کی ہر طرف سے مذمت کی جا رہی تھی پاکستان کے کسی بھی گروہ اور کسی بھی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والوں کو اپنے جذبات اور خیالات کے اظہار میں انتہائی احتیاط برتنی چاہئے اور اسلامی تعلیمات اور انسانی ہمدردی سے متعلق ارشادات نبوی کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔

گو امریکی صدر اور وزیر خارجہ یہ یقین بھی دلا رہے تھے کہ وہ پوری احتیاط سے تفتیش وتحقیق کے بعد فیصلہ کریں گے اور پھر دہشت گرد گروہ اور اس کے حامیوں اور اس کو پناہ دینے والوں کے خلاف ضروری اور بھرپور فوجی کارروائی کریں گے مگر شکوک وشبہات کے حوالے سے افغانستان میں پناہ گزیں اسامہ بن لادن کا نام امریکیوں کے تجزیوں اور تشہیری مواد میں فہرست پر سب سے اوپر نظر آ رہا تھا جو اس باعث پاکستان کے لئے خطرات اور عالمی دباؤ میں بتدریج تیزی سے اضافے کا سبب بنا کہ پاکستان طالبان کی حکومت کو تسلیم کرتا ہے اور پوری دنیا یہ سمجھتی ہے کہ بڑا پڑوسی ہونے اور دیگر وجوہ کی بناء پر پاکستان کا اثر ورسوخ طالبان کو اپنی پالیسیاں تبدیل کرنے پر آمادہ کر سکتا ہے حالانکہ یہ حقائق سے مطابقت کی حامل سوچ نہیں بہرحال پاکستان دہشت گردی کی پرزور مخالفت کرنے کے باوجود طالبان کی پالیسیوں کا بلاجواز اسیر اور یرغمال بنا نظر آ رہا تھا۔ ادھر امریکا اور مغربی دنیا کے دباؤ میں اضافے کے نتیجے میں سعودی عرب اور متحدہ امارات وضاحتیں



کرنے میں مصروف تھے اور موجودہ صورتحال میں افغانستان سے جزوی لاتعلقی اور اسامہ بن لادن اور اس کے حامیوں سے مکمل بے تعلقی کا اظہار کر رہے تھے اور اس کی اور اس کے گروہ کی شدت سے مذمت کر رہے تھے۔

اہل پاکستان کو اور پاکستان میں سیاست کرنے والوں کو حالات کے انتہائی مخدوش اور پرخطر رخ اختیار کرنے پر سنجیدگی سے نظر رکھنی چاہئے اور یہ غور کرنا چاہئے کہ پاکستان کے مفادات، پاکستان کے تحفظ اور پاکستان کے معاشی واقتصادی تقاضوں کو ہر دوسری چیز پر ترجیح دی جائے یا محض مفروضوں پر مبنی جذباتی نعروں پر تکیہ کیا جائے اور پاکستان کو خطرات کے منجدھار میں دھکیل دیا جائے یقیناً پاکستان کے عوام اور سیاستدان انتہائی احتیاط، تدبر اور دانشمندی سے کام لیں گے اور دنیا کی دیگر تمام مصلحتوں پر پاکستان کی بقاء اور تحفظ کو ترجیح دیں گے اس لئے کہ اگر پاکستان ہے اور محفوظ ہے تو ہم سب ہیں اور محفوظ رہیں گے اگر پاکستان کو کسی بھی حوالے سے یا بہانے سے نقصان پہنچا تو ہم میں سے کوئی بھی محفوظ نہیں رہے گا۔ تازہ ترین حالات میں بوجوہ پاکستان کے لئے خطرات بڑھ رہے ہیں اس کا احساس ہر شخص کو پوری سنجیدگی سے کرنا چاہئے اور اپنے رویوں میں احتیاط کو جگہ دینی چاہئے۔

صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف نے امریکا اور پوری دنیا کو یہ یقین دلا کر ملک کے 14 کروڑ عوام کے احساسات وجذبات کی حقیقی، مکمل اور بھرپور ترجمانی کی ہے کہ پاکستان ہر نوع کی دہشت گردی کی شدت سے مخالفت کرتا ہے اور دہشت گردی کے خاتمے کے لئے عالمی کوششوں میں بھرپور تعاون کرے گا۔ دہشت گردی خواہ کہیں بھی ہو اس کی مخالفت اور مذمت اسلام اور اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے اس لئے کہ اسلام نے

معصوم اور بے گناہ لوگوں کو تشدد کا نشانہ بنانے کی شدت سے ممانعت کی ہے اور کوئی بھی مسلمان دہشت گردی کی حمایت ہرگز نہیں کرسکتا۔

اس صورتحال پر تبصرہ کرتے ہوئے جناب ارشاد احمد حقانی نے لکھا: ''امریکی حادثے نے جن ممالک کے لئے مشکل صورتحال پیدا کی ہے، ایک مفہوم میں پاکستان ان میں شامل ہے جس کی صرف ایک وجہ یہ ہے کہ وہ افغانستان کا ہمسایہ ہے، جہاں اسامہ بن لادن پناہ گزین ہیں۔ پاکستان کے صدر، اس کی حکومت، اس کے متعدد دینی اور سیاسی رہنماؤں نے دہشت گردی کی غیر مشروط مذمت کی ہے۔ حکومت پاکستان نے طالبان کی اعلیٰ قیادت سے بھی ہنگامی رابطے کئے ہیں۔ واشنگٹن میں پاکستان کی سفیر ڈاکٹر ملیحہ لودھی نے امریکی دفتر خارجہ کے اعلیٰ حکام سے تبادلہ خیالات کیا ہے۔ پاکستان میں نئی مقرر ہونے والی خاتون امریکی سفیر وینڈی جے چیمبرلین جمعرات کے روز اس حال میں صدر مشرف سے ملاقات کرنے والی ہیں کہ شاید اسی صحبت میں وہ اپنے اسناد تقرر بھی انہیں پیش کریں گی تاکہ وہ ایک باضابطہ سفیر کا درجہ حاصل کر کے صدر پاکستان سے گفتگو کرسکیں۔ کہا جاتا ہے کہ امریکی حکومت کے پاکستانی حکومت کے ساتھ اعلیٰ ترین سطحی رابطے ہو چکے ہیں اور امریکی وزیر خارجہ کولن پاول تو ریکارڈ پر کہہ چکے ہیں کہ امریکہ تحقیق اور اس کے نتیجے میں ہونے والے امکانی اقدام میں پاکستان کی مکمل حمایت اور تعاون کا طلب گار ہے۔

پاکستان نے تعاون کا یقین بھی دلایا ہے لیکن مقطع میں سخن گسترانہ بات اس وقت آپڑے گی جب تعاون کی شکلوں کا تعین کرنا پڑے گا۔ اگست 1998ء میں امریکہ نے جب اپنے زعم میں اسامہ بن لادن کی قیام گاہ پر کروز میزائلوں سے حملہ کیا تو پاکستان کی فضائی حدود کو استعمال کیا گیا۔ اس وقت کی حکومت نے اس کی اجازت دی تھی یا نہیں اس پر ایک



سے زیادہ آراء موجود ہیں۔

پاکستان کے لئے غور طلب سوال اب یہ ہے کہ امریکہ جب اور اگر طالبان اور افغانستان کے خلاف کارروائی کا فیصلہ کرتا ہے اور پاکستان سے اگست 1998ء کی طرز کا بلکہ اس سے بھی بہت بڑھ کر تعاون مانگتا ہے تو پاکستان کو کیا کرنا چاہئے۔ دہشت گردی کی مذمت صدر مشرف گزشتہ دو روز میں متعدد بار کر چکے ہیں۔ نیویارک اور واشنگٹن میں مقیم پاکستانیوں کو امدادی کارروائیوں میں ہر ممکن تعاون کرنے کی تلقین کر چکے ہیں۔

ظاہر ہے کہ منگل کے المیے پر مغربی اور اسلامی دنیاؤں کے بڑے حصے کا ردعمل مختلف ہے۔ پاکستان کی رائے عامہ کا ایک قابل لحاظ حصہ بھی مغرب سے مختلف ردعمل ظاہر کرنے والوں میں شامل ہے۔ سلامتی کونسل نے جب افغانستان کی سرحد پر مانیٹر تعینات کرنے کا فیصلہ کیا تو پاکستان کی درجنوں جماعتوں کے نمائندوں بشمول اے آر ڈی کے سربراہ نواب زادہ نصراللہ خان نے ایک خاص موقف اختیار کیا (یہ یاد دلانے کی شاید ضرورت نہیں کہ اے آر ڈی میں مسلم لیگ (ن)، پیپلز پارٹی اور اے این پی شامل ہیں)۔ فلسطینیوں کے بارے میں امریکی حکمت عملیوں پر پاکستان کی رائے عامہ کے جذبات بھی کوئی راز نہیں ہیں۔ ادھر امریکہ کا دباؤ اس کی ترجیحات اور توقعات بھی ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔ بدیہی طور پر یہ صورتحال پاکستان کے لئے ایک بہت بڑے مخمصے سے کسی طور کم نہیں۔ یہ کہنا آسان ہے کہ اسامہ بن لادن یا افغانستان کے خلاف کسی امکانی امریکی فوجی کارروائی سے نہ صرف لاتعلقی اور عدم تعاون کا اعلان کیا جائے بلکہ ضرورت پڑنے پر اس کی مزاحمت بھی کی جائے۔ اسی طرح یہ کہنا بھی آسان ہے کہ امریکہ جو بھی قدم اٹھائے اس کی مکمل عملی حمایت کی جائے۔

یہ دونوں نقطہ ہائے نظر دو انتہاؤں کے آئینہ دار ہیں لیکن ان دونوں راستوں کی وکالت کرنے والے طاقتور مکاتب فکر پاکستان میں موجود ہیں اور یہی چیز مشرف حکومت کی دانشمندی، سفارتی مہارت اور عملی سوجھ بوجھ کا سب سے بڑا امتحان ہے۔ اسلامی اور عوامی جذبات کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے تحفظ ذات کے تقاضوں کی تکمیل کے بظاہر دو متضاد مقاصد کا حصول مشرف حکومت کا سب سے بڑا ٹیسٹ ہے اور اس امتحان میں اس کی کامیابی پر اس کی سرخروئی کا انحصار ہے۔ صرف حکومت ہی کے پاس تمام اطلاعات ہیں۔ اسی کے تمام رابطے ہیں۔ وہی تمام چیلنجوں کی سنگینی اور امکانی خطرات کی نوعیت سے آگاہ ہے۔

پاکستان میں رائے عامہ کے مظہر کوئی منتخب ادارے موجود نہیں ہیں۔ صرف پریس رائے عامہ کا عکاس کہا جا سکتا ہے۔ اس تناظر میں مشرف حکومت کی ذمہ داری میں غیر معمولی اضافہ ہو جاتا ہے۔ چیلنج کی سنگینی کا اندازہ اس امر سے کیجئے کہ ہندوستان کی حکومت جس کو درپیش صورتحال کی پیچیدگیاں پاکستان کو درپیش صورتحال کی پیچیدگیوں کا عشر عشیر بھی نہیں ہیں ایک مخمصے کا شکار دکھائی دیتی ہے اور ابھی تک واجپائی حکومت یہ فیصلہ نہیں کر سکی کہ کسی امکانی فوجی کارروائی کی صورت میں اسے زمینی سہولتوں یا ریفیولنگ میں تعاون کی درخواست کی جائے تو اس کا ردعمل کیا ہونا چاہئے۔ ویسا میرا خیال ہے کہ اگر اس کی نوبت آئی تو ہندوستان حکومت یہ دونوں سہولتیں پیش کر دے گی۔ وہ پہلے بھی ایسا کر چکی ہے لیکن اس تجزیئے سے مشرف حکومت کے مخمصے (Dilemma) کی سنگینی کا کچھ اندازہ ہو جانا چاہئے۔ ہم توقع اور دعا کریں گے کہ حکومت پاکستان ایک انتہائی مشکل صورتحال سے بحسن و خوبی عہدہ برآ ہو سکے اور پاکستان کے جملہ مفادات کا تحفظ اس کے لئے ممکن ہو سکے۔ کوئی ایک غلط یا غیر محتاط فیصلہ انتہائی دوررس منفی اثرات پیدا کرنے کا باعث بن سکتا ہے۔



امریکہ کی طرف سے پیدا ہونے والے خدشات اور امریکہ کے بدلتے تیوروں کی نشاندہی پاکستانی پریس کر چکا تھا۔ 13 ستمبر کے اداریئے میں روزنامہ نوائے وقت نے "امریکہ میں دہشت گردی کے تاریخی واقعات" کے عنوان سے لکھا:

"گزشتہ روز تین اغواء شدہ طیارے نیویارک کے ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور امریکی محکمہ دفاع واشنگٹن میں واقع عمارت پینٹا گان پر گرے جس سے ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی پوری عمارت زمین بوس ہو گئی جبکہ پینٹا گان کی عمارت کو بھی شدید نقصان پہنچا۔ اس موقعہ پر امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ میں کار بم دھماکہ ہوا جس سے کافی نقصان ہوا۔ اغواء شدہ طیارے ان عمارتوں پر گرنے سے ہزاروں افراد ہلاک اور زخمی ہوئے۔ صرف ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں نقصان کا ابتدائی اندازہ 450 ارب ڈالر لگایا گیا ہے۔

امریکہ جیسے ترقی پذیر اور جدید ترین مواصلاتی اور سلامتی کے نظام سے آراستہ بزعم خویش واحد سپر پاور ملک میں بیک وقت چار طیاروں کا اغوا ہی بہت بڑا واقعہ ہے۔ کجا کہ ان میں سے تین طیاروں کو ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پینٹا گان جیسی انتہائی محفوظ اور حساس عمارتوں پر حملے کے لئے استعمال کیا جائے اور امریکہ کے سارے سیکورٹی سسٹم کو ناکارہ بنا کر اپنے اہداف کامیابی سے حاصل کر لئے جائیں۔ امریکہ کو اپنے ڈیفنس اور سیکورٹی نظام پر ناز رہا ہے اور اس کا یہ دعویٰ رہا ہے کہ جونہی کوئی حملہ آور طیارہ، میزائل، راکٹ امریکی تنصیبات کو نشانہ بنانے کے لئے فضا میں پہنچے گا اس قبل از وقت ناکارہ بنا دیا جائے گا۔ ستاروں پر کمند ڈالنے والے امریکہ کے سارے سیکورٹی سسٹم کو چند افراد نے تہس نہس کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ دوسرے ممالک کی طرح امریکہ بھی ناقابل تسخیر نہیں اور وہ باسانی نشانہ بن سکتا ہے بشرطیکہ کوئی فرد یا گروہ اپنی جان سے کھیلنے کا فیصلہ کر لے۔

یہ کن لوگوں کی کارروائی ہے اور اس کے مقاصد کیا ہیں؟ تا حال یہ سارا معاملہ صیغہ راز میں ہے کیونکہ جن لوگوں نے کارروائی کی وہ طیاروں کے مسافروں اور عملے کے ساتھ خود بھی اس کی نذر ہو گئے ہیں اور یہ پتہ چلانا آسان نہیں کہ ان کے پیچھے کس فرد یا گروہ کا ہاتھ ہے۔ امریکہ نے واحد سپر پاور بننے کے بعد پوری دنیا میں ظلم وستم کا بازار گرم کر رکھا ہے اور سب سے زیادہ مسلمان کی بربریت اور امتیازی کارروائیوں کا نشانہ بن رہے ہیں۔ فلسطین اور کشمیر میں اسرائیل اور بھارت کو امریکہ کی کھلم کھلا تائید وحمایت حاصل ہے جبکہ لیبیا، عراق، ایران، افغانستان اور پاکستان کو تباہ و برباد کرنے کے لئے امریکہ ہر حربہ استعمال کر رہا ہے۔ عراق کے معصوم بچے اور بوڑھے مرد و زن سالہا سال سے روزانہ امریکہ اور یورپ کی گولیوں اور بموں کا نشانہ بنتے ہیں جبکہ اسرائیل نہتے فلسطینی عوام کے خلاف ایف 16 طیارے اور ٹینک استعمال کر رہا ہے اور امریکہ اسرائیل کو نئے ایف 16 طیارے بلاقیمت دینے کا اعلان کر چکا ہے۔

افغان عوام نے سوویت یونین کی شکست وریخت میں اہم کردار ادا کیا اور بلاشبہ امریکہ کی مدد کی تھی لیکن اب افغان عوام کو بھوکا مارنے اور ان پر اپنی مرضی کا نظام نافذ کرنے کے لئے امریکہ نے ان پابندیوں کا وار کیا ہے۔ اس سے پہلے وہ کروز میزائل فائر کر چکا جن میں سے کوئی بھی نشانے پر نہیں لگا جس سے امریکی ٹیکنالوجی کی فرسودگی عیاں ہو گئی۔ امریکہ اوسلو معاہدے کا ضامن تھا اور اس نے فلسطینی ریاست کے قیام کی ضمانت دے کر یاسر عرفات کی اسرائیل سے صلح کرائی لیکن جب موقع آیا تو اس نے سارے وعدے بھول کر اسرائیل کی سرپرستی شروع کر دی اور اپنے حقوق کے لئے جدوجہد کرنے والے فلسطینیوں کو دہشت گرد قرار دے دیا۔ کشمیر کے بارے میں اقوام متحدہ کی قرارداد



بھارت نے تسلیم کیا۔ جواہر لعل نہرو خود یہ مسئلہ لے کر سلامتی کونسل میں گئے اور وعدہ کیا کہ وہ جموں و کشمیر میں رائے شماری کرائیں گے مگر اب بھارت نہ صرف اس سے منکر ہے بلکہ کشمیریوں پر ناقابل برداشت مظالم ڈھا رہا ہے جبکہ امریکہ اس کی تعمیر و ترقی میں تعاون کر کے حوصلہ افزائی کر رہا ہے اور اب سلامتی کونسل کے ایجنڈے سے ہی کشمیر کو خارج کر دیا گیا ہے۔

پچھلے دس سال میں امریکہ کی خارجی پالیسی میں دہشت گردی اور بنیاد پرستی کو خصوصی اہمیت حاصل رہی ہے اور اس ضمن میں اس کا ہدف واضح طور پر اسلام اور مسلمان رہے ہیں جو ہر جگہ مظالم کا شکار ہیں مگر اپنے خلاف ظلم وستم پر آواز اٹھاتے یا کنکریاں پھینکتے ہیں تو انہیں دہشت گرد قرار دیا جاتا ہے اور ان پر ہر طرح کے مظالم کی اجازت دیدی جاتی ہے۔ امریکہ کا یہ جارحانہ، یکطرفہ اور اسلام دشمن طرز عمل نوجوان نسل میں ردعمل پیدا کر رہا ہے اور وہ بھی امریکہ سے اپنی نفرت کو چھپاتے نہیں۔ حد یہ ہے کہ امریکہ کی جیلیں ان مسلمان نوجوانوں اور مبلغین سے بھر چکی ہیں جو اپنے مسلمان بھائیوں کے حق میں آواز بلند کرتے اور عالمی ضمیر کو جھنجھوڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس کے باوجود یہ حملے جس انداز میں ہوئے ہیں اور منصوبہ بندی کے علاوہ اپنے اہداف کے حصول میں کامیابی کو جس طرح سو فیصد یقینی بنایا گیا ہے۔ اسے دیکھتے ہوئے یہ ماننا مشکل ہے کہ یہ اسامہ بن لادن، کسی فلسطینی گروپ یا عراق کے کسی فدائی کی کارروائی ہے۔ یہ امریکہ کے فضائی اور مواصلاتی نظام سے مکمل واقفیت رکھنے والے انتہائی ذہین، تجربہ کار اور دفاعی وسلامتی نظام کو ناکارہ بنانے کی اہلیت رکھنے والے افراد کا کیا دھرا ہے اور غالب امکان یہ ہے کہ امریکہ ہی کا کوئی مایوس اور مشتعل ذہن اس واقعہ کے پیچھے ہے۔

کالوں سے گوروں کی بدسلوکی جاری ہے۔اوکلاہاماسٹی کے واقعہ میں بھی امریکہ نے
بن لادن اور فلسطینیوں پر الزام عائد کیا تھا مگر بعد میں ثابت ہوا کہ ایک امریکی
ٹموتھی اس کا ذمہ دار ہے جسے سزا ہو چکی ہے۔ مڈل ایسٹ فورم کے ڈائریکٹر ڈینئل
نے بھی امریکی حکومت کو انتباہ کیا ہے کہ وہ فوری طور پر کسی اسلامی تنظیم یا مسلمان فرد
دار قرار دینے کی غلطی نہ کرے جبکہ سابق اسرائیلی وزیراعظم ایہود بارک نے واقعہ
گھنٹہ بعد اسامہ بن لادن اور فلسطینیوں پر الزام لگا کر امریکی رائے عامہ کو گمراہ کر
کوشش کی ہے۔

اس امکان کو بھی مسترد نہیں کیا جا سکتا کہ کارروائی کے پیچھے یہودی صیہونی
ہے جس نے بش کو اقتدار میں آنے سے روکنے کے لئے سر توڑ کوشش کی کیونکہ وہ
ایلگور کو لا کر امریکہ پر قبضہ کرنے کا خواب دیکھ رہے تھے۔اب جبکہ بش خارجہ ا
توجہ ہٹا کر اندرونی بالخصوص اقتصادی محاذ پر سرگرم عمل ہیں اور امریکی رائے عامہ کا
ہونے لگا ہے کہ مختلف حکومتیں مسلمانوں کو ہدف بنا کر غلطی کرتی رہی ہیں تو یہودیوں
کارروائیوں کے ذریعے کئی مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ ایک طرف
فلسطینیوں، کشمیریوں، افغانیوں اور عراقیوں کے علاوہ دیگر مسلمانوں کے خلاف
حکومت اور عوام کی نفرت میں اضافہ کرنا چاہتے ہیں یا دوسرے الفاظ میں دنیائے
سے امریکہ کو لڑا دینا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف امریکی حکومت اور عوام کی نفرت میں
کرنا چاہتے ہیں یا دوسرے الفاظ میں دنیائے اسلام سے امریکہ کو لڑا دینا چاہ
دوسری طرف امریکی حکومت اور معاشرے کو عدم استحکام سے دوچار کر کے ایک
یہودی اقتصادی قوت اور ذرائع ابلاغ پر انحصار کی سابقہ پالیسی کا تسلسل چاہ



ت گردی کے حوالے سے اسرائیل اور بھارت نے باہمی تعاون سے امریکہ کو جس
انے پر گامزن کر رکھا ہے اس سفر کو جاری رکھنا مقصود ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ یہودی مسلمانوں اور مسیحیوں کے مابین دشمنی برقرار رکھنے کے
ے اس طرح کی کارروائیاں ماضی میں بھی کرتے رہے ہیں اور اب بھی وہ اس کی صلاحیت
کھتے ہیں۔ صرف یہودی ہی امریکہ کے اندرونی نظام اور دفاعی، سلامتی اور مواصلاتی
منصوبہ بندی اور مہارت سے واقف ہیں اور اسے ناکارہ بنانے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ وہ
امریکہ کے ہر ادارے میں گھسے ہوئے ہیں اور جس کامیابی کے ساتھ یہ کارروائی مکمل ہوئی اور
ہود بارک نے فوری طور پر اسامہ بن لادن پر الزام لگایا اس سے بھی یہی اندازہ ہوتا ہے۔

ان حالات میں ایک طرف جہاں امریکہ کو جلدی میں کوئی اندازہ لگانے اور
فوری طور پر اسامہ بن لادن اور ان کے تربیت یافتہ افغانوں، عربوں یا فلسطینیوں پر الزام
انے سے گریز کرنا چاہئے، وہاں اپنے ہی مایوس اور مشتعل باشندوں کے علاوہ یہودیوں
لوث ہونے کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے کیونکہ موجودہ حالات میں نہ تو اسامہ بن
لادن کے لئے یہ ممکن ہے اور نہ فلسطینیوں کے پاس اتنی مہارت ہے کہ وہ اس سوفسٹیکیٹڈ حد
جا سکیں۔ تحقیقات کے دوران کسی تعصب کا مظاہرہ نہیں ہونا چاہئے اور ہر طرح کے
امکانات کو مد نظر رکھ کر بلا امتیاز کارروائی کی جائے اور تفتیش کرنے والے اداروں کو سختی سے
ہدایت کی جائے کہ وہ مفروضوں کی بناء پر طے شدہ اہداف حاصل کرنے کی کوشش نہ کریں
دائرہ وسیع کر کے ملزموں تک پہنچنے کی کوشش کریں۔

اس کے علاوہ امریکہ کو اپنی خارجہ اور داخلہ پالیسیوں پر بھی فراخدلی سے نظر ثانی
نی چاہئے اور اپنے اسلام و مسلمان دشمن رویئے کا بھی جائزہ لینے میں کوئی جھجک محسوس

نہیں کرنی چاہئے جس کی وجہ سے بالخصوص فلسطینی مسلمانوں کی نوجوان نسل اس واقعہ مسرت کا اظہار کر رہی ہے حالانکہ اسلامی نقطہ نظر سے یہ ایک افسوسناک واقعہ ہے او بھی ذی ہوش مسلمان بے گناہ انسانوں کی ہلاکت اور دہشت گردی کے کسی واقعہ کی نہیں کرسکتا۔ امریکہ نے مسلمانوں کو زچ کرنے کے علاوہ بھارت، اسرائیل اور اسلام دشمن قوتوں کا سرپرست بن کر پورے عالم اسلام کو اپنا دشمن بنا رکھا ہے اور ا تباہی آہستہ آہستہ مسلمان کی دلی خواہش بنتی جارہی ہے جس کا احساس امریکی حکمرانو پالیسی سازوں کو کرنا چاہئے۔ ابھی گزشتہ روز سعودی افواج کے سربراہ نے فلسطین کچھ ہو رہا ہے اس کے خلاف بطور احتجاج اپنا دورہ امریکہ منسوخ کر دیا تھا۔ لہٰذا رائے عامہ اس سلسلے میں ان کا ہاتھ روکے اور حق وانصاف پر مبنی پالیسیاں تشکیل د ان کی مدد کرے۔ اپنی غلطیوں کا اعتراف کر کے ہی امریکہ آئندہ ایسے واقعات سے ہے۔ اگر اس نے اس واقعہ کی آڑ میں طالبان کے خلاف فوج کشی کا فیصلہ کر لیا یا فلسطی تہس نہس کرنے پر تل گیا تو یہ ایک تاریخی غلطی ہوگی اور ایک نئی جنگ کے امکانا جائیں گے جس سے بچنا اشد ضروری ہے۔ اس افسوسناک واقعہ سے پاکستان خطرات بڑھ گئے ہیں اور بھارت دہشت گردی کی آڑ میں امریکہ کو کسی اقدام پر آ ہے اس لئے ہمیں حد درجہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے اور اس ضمن میں پوری قوم کو چاہئے۔ یہ واقعہ اگر امریکی حکمرانوں اور پالیسی سازوں کو صحیح سمت میں سوچنے کی دے سکے تو دنیا آئندہ اس طرح کے واقعات سے بچ سکتی ہے۔



# اقتصادی پریشر بڑھنے لگا

حادثے کے پہلے روز تو سٹاک مارکیٹیں بری طرح کریش ہوئیں امید یہی تھی کہ اب صورتحال کچھ سنبھل جائے گی لیکن یہ امید نقش بر آب ثابت ہوئیں۔ پاکستان سمیت زیادہ تر سٹاک مارکیٹیں دوسرے روز بھی شدید دباؤ کا شکار رہیں۔ سرمایہ کاروں نے خوفزدہ ہو کر حصص کی فروخت کا عمل جاری رکھا جس سے حصص کی قیمتوں میں کمی ہوئی۔ عالمی کرنسی مارکیٹوں میں یورو، ین اور پونڈ سمیت تمام یورپی کرنسیوں کے مقابلہ میں ڈالر شدید دباؤ کا شکار رہا، تاہم چھوٹے ممالک کی کرنسیوں کے مقابلہ میں ڈالر کی قدر مستحکم ہوئی۔ تیل کی عالمی منڈی میں قیمتوں میں مزید اضافہ ہوا۔

امریکہ میں پٹرولیم اور گیسولین کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ اور شدید قلت پیدا ہوئی۔ تیل برآمد کرنے والے ملکوں کی تنظیم اوپیک نے امریکہ میں دہشت گردی کے باعث عالمی تیل منڈی میں پیدا ہونے والے عدم استحکام کو دور کرنے کے لئے نئے موثر اقدامات اٹھانے کا فیصلہ کیا ہے۔

پاکستانی سٹاک مارکیٹوں میں دوسرے روز بھی مندے کا رجحان جاری رہا۔ کراچی اور لاہور سٹاک مارکیٹوں سے سوا پانچ ارب کا سرمایہ ڈوب گیا۔ سرمایہ کاروں نے نئی سرمایہ کاری کا عمل روک دیا اور ملٹی نیشنل کمپنیوں نے اپنا سرمایہ مارکیٹ سے نکالنا شروع کر دیا۔ کراچی سٹاک مارکیٹ رواں سال میں پہلی مرتبہ 1200 کا بریئر توڑ کر نیچے آ گئی۔ کراچی سٹاک مارکیٹ کے انڈیکس میں 18.39 پوائنٹس کی کمی ہوئی۔ انڈیکس 1208 پوائنٹس سے کم ہو کر 1189 پوائنٹس پر آ گیا۔ لاہور مارکیٹ کے انڈیکس میں 4.48 پوائنٹس کی کمی ہوئی۔ انڈیکس 240 پوائنٹس سے کم ہو کر 236 پوائنٹس پر آ گیا۔ ملائیشیا سٹاک مارکیٹ کے انڈیکس میں 26.01 پوائنٹس سے کم ہو کر 644.31 پوائنٹس پر آ گیا۔ لندن سٹاک مارکیٹ کے انڈیکس میں 1.2 فیصد اور فرینکفرٹ انڈیکس میں 0.4 فیصد کمی ہوئی۔ ٹوکیو سٹاک مارکیٹ کے انڈیکس میں معمولی اضافہ ہوا، تاہم انڈیکس خطرناک لیول 1000 پوائنٹس کی حد نہیں کراس کر سکا۔

ٹوکیو مارکیٹ میں انڈیکس کا اختتام 9613.09 پوائنٹس پر ہوا۔ سنگاپور انڈیکس میں 0.8 فیصد 11.78 پوائنٹس کی کمی ہوئی۔ انڈیکس گر کر 1438.67 پوائنٹس پر آ گیا۔ تائیوان سٹاک انڈیکس میں 5.4 فیصد 224.44 پوائنٹس کی کمی ہوئی۔ انڈیکس گر کر 3952.49 پوائنٹس پر آ گیا۔ ممبئی سٹاک مارکیٹ کے انڈیکس میں 1.5 فیصد 45.21 پوائنٹس کی کمی ہوئی۔ انڈیکس گر کر 2987.50 پوائنٹس پر آ گیا۔ بنکاک انڈیکس 6.7 فیصد 2220 پوائنٹس کی کمس سے گر کر 308.17 پوائنٹس پر آ گیا۔

چین کی سب سے اہم سٹاک مارکیٹ شنگھائی سٹاک مارکیٹ میں انڈیکس میں 0.6 فیصد کمی ہوئی۔ انڈیکس گر کر 160.22 پوائنٹس پر آ گیا۔ سڈنی سٹاک مارکیٹ



انڈیکس میں 0.6 فیصد 129 پوائنٹس کا اضافہ ہوا۔ سیئول مارکیٹ کے انڈیکس میں 5 فیصد 23.65 پوائنٹس کا اضافہ ہوا۔ منیلا سٹاک انڈیکس میں 0.2 فیصد 2.37 پوائنٹس کا اضافہ ہوا۔ جکارتہ مارکیٹ کے انڈیکس میں 2.72 پوائنٹس کا اضافہ ہوا۔ عالمی کرنسی مارکیٹ میں پونڈ، یورو اور ین کے مقابلہ میں ڈالر کی قیمت میں کمی ہوئی۔

ین کے مقابلہ میں ایک ڈالر کی قیمت 119.36 سے گر کر 119.11 ین ہو گئی۔ ایک پونڈ کی قیمت بڑھ کر 1.4662 ڈالر ہو گئی۔ ڈالر کے مقابلے میں ایک یورو کی قیمت 0.9067 ڈالر سے بڑھ کر 0.9079 ڈالر ہو گئی۔ پاکستان کی اوپن کرنسی مارکیٹ میں ڈالر کی قدر کچھ مستحکم ہوئی۔ روپے کے مقابلے میں ڈالر کی قیمت فروخت 66.50 روپے سے بڑھ کر 67.00 روپے ہو گئی اور قیمت خرید 66 روپے ہو گئی۔ مارکیٹ میں سٹہ باز ایک بار پھر متحرک رہے اور انہوں نے کروڑوں کمائے۔ نیویارک مارکیٹ نہ کھلنے کے باعث مختلف منڈیوں میں ڈالر مختلف ریٹ پر فروخت ہوتا رہا۔

انڈونیشیا اور فلپائن پیسو کے مقابلہ میں ڈالر کی قیمت مستحکم ہوئی۔ انڈونیشیا روپے کے مقابلہ میں ایک ڈالر کی قیمت 9085 روپے سے بڑھ کر 9100 روپے ہو گئی۔ فلپائن سنگاپور ڈالر، کورین یون اور تائیوان ڈالر کے مقابلے میں بھی امریکی ڈالر کی قیمت میں اضافہ ہوا۔ عالمی تیل منڈی میں تیل کی قیمتوں میں مزید اضافہ ہوا۔ لندن مارکیٹ میں ایک بیرل تیل کی قیمت 27.28 ڈالر سے بڑھ کر 28.02 ڈالر ہو گئی۔ سی این این اور بی بی سی کے مطابق امریکہ میں پٹرولیم اور گیسولین کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے اور قلت پیدا ہو گئی ہے۔ ان مصنوعات کی قیمت 5 ڈالر تک پہنچ گئی ہے۔ رپورٹ کے مطابق امریکہ میں گاڑیوں کو کئی کئی گھنٹے طویل قطاروں میں کھڑے ہو کر پٹرولیم اور گیسولین کے حصول میں

کامیابی ہوتی ہے۔ امریکہ میں دہشت گردی کے اثرات پاکستان کی اجناس منڈیوں پر بھی مرتب ہوئے ہیں۔ سندھ کی منڈیوں میں پھٹی کے ریٹ 850 روپے سے کم ہوکر 500 روپے کی 40 کلوگرام ہوگئے ہیں۔



# نیٹو کا عجیب وغریب کردار

امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کا جذبہ نیٹو میں کچھ زیادہ ہی دکھائی دے رہا تھا جس نے پہلی مرتبہ آرٹیکل 50 کے تحت یہ بیان جاری کیا کہ امریکہ پر حملہ دراصل نیٹو پر حملہ ہے اور برطانوی اخبار گارڈین نے 13 ستمبر کی اشاعت میں یہ خبر دے کر ساری دنیا کو چونکا دیا کہ نیٹو کی افواج افغانستان پر بڑے حملے کی منصوبہ بندی کر رہی ہیں۔

اس صورتحال کا چین نے بڑی دلیری سے اور بڑا سخت نوٹس لیا اور نیٹو سے مطالبہ کیا کہ امریکہ پر ہونے والی دہشت گردی میں یورپ افغانستان پر کسی فوری حملے سے باز رہے اور ایسا کرنے سے یورپ کے باہر موجود دوسری علاقائی فوجوں سے مشاورت کی جائے اور کوئی اقدام کرنے سے پہلے اپنے اعتماد میں لیا جائے۔

چین کے نائب وزیر خارجہ وانگ گیانگ نے کہا کہ یورپ سے باہر کسی کاروائی کے اثرات دوسرے علاقائی ممالک پر بھی پڑیں گے۔ اس لئے مشاورت کرنا بہتر ہے۔ واضح رہے اسے 19 رکنی نیٹو نے کسی بھی امریکی کارروائی کی مکمل حمایت کا اعلان کیا تھا اور

کہا تھا کہ وہ معاہدہ واشنگٹن پر عمل کرے گی جس کے تحت کسی ایک ملک پر حملہ دوسرے ممالک پر حملہ تصور کیا جائے گا۔

مسٹر وانگ نے اس امکان کو مسترد نہیں کیا کہ چین کسی بھی کارروائی میں معاونت کرسکتا ہے تاہم اس کا انحصار اس امر پر ہوگا کہ کس قسم کی جوابی کارروائی کا منصوبہ بنایا ہے۔ دہشت گردی کے خلاف کارروائی کے سلسلے میں ہمارا رویہ مثبت ہوگا۔ جب ثبوت پیش کئے گئے تو ہم ان کا جائزہ لیں گے۔ انہوں نے کہا اس سب کچھ کا انحصار حتمی فارمولے پر ہے۔ اس سے پہلے چینی صدر بھی صدر بش کو بتا چکے ہیں کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں چین امریکہ کا ساتھ دے گا۔

بدھ کو بش کے ساتھ فون پر بات چیت کرتے ہوئے صدر جیانگ زیمن نے کہ ہر قسم کی دہشت گردی کے خلاف کریک ڈاؤن کے لئے امریکہ اور عالمی برادری کے ساتھ مذاکرات بڑھائے جائیں گے۔ نائب وزیر خارجہ نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ دہشت گردی کے خلاف اقدامات نیٹو کے بجائے وسیع تر دائرہ عمل کے تحت کئے جائیں۔ کیونکہ اس کے اثرات دوسرے علاقائی ممالک پر بھی مرتب ہوں گے جبکہ نیٹو صرف یورپ کی فوجی طاقت ہے۔ بتایا گیا ہے کہ امریکہ کو کسی کارروائی کے لئے صرف لاجسٹک، سپلائی اور جاسوسی کے سلسلے میں مدد درکار ہوگی جبکہ ہوسکتا ہے کہ چین امریکہ کے ساتھ تعلقات روشنی میں اس قسم کی مدد بھی فراہم نہ کرے۔ ماہرین کے مطابق امریکہ کے لئے یہی سے بڑی چینی حمایت ہوگی کہ وہ اس کی کوششوں کی مخالفت نہ کرے اور اس کی اقد حمایت کرے۔ امکان ہے کہ روس اور چین نیٹو کے کسی بھی حملے کی مخالفت کریں گے اسے روکنا ان کے بس میں نہیں ہوگا۔ چینی نائب وزیر خارجہ کا کہنا ہے کہ دہشت گردی



خلاف کارروائی اقوام متحدہ جیسے کثیر الاقوامی فورم پر کی جائے۔ یقیناً عالمی برادری کو پورے عزم کے ساتھ کارروائی کرنی چاہئے لیکن یہ عالمی فریم ورک میں کی جائے۔

نیٹو کے اس جارحانہ بیان کے خلاف جرمن اور ناروے بھی سراپا احتجاج ہوئے۔

وائس آف جرمنی کی خبر میں بتایا گیا کہ امریکہ اور اس کے حلیف نیٹو کی طرف سے کی جانے والی کسی بھی کارروائی میں جرمنی حصہ ہیں لے گا جرمنی اپنے حلیفوں کی امداد کے لئے صرف انتظامی نوعیت کے اقدامات کرے گا براہ راست اس جنگ کا حصہ نہیں بنے گا۔

وائس آف جرمنی کے مطابق کسی بھی جنگی کارروائی میں براہ راست شرکت کے لئے جرمنی کی پارلیمنٹ کا اس پر رضامند ہونا ضروری ہے۔

اس کے ساتھ ہی اے ایف پی کے حوالے سے خبر آئی کہ ناروے نے بھی اس ممکنہ جنگ میں حصہ لینے سے انکار کر دیا ہے۔ ناروے کے وزیر خارجہ جیگ نیڈ نے کہا کہ ان کا ملک ’’حالت جنگ‘‘ میں نہیں ہے نہ ہی وہ کسی سے جنگ لڑنا چاہتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ امریکہ ان سے ایسا مطالبہ بھی نہیں کرے گا البتہ ہم مشترکہ کارروائی کی حمایت ضرور کریں گے۔

# گرفتاریاں اور اسرائیلی دہشت گردی

ایف بی آئی نے امریکی عوام کی اشک شوئی یا پھر اپنی استعداد کار کا مظاہرہ ک کے لئے اپنی تمام توانائیاں وقف کردیں اور ہر ایسے شخص کو دنیا بھر سے گرفتار کرنا شر دیا جس کا کبھی کسی مسجد یا مکتب سے بھی تعلق رہا ہو سینکڑوں بے گناہ گرفتار اور رہا رہے۔ ایک پاکستانی فیملی جو نیویارک کے کینڈی ایئرپورٹ پر سامان کی باربرداری کرتی تھی کو گرفتار کرلیا گیا۔

ایف بی آئی کی طرف سے یہ بیان جاری ہوا کہ خودکش جانبازوں کی تعدا تھی جو تمام کے تمام مارے جاچکے ہیں۔ اب ان مقامات پر چھاپے مارے جار جہاں کبھی ان میں سے کسی نے قیام بھی کیا تھا اس سلسلے میں ساری دنیا میں ایف بی آ ایجنٹ چوکس ہوگئے۔ جرمنی سے ایک مسلمان خاتون کو گرفتار کرلیا۔ ایک نوجوان ک بوسٹن (امریکہ) اور دوسرے شہروں سے قریباً 180 عرب مسلمانوں کو گرفتار کیا گیا پوچھ گچھ کے بعد اکثر کو رہا بھی کردیا گیا۔



ایف بی آئی کی طرف سے 4 مشتبہ عربوں کے نام سامنے آئے جن میں عدنان بخاری، عامر عباس، محمد الشریح اور احمد ابراہیم علی الاحازری شامل تھے۔ ان کے پاس سعودی عرب اور امارات کے پاسپورٹ تھے۔ اس کے علاوہ دو اور مشتبہ باشندوں کے نام بھی بتائے گئے جو محمد عطا اور سروان الفہمی تھے۔

امریکہ کے مختلف ہوٹلوں میں چھاپہ مار ایف بی آئی کی ٹیمیں دندناتی ہوئی داخل ہوتیں اور ہوٹل کے باہر موجود پریس کے نمائندوں سے گرفتار شدگان کے چہرے چھپا کر انہیں باہر لاکر گاڑیوں میں بٹھاتی اور اپنے ٹھکانوں کی طرف لے جاتی رہیں۔ اس دوران میڈیا پر بار بار اسامہ بن لادن سے گرفتار شدگان کا تعلق بتایا جاتا رہا جبکہ ابھی تک امریکہ کی طرف سے کوئی بھی ثبوت ان کے خلاف پیش نہیں کیا جاسکا یہ بڑی حیران کن بات تھی۔

طالبان اور پاکستانی مذہبی حلقہ امریکہ سے بار بار یہی بات کہہ رہے تھے کہ وہ اس حملے کے خلاف ہیں اسلام بے گناہوں کے قتل کی قطعاً اجازت نہیں دیتا لیکن آپ اسامہ بن لادن کو ملوث کررہے ہیں انہیں ''سکیپ گوٹ'' بنایا جارہا ہے اگر ان کے خلاف کوئی ثبوت ہے کوئی فون کی ریکارڈنگ یا دستاویزی ثبوت ہے تو وہ دنیا کے سامنے لایا جائے۔

امریکہ کی طرف سے اس کا جواب دینے کے بجائے اسامہ کے نام کی تکرار جاری رہی اور خصوصاً بی بی سی، سی این این کے مبصر اور ماہرین بات کو گھما پھرا کر اسامہ کی طرف لاتے رہے۔

اس صورتحال کا دلچسپ پہلو یہ ہے کہ امریکی عوام نے اس دوران کسی بھی ملک پر متوقع حملے کی مخالفت کی اور کہا کہ اس طرح ہم اپنے مزید دشمن پیدا کررہے ہیں اور اس بات پر زور دیا کہ امریکہ مسلمانوں کے تئیں اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرے۔

اسرائیلی وزیراعظم شیرون نے جو بے گناہ فلسطینیوں کے قتل میں ایک خاص طرح کی لذت محسوس کرتا ہے اس صورتحال کا فائدہ اٹھایا اور جنوبی غزہ، جنین اور مغربی یروشلم میں اسرائیلی فوجوں کے ٹینکوں پر گھس کر فلسطینیوں کی ''ٹارگیٹ کلنگ'' Target Killing شروع کردی۔ مسلمانوں کے خون کے پیاسے جنرل شیرون نے اتوار 16 ستمبر کو یاسر عرفات اور اپنے وزیر خارجہ کے متوقع مذاکرات بھی روک دیئے۔

15 ستمبر کو ایک طرف تو اسرائیلی ٹینکوں نے ''جنین'' پر چڑھائی کردی اور دوسری طرف ہیلی کاپٹروں سے ان پر راکٹ برسائے گئے۔ فلسطینی ممبر پارلیمنٹ حنان اشراوی کے مطابق اسرائیلی درندوں نے ایک منٹ میں 40 بے گناہ اور نہتے فلسطینیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جس پر مغربی دنیا میں کسی دانشور کے منہ سے ایک لفظ بھی ہمدردی کا نہیں ادا ہوا۔

دوسری طرف افغانستان کو دھمکیوں کا سلسلہ جاری تھا اور صاف دکھائی دے رہا تھا کہ امریکی شلغموں سے مٹی جھاڑنے کے لئے افغانستان پر حملے کی تیاری کررہے ہیں۔ اس صورتحال پر تبصرہ کرتے ہوئے پشاور کے روزنامہ ''میدان'' نے اداریہ لکھا جس میں کچھ اہم سوالات بھی اٹھائے اور آمدہ خطرات کی نشاندہی بھی کی گئی ملاحظہ فرمائیں۔

نیویارک اور واشنگٹن میں فضائی حملوں کے بعد جو دنیا بھر میں خود امریکہ اور اس کے گماشتوں کی بڑھتی ہوئی دہشتی گردی کا ''تنگ آمد بجنگ آمد'' کے مصداق فطری ردعمل ہے امریکی تاریخ کے اس عظیم ترین سانحہ میں ملوث افراد، گروہ یا تنظیم کی نشاندہی نہ ہونے اور کوئی ٹھوس شواہد دستیاب نہ ہونے کے باوجود افغانستان کے افق پر امریکہ کے زیر قیادت اتحادی افواج کے مشترکہ حملے اور پاکستان پر اس کے ''فال آوٹ'' کے خطرے کے گھنے



بادل منڈلاتے صاف دکھائی دے رہے ہیں امریکی صدر جارج ڈبلیو بش نے قوم سے اپنے تازہ ترین خطاب میں منگل کے واقعات کو دہشت گردی سے زیادہ امریکہ کے خلاف جنگ اقدام قرار دیا ہے اور اس کا انتقام لینے کا عزم ظاہر کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہمیں آج پہلے سے ایک بالکل مختلف دشمن کا سامنا ہے ہم ان واقعات میں ملوث دہشت گردوں اور ان کی سرپرستی کرنے والوں میں کوئی امتیاز نہیں کریں گے امریکی وزیر خارجہ کولن پاول نے دہشت گردی سے نمٹنے کے لئے عالمی اتحاد قائم کرنے کا اعلان کیا ہے جبکہ نیٹو کی کونسل نے برسلز میں اپنے اجلاس کے دوران اجتماعی کاروائی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

نیٹو کونسل نے اس امر پر اتفاق کیا ہے اگر یہ ظاہر ہوا کہ امریکہ کے خلاف یہ حملہ بیرون ملک سے کرایا گیا ہے تو معاہدہ واشنگٹن کے آرٹیکل 5 کے تحت نیٹو حرکت میں آئے گا اس آرٹیکل کی رو سے یورپ اور شمالی امریکہ میں کسی ایک یا زیادہ اتحادیوں کے خلاف مسلح حملہ تمام رکن ملکوں پر حملہ تصور کیا جائے گا چنانچہ نیٹو کے اتحادیوں نے امریکہ کے ایماء پر اس کی امداد کی غرض سے ہر اقدام کے لئے تیار رہنے کا اعلان کیا ہے امریکہ کو اس طرح کے اقدام میں روس وسطی ایشیائی ریاستوں، بھارت اور اسرائیل کی براہ راست یا بالواسطہ اعانت بھی خارج از امکان قرار نہیں دی جاسکتی، اگرچہ امریکہ کے خفیہ ادارے جو منگل کے ہولناک واقعات کا کھوج لگانے میں بری طرح ناکام رہ کر اپنی روایتی ساکھ اور اعتماد کھو چکے ہیں۔

ان واقعات کے بعد ابھی تک ذمہ دار افراد یا گروہ تک رسائی میں کامیاب نہیں ہوسکے ہیں لیکن یہ امر موجب تاسف ہے کہ امریکی ذرائع ابلاغ، کانگریس کے ارکان اور سرکاری حلقے غیر محتاط عجلت میں بوکھلاہٹ کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسامہ بن لادن کو ملوث کر رہے ہیں اور اسامہ بن لادن کو پناہ فراہم کرنے پر افغانستان کی طالبان حکومت کی جانب

انگشت نمائی کر رہے ہیں حالانکہ افغانستان کے امیر المومنین ملا محمد عمر، افغان وزیر وکیل احمد متوکل اور اسلام آباد میں سفیر ملا عبدالسلام ضعیف دہشت گردی کے ان واقعا پر زور مذمت کرتے ہوئے واضح کر چکے ہیں کہ امریکہ میں ہونے والی ان کارروائیوں اسامہ بن لادن کا کوئی تعلق نہیں ہے خود اسامہ نے بھی اپنے ترجمان کی وساطت سے حملوں سے لاتعلقی کا اظہار کیا ہے۔

اسلام آباد میں افغان سفیر کا کہنا تھا کہ ہم نے اسامہ کے تمام ذرائع مواص قبضہ میں لے رکھے ہیں ان کی تمام سرگرمیوں پر ہمارا کنٹرول ہے۔ وہ اپنے طور پر کس نہیں مل سکتے اور نہ ہی انہیں انٹرنیٹ کی سہولت حاصل ہے ہم نے ان سے سیٹلائٹ فو واپس لے لیا ہے۔ اس لئے ان واقعات میں اسامہ کا ہاتھ نہیں ہو سکتا۔ تاہم ا میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ اسرائیل اور بھارت سے قریبی رابطے رکھنے والی لابیا حملوں کی ذمہ داری مسلم گروپوں کے سر تھوپنے کے درپے ہیں اس لئے یہودی لابی اثر عالمی ذرائع ابلاغ کے ہر تبصرے اور تجزیئے میں اسامہ کی طرف انگلی اٹھائی جا رہی

اسرائیل کے ہاتھوں نہتے فلسطینیوں کے وحشیانہ قتل عام میں تازہ شد امریکہ کی بے حسی سے پائے جانے والے اضطراب کے پیش نظر ان واقعات میں وسطی کے بعض گروپوں کو ملوث ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن یہ امر قرین قیاس امریکہ ٹھوس شہادت تا ثبوت کے بغیر ایسی کسی "تھیوری" پر آنکھیں بند کر کے کان دھ تیار ہو گا۔ اپریل 1995ء کے دوران اوکلاہامہ میں الریڈ پی مراہ فیڈرل بلڈنگ کو بم سے اڑھایا گیا تو امریکی ذرائع ابلاغ نے کسی تحقیق کے بغیر اس واقعہ کی کڑیاں عرب ساتھ مل کر اس میں مشرق وسطی کے گروپوں کو ملوث قرار دینا شروع کر دیا لیکن بعد



تحقیقات سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچا کہ اوکلوہامہ بلڈنگ میں بم ایک امریکی نے نصب کیا تھا جسے حال ہی میں سزائے موت دی گئی ہے۔

اس مرتبہ بھی دہشت گردی کے واقعات میں خود امریکہ کے بعض مایوس یا انتشار پسند سفید فام نسل پرست جنگجو عناصر کے ملوث ہونے کو خارج از امکان قرار نہیں دیا جا سکتا جاپان کے عسکریت پسند گروپ "ریڈ آرمی" کی طرف سے امریکہ کے واقعات کی ذمہ داری قبول کرنے کے اعلان سے بھی کلی صرف نظر نہیں کیا جا سکتا جس کا کہنا ہے کہ امریکہ سے ہیروشیما پر ایٹمی حملے کا بدلہ لیا گیا ہے جس میں دو لاکھ سے زائد افراد ہلاک ہوئے تھے لہٰذا عجلت میں کسی خام نتیجے پر پہنچنے سے گریز کی ضرورت ہے ٹھوس ثبوت کے بغیر محض قیاس اور گمان کی بنیاد پر اسامہ، افغانستان یا دوسرے مسلمان گروپوں کے خلاف فوجی کارروائی سے عالم اسلام میں امریکہ کے خلاف بدظنی کے جذبات مزید بھڑکیں گے جس کے نتیجے میں دنیا کے مختلف حصوں بالخصوص مسلم ممالک میں امریکہ کے مفادات کو زیادہ سنگین خطرات لاحق ہو سکتے ہیں امریکہ نے مشتبہ افراد کی نشاندہی اور ان کے خلاف کارروائی میں پاکستان سے بھرپور اور عملی میں پاکستان سے بھرپور اور عملی تعاون طلب کیا ہے۔ امریکی وزیر خارجہ کولن پاول نے واشنگٹن میں ایک بریفنگ کے دوران کہا ہے کہ امریکہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان کی حمایت اور تعاون کا طلب گار ہے۔

انہوں نے کہا کہ امریکہ نے ابھی اس امر کا تعین نہیں کیا ہے کہ نیویارک اور واشنگٹن کے حملوں کا ذمہ دار کون ہے لیکن انہوں نے الزام لگایا کہ اصل مشتبہ شخص افغانستان میں مقیم اسامہ بن لادن کو قرار دیا جا رہا ہے صدر پرویز مشرف نے ہر قسم کی دہشت گردی کا قلع قمع کرنے کی جنگ میں امریکہ کو غیر مشروط تعاون کا یقین دلاتے ہوئے اس غرض کیلئے

بین الاقوامی کوششوں پر زور دیا ہے پاکستان میں مقیم امریکی سفیر وینڈی چیمبرلین نے اسلام آباد میں صدر پرویز مشرف سے ملاقات کر کے انہیں اپنی حکومت کا اہم پیغام پہنچایا۔ جبکہ اس سے قبل پاکستان کی اعلیٰ عسکری قیادت نے بھی اپنے طویل اجلاسوں میں امریکی واقعات کے اثرات ونتائج کے حوالے سے پاکستان کی حکمت عملی پر غور کیا ہے۔

موجودہ نازک ترین حالات میں پاکستان کے کاندھوں پر انوکھی اور بھاری ذمہ داری آپڑی ہے اسے ایسی حکمت عملی اختیار کرنا ہے جو دہشت گردی کی بیخ کنی کیلئے غم و اندوہ کی گھڑی میں پاکستان کے اندرونی حالات اور تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے امریکہ کے ساتھ شراکت سے ہم آہنگ ہو افغانستان کے خلاف کسی ممکنہ فوجی کارروائی میں عملی تعاون کے مضمرات سے خود پاکستان اور بالخصوص 20 لاکھ سے زائد افغان مہاجرین کی موجودگی میں صوبہ سرحد سب سے زیادہ متاثر ہوگا لہٰذا ایسے حالات میں پاکستان کو جس کے طالبان حکومت کے ساتھ نہایت قریبی برادرانہ تعلقات ہیں انتہائی حکمت وبصیرت کا مظاہرہ کرنا ہوگا اس وقت دہشت گردی کا مسئلہ بین الاقوامی سلامتی کے ایجنڈے میں سرفہرست حیثیت اختیار کر گیا ہے اور اس امر پر دنیا بھر میں عمومی اتفاق رائے پایا جاتا ہے کہ مسئلہ سے عہدہ برآ ہونے کیلئے مشترکہ لائحہ عمل اختیار کیا جائے چنانچہ لوہے کو گرم دیکھتے ہوئے چوٹ لگانے کی ضرورت ہے یہ عین مناسب وقت ہے کہ دفتر خارجہ دنیا کے ہر حصے میں ہونے والی ریاستی وغیر ریاستی دہشت گردی ختم کرانے کیلئے او آئی سی کے ساتھ مل کر ایک مربوط حکمت عملی مرتب کرے جس کے تحت نیویارک اور واشنگٹن کے واقعات کے تناظر میں دنیا کی توجہ فلسطین اور مقبوضہ کشمیر میں جاری نہتے، بے گناہ مسلمانوں کے وحشیانہ قتل عام کی طرف جے امریکہ کی براہ راست یا بالواسطہ پشت پناہی حاصل ہے مبذول کرانے کیلئے عالمی



دارالحکومتوں میں جارحانہ سفارتی مہم شروع کی جائے مسلمانوں کی نسل کشی بند کرانے، خون خرابے کا سبب بنے والے تنازعات طے کرانے، غیر حاضر جنگوں اور خانہ جنگی کی آگ بھڑکانے کا سلسلہ بند کرنے اور دنیا کے ہر خطے کو دہشت گردی سے پاک کرنے کی خاطر عالمی سطح پر مشترکہ کوششوں کا آغاز کیا جائے۔

ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ عالمی برادری ایسے اقدامات پر متفق ہو تو اسے پاکستان کی حکومت اور عوام کی غیر متزلزل حمایت میسر ہوگی اور مربوط اقدامات کے ذریعہ دنیا کو امن وسکون کا گہوارہ بنانے کی سمت ٹھوس پیش رفت ہو سکے گی کسی طاقت کو اس امر کی توقع نہیں رکھنی چاہئے کہ وہ کمزور، ترقی پذیر اقوام کو اپنی سیاسی واقتصادی محکومی کے شکنجے میں کے رکھنے اور نام نہاد نیو ورلڈ آرڈر مسلط کرنے کیلئے کسی بھی ملک کا بازو یا کان مروڑتا رہے اور خود یا گماشتہ ریاستوں کے ذریعہ کشت وخون کا بازار گرم رکھے لیکن خود لہولہان ہونے سے بچا رہے دہشت گردی کے خاتمہ کی جدوجہد میں اس کا ہدب ننے والے کے رنگ، نسل، مذہب، علاقے یا خطے کی تفریق روا رکھے بغیر دنیا میں ہر جگہ اس لعنت کی سرکوبی کیلئے اولوالعزمی کے ساتھ مل جل کر کوششیں کرنا ہوں گی صدر پاکستان ایسی کوششوں میں پاکستان کی بھرپور شمولیت کا یقین دلا چکے ہیں امید رکھنی چاہئے کہ بین الاقوامی برادری دہشت گردی کے تناور درخت کی محض شاخیں کترنے کے بجائے اس کی جڑیں کاٹنے کو ترجیح دے گی۔

# کور کمانڈرز کانفرنس

## ہوائی اڈے فوج کے حوالے

15 ستمبر کے اخبارات ان دو چیختی چلاتی سرخیوں کے ساتھ منظر عام پر آئے جن میں بتایا گیا کہ 14 ستمبر کو ہوائی اڈے فوج کے حوالے کردیئے گئے ہیں اخباری اطلاعات کے مطابق فوج نے کسی بھی ممکنہ جارحیت کی پیش بندی کرتے ہوئے تمام ایئرپورٹس پر پوزیشن سنبھال لیں اور ملک کے اہم ہوائی اڈے جن میں اسلام آباد سرفہرست ہے ڈھائی گھنٹے کے لئے تمام فلائٹس کے لئے بند کردیا گیا۔

اخباری اطلاعات میں بتایا گیا کہ کراچی کے بین الاقوامی ہوائی اڈے پر پاک فوج کی ایک کمپنی نے علی الصبح ہی اپنی آمد کے بعد ذمہ داریاں سنبھال لی ہیں فوج کے جوان جناح ٹرمینل کے کار پارکنگ، برج، برآمدوں میں گشت کررہے ہیں چترال ایئرپورٹ بنوں ایئرپورٹ، ڈیرہ اسماعیل خان ایئرپورٹ پر بھی فوج تعینات کردی گئی سکیورٹی کے ذرائع نے بتایا ہے کہ فوج بتدریج تمام اہم ایئرپورٹ پر تعینات کی جارہی ہے تاکہ سکیورٹی



انتظامات کو مضبوط اور مستحکم بنایا جائے گا۔

لاہور ایئرپورٹ پر چار فوجی چیک پوسٹ قائم کردی گئیں دو پوسٹیں بیدیاں روڈ کے قریب جہازوں کے ٹیک آف اور لینڈنگ کرنے کے مقامات پر جبکہ دو ریڈار کے اردگرد بنائی گئی ہیں ایئرپورٹ پر کام کرنے والی ایجنسیوں کے اہلکاروں کے لئے پوسٹوں والے علاقہ میں داخلہ ممنوع قرار دیدیا گیا ہے۔ اس خبر سے ملک میں خاصی سنسنی پھیل گئی اور یہ سمجھا جانے لگا جیسے امریکی حملہ ہونے والا ہے۔

دوسری اہم خبر صدر جنرل پرویز مشرف کی کور کمانڈرز کے ساتھ اہم میٹنگ تھی جس میں انہوں نے اب تک امریکہ کی طرف سے ملنے والے پیغامات اور اس خطے کی ساری صورتحال کے پیش نظر اہم ترین فیصلے کرنے تھے اس طرح پاکستان کو واضح پالیسی بنانے کے قابل ہوتا دکھائی دے رہا تھا، اخباری اطلاعات کے مطابق اس خطے میں امن و امان کی تیزی سے بدلتی ہوئی صورتحال کے حوالے سے اہم اقدامات کیلئے جنرل ہیڈکوارٹر راولپنڈی میں منعقد ہوا جس میں تمام کور کمانڈرز اور پرنسپل سٹاف آفیسرز نے شرکت کی، اجلاس میں امریکہ میں دہشت گردی کے واقعات میں معصوم انسانی جانوں کے ضیاع اور مالی نقصان کی پرزور مذمت کرتے ہوئے اس کو عالم انسانیت کے خلاف ظلم قرار دیا گیا۔

اجلاس میں علاقے میں تیزی سے بدلتی ہوئی صورتحال اور پاکستان کے دفاع و سلامتی کو درپیش خطرات اور خارجہ پالیسی کے حوالے سے امریکن پالیسیوں، اقدامات اور فوجی بیانات کا تفصیلی جائزہ لے کر اہم اقدامات کی منظوری دی گئی، اجلاس میں کئے گئے فیصلوں کی بعد میں کابینہ اور نیشنل سکیورٹی کونسل کے اجلاسوں میں مزید غور وخوض کے بعد پالیسیوں اور اقدامات کی منظوری دی جائے گی، اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جنرل

پرویز مشرف نے کہا کہ پاکستان امن کا داعی ہے اور کسی بھی قسم کی دہشت گردی کی پر مذمت کرتا ہے، پاکستانی حکومت اور عوام کو امریکہ میں دہشت گردی سے جانی و مالی نقصا پر دلی افسوس ہے اور ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔

آن لائن کے مطابق صدر نے کہا کہ کیونکہ پاکستان خود دہشت گردی کا شکار ہے اور عالمی سطح پر دہشت گردی کے خاتمے کیلئے ہونے والی کوششوں میں تعاون جا رکھے گا۔ انہوں نے امریکی سفیر وینڈی چیمبرلین سے ملاقات اور امریکی وزیر خارجہ ک پاول سے ٹیلیفون پر ہونے والی بات چیت کی تفصیلات سے بھی کور کمانڈرز کو آگاہ کیا اور ا بارے پاکستان کی پالیسی کے متعلق بھی بتایا۔

اے ایف پی کے مطابق اعلیٰ فوجی قیادت نے امریکہ کی طرف سے اسامہ لادن کی گرفتاری کیلئے مدد دینے کی اپیل پر بھی تبادلہ خیال کیا۔ اے ایف پی نے ذرائع حوالے سے مزید بتایا کہ امریکہ نے پاکستان میں اسامہ کے نیٹ ورک بارے جا رپورٹ بھی طلب کر لی ہے۔

ذرائع کے مطابق پاکستان سے کہا گیا کہ لادن کے پاکستان میں رابطوں تفصیلات اور دنیا بھر میں پھیلائے جانے والے بیانات کے ذرائع بھی بتائے جائیں خصوصی طور پر بلائی گئی کور کمانڈرز کانفرنس کے حوالے سے اے ایف پی نے اپنے تبصر میں کہا ہے کہ صدر مشرف کے وزراء کے بجائے اعلیٰ فوجی قیادت سے مشورے ظاہر کر تھے کہ امریکہ نے فوجی تعاون کی پیشکش کی ہے۔ دریں اثنا امریکی دفتر خارجہ کے ترجما رچرڈ باؤچر نے گزشتہ روز ایک بیان میں کہا کہ امریکہ کے نائب وزیر خارجہ رچرڈ آرمیٹ پاکستانی حکام سے واشنگٹن میں ملاقات کر کے بعض ٹھوس اقدامات کرنے کیلئے ایک فہر



حوالے کی ہے اور اس توقع کا اظہار کیا ہے کہ ان کی مدد کے لئے پاکستان کوششیں کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ 11 ستمبر کے مجرمانہ حملوں کے ردعمل میں ہمیں پاکستان کی طرف سے تعاون کی ضرورت ہے۔ علاوہ ازیں صدر مملکت نے امریکہ میں ہونے والے حملوں کے بعد پیدا ہونے والی صورتحال پر غور کیلئے آج کابینہ اور سلامتی کونسل کا اجلاس بلالیا ہے۔ گورنر پنجاب اس سلسلہ میں گزشتہ روز اسلام آباد پہنچ گئے۔

اس دوران امریکہ میں صدر بش کی میٹنگز اپنے ذمہ داروں سے مسلسل جاری تھیں اور دوسری طرف افغانستان میں امریکی حملے سے بچنے کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ امیر المؤمنین ملا عمر محفوظ مقام پر منتقل ہو گئے۔ طالبان نے اپنے اسلحہ کے ذخائر محفوظ کرنے شروع کر دیئے اور عوام نے شہر خالی کر کے پہاڑوں کے دامن میں پناہ لینی شروع کر دی۔

صدر بش کی طرف سے 50 ہزار ریزرو فوجیوں کو طلب کر لیا گیا۔ امریکہ میں ایمرجنسی لگا دی گئی۔ امریکی فضائیں جنگی طیاروں کی گڑگڑاہٹ سے لرزنے لگیں۔ فوجوں کی زمینی اور فضائی حملے کی مشقیں شروع ہو گئیں۔

اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے اخبارات نے پیش گوئیاں شروع کر دیں کہ اگلے 72 گھنٹوں میں امریکہ افغانستان پر حملہ کرنے والا ہے۔ پاکستان نے کسی بھی ایمرجنسی کا مقابلہ کرنے کے لئے انہیں بحریہ، فضائیہ اور آرمی کو ریڈ الرٹ جاری کر دیا۔ جبکہ کہوٹہ سمیت تمام حساس مقامات اور تنصیبات کی خصوصی نگرانی شروع ہو گئی۔

میڈیا کے مختلف ذرائع کی طرف سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق امریکہ میں دہشت گردی کے بعد روزانہ صبح شام خصوصی پروازوں کے ذریعے غیر ملکی سفارتکاروں اور مختلف اداروں کے اہلکاروں کو افغانستان سے نکالا جا رہا تھا۔ ذرائع کے مطابق حساس

اداروں کی اطلاعات میں بتایا گیا کہ افغانستان پر امریکی حملے کا فائدہ اٹھا کر بھارت پاکستان پر حملہ کرسکتا ہے تاہم اس صورتحال سے نمٹنے کے لئے حساس مقامات اور اہم تنصیبات پر جن میں کہوٹہ سرفہرست ہے پرخصوصی حفاظتی اقدامات کر لئے گئے ہیں، آئندہ کلیرنس تک پاک فضائیہ کے طیارے ہمہ وقت کسی بھی ایمرجنسی سے نمٹنے کیلئے خصوصی طور پر پٹرولنگ کریں گے، جبکہ سرحدوں کے قریب نصب ریڈار خصوصی چیکنگ کریں گے اور انتہائی نیچی پرواز کی صورت میں بھی دشمن کی کارروائی کا سراغ لگا کر بروقت جوابی اقدامات کریں گے۔

بتایا گیا کہ افغانستان سے غیر ملکیوں کا انخلاء مکمل ہوتے ہی حملے کے امکانات زیادہ بڑھ جائیں گے۔ دریں اثنا ایک امریکی ریڈیو کے مطابق پاکستان میں سراغرسانی کے ذرائع نے بتایا ہے کہ امریکہ میں منگل کو ہونے والی ہولناک دہشت گردی کے بعد افغانستان امریکہ کی طرف سے کسی جوابی کارروائی کیلئے تیاری کر رہا ہے۔ اطلاع کے مطابق شمالی اتحاد سے لڑنے میں مصروف طالبان فوجیوں کو کابل طلب کر لیا گیا ہے جبکہ وہاں رہنے والے دوسرے لوگ خندقیں اور مورچے بنا رہے ہیں۔

امریکی ریڈیو نے ایک مصدقہ اطلاع کے حوالے سے بتایا کہ اسامہ افغانستان کے اندر ایک نئے خفیہ مقام پر منتقل ہوگئے ہیں۔ علاوہ ازیں وائس آف امریکہ کے مطابق کابل کے وزیر اکبر خان نے نماز جمعہ کے بعد مذہبی رہنماؤں اور مسلمانوں پر زور دیا کہ امریکہ کے خلاف متحد ہوجائیں۔ علماء نے خبردار کیا کہ اگر امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تو دوسرے ذرائع سے انتقام لیا جائے گا۔

O



جہاں ایک طرف امریکی اور یورپی میڈیا بڑھ چڑھ کر طالبان پر حملے کر رہا تھا اور ہر حرکت کا ذمہ دار اسامہ بن لادن کو قرار دیا جا رہا تھا وہاں بھارتی میڈیا کا سارا زور اس بات پر صرف ہو رہا تھا کہ کسی بھی طرح وہ دنیا کو یہ باور کروادے کہ اسامہ بن لادن دراصل پاکستانی انٹیلی جنس ایجنسی آئی ایس آئی کا "Baby" ہے اور اس کا سارا نیٹ ورک آئی ایس آئی چلا رہی ہے بھارتی گڑگڑاتے ہوئے امریکہ سے درخواست کر رہے تھے کہ وہ پاکستان کے خلاف کوئی سخت اقدام کرے۔

طالبان کی طرف سے اپنے کیس کی وضاحت جاری تھی اور وہ قطعاً خوفزدہ دکھائی نہیں دے رہے تھے اس دوران اچانک خبر پھیلی کہ طالبان نے اسامہ بن لادن کو گرفتار کرلیا ہے اور امیرالمؤمنین ملا عمر روپوش ہوگئے ہیں۔ ان خبروں کی تردید کرتے ہوئے طالبان کے نمائندے نے کہا کہ ہم نے نہ تو عرب مجاہد اسامہ بن لادن کو گرفتار کیا ہے اور نہ ہی ان کے امیرالمؤمنین ملا عمر کہیں روپوش ہوئے ہیں۔ پاکستان میں طالبان کے سفیر ملا عبدالسلام ضعیف نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پٹھان افغان خوب جانتے ہیں کہ مہمان کی مہمان نوازی اور حفاظت کیسے کی جاتی ہے۔ امریکہ کے پاس اسامہ کے امریکی حملوں میں ملوث ہونے کے کوئی ثبوت موجود ہیں تو فراہم کرے، بے بنیاد اور غیر ذمہ دارانہ الزامات کو ہم برداشت نہیں کریں گے۔

انہوں نے کہا کہ میڈیا میں آرہا ہے کہ امریکہ افغانستان پر حملہ کرے گا تو حملہ کرنے اور اپنا بھرپور دفاع کرنے کی صلاحیت ہم بھی رکھتے ہیں اور ہم اپنے دفاع کیلئے تمام تر وسائل بروئے کار لائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ طالبان ایک پرامن قوم ہیں اور ہم امن چاہتے ہیں مگر اپنے دفاع سے بھی غافل نہیں۔ انہوں نے کہا ملا عمر بدستور قندھار میں

ہیں اور صورتحال کا بغور جائزہ لے رہے ہیں، جہاں تک اسامہ بن لادن کا تعلق ہے تو وہ ہمارے کنٹرول میں ہیں، مگر ہم نے اسے نظر بند نہیں کیا، تاہم اسامہ بن لادن کسی قسم کی موومنٹ نہیں کرسکتا اور کہیں بھی آجا نہیں سکتا۔ ایک سوال پر عبدالسلام ضعیف نے کہا کہ پاکستان نے ماضی) میں بھی ہماری بھرپور مدد کی ہے اور ہم توقع رکھتے ہیں کہ وہ مستقبل میں بھی ہماری ہی مدد کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ طالبان نے ہمیشہ اسامہ سے مذاکرات کے ذریعے حل کرنے کی بات کی ہے اور اس کیلئے ہم اب بھی تیار ہیں۔

افغان سفیر نے پریس کانفرنس میں ملا عمر کا بیان بھی پڑھ کر سنایا جس میں ملا عمر نے کہا کہ امریکہ نے ہم سے کوئی رابطہ نہیں کیا اور نہ ہی اسامہ بن لادن کو طلب کیا ہے، اگر اسامہ کو مانگنا ہے تو ہمیں واقعہ میں ملوث ہونے کے ٹھوس ثبوت چاہئیں، خالی بیان بازی سے معاملہ حل نہیں ہوگا۔ امریکہ میں دہشت گردی افسوسناک ہے، اس میں اسامہ بن لادن ملوث نہیں ہے۔ یہ کام اسامہ کے بس کی بات نہیں ہے، یہ تربیت یافتہ پائلٹوں کا کام ہے۔ اسامہ بن لادن نہ تو پائلٹ ہے اور نہ ہی اس کے پاس پائلٹ کو تربیت دینے والا کوئی ادارہ ہے۔ یہ کام کوئی دوسری حکومت ہی کرسکتی ہے۔

یہ تربیت یافتہ لوگ تھے۔ افغانستان میں ایسا کوئی تربیتی ادارہ نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم خود مطالبہ کرتے ہیں کہ ان لوگوں کو تلاش کیا جائے۔ یہ کون لوگ تھے اور کہاں سے آئے۔ انہوں نے کہا کہ اسامہ کو بغیر ثبوت کے واقعہ کے ساتھ منسلک کرنا درست نہیں ہے، ہر کوئی اپنی مرضی سے سوچ سکتا ہے۔ بعد ازاں اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے عبدالسلام ضعیف نے کہا کہ اگر افغانستان پر حملہ ہوا تو دیکھیں گے۔ قبل از وقت کچھ کہنا درست نہیں۔



انہوں نے کہا کہ پاک افغان سرحد سیل نہیں کی گئی۔ انہوں نے کہا کہ کسی بھی ملک میں دہشت گردی کیلئے نہ پہلے اور نہ اب اپنی زمین استعمال کرنے دیں گے۔ پاکستان میں طالبان کے سفیر ملا عبدالسلام ضعیف نے ایک پریس کانفرنس میں سختی سے اس بات کی تردید کی ہے کہ امریکہ میں حملوں کے پیچھے عرب مجاہد کا ہاتھ ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ ماضی کی طرح اب بھی ٹھوس ثبوت کے بغیر اسامہ کو موردالزام ٹھہرانے کی پالیسی سے احتراز برتے۔

ملا محمد عمر کے ترجمان مولوی عبدالحئی مطمئن نے کہا ہے کہ امریکہ کی طرف سے افغانستان پر حملے کا خطرہ بہرحال موجود ہے تاہم ہم بھی حملے کا منہ توڑ جواب دینے کے لئے مکمل تیار ہیں، اپنا دفاع کرنے کے لئے ہر حربہ آزمائیں گے اور پورا پورا انتقام لیں گے۔ موبائل فون پر اے ایف پی سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ امریکہ ہم پر حملہ کرنے کی کھلے عام دھمکیاں دے رہا ہے اور خدشہ ہے کہ امریکہ 98ء سے شدید حملہ کرے گا۔ نیوز رپورٹر کے مطابق افغانستان نے امریکہ سے مذاکرات کے لئے آمادگی کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ مسئلہ کا واحد حل مذاکرات میں ہی ہے۔ اگر امریکہ افغانستان پر حملہ کرتا ہے تو اسے امریکہ کی طرف سے افغانستان کے خلاف دہشت گردی سمجھا جائے گا۔

رائٹرز کو انٹرویو میں افغان سفیر نے کہا کہ طالبان حکام دھماکوں کے خلاف ذمہ دار افراد کے خلاف تحقیقات کیلئے امریکہ کے ساتھ تعاون پر تیار ہیں، آل انڈیا ریڈیو کے مطابق طالبان نے امریکہ کی طرف سے اسامہ کو بار بار موردالزام ٹھہرائے جانے کو یکسر مسترد کردیا ہے اور صاف الفاظ میں حکومت امریکہ سے کہہ دیا ہے کہ امریکہ جس قدر چاہے بڑا حملہ کرلے وہ اسامہ کو امریکہ کے ہرگز حوالے نہیں کریں گے۔

اس دوران ایف بی آئی کی گرفتاری مہم جاری رہی۔ میڈیا کی خبروں کے مطابق

امریکہ، ہالینڈ، فلپائن اور بلجیم سے 119 افراد کو گرفتار کیا گیا جبکہ انٹرپول کی ایک ٹاسک فورس بنا دی گئی اور اسامہ بن لادن کی گرفتاری کے خفیہ وارنٹ جاری کر دیئے گئے امریکیوں نے نیویارک کینیڈی ائرپورٹ سے 8 مشتبہ افراد کو گرفتار کیا جن سے جعلی دستاویزات اور پائلٹ لائسنس بھی برامد ہوئے۔ برسلز سے 4 عربوں کو گرفتار کیا گیا جن کا تعلق اسامہ سے جوڑا جانے لگا اس طرح روٹرے ڈیم سے ہی گرفتاریاں ہوئیں لیکن ابھی تک کچھ واضح نہیں ہو رہا تھا کہ اصل ملزم ہیں کون؟

یوں دکھائی دیتا تھا جیسے امریکی حکومت اپنے شہریوں کو مطمئن کرنے کے لئے اس طرح کے بیانات جاری کر رہی ہے۔



# پاکستان کو 3 ارب ڈالر کی پیشکش

پاکستانی اتھارٹیز کی طرف سے گو کہ اپنے عوام کو حسب روایت اندھیرے میں رکھنے کی روایت کو تسلسل سے دھرایا جا رہا تھا اور ذمہ دار حکام یہی کہہ رہے تھے کہ امریکہ کی طرف سے ابھی کوئی مطالبہ ہی نہیں کیا گیا شاید ہماری بیوروکریسی پاکستانی عوام کو کچھ بتانے یا اعتماد میں لینے کا تکلف ہی نہیں کرتی جبکہ بین الاقوامی میڈیا کے ذرائع خبر دے رہے تھے کہ امریکہ پاکستان سے تین اہم مطالبات منوانا چاہتا تھا۔

1۔ پاکستان افغانستان کے ساتھ اپنی سرحد سیل کر دے۔

2۔ طالبان کو ایندھن کی سپلائی بند کر دے۔

3۔ پاکستان کی فضائی حدود کو امریکی جنگی طیاروں کے لئے جائز قرار دے دیا جائے۔

اس کے ساتھ یہ خبر بھی آئی کہ امریکی اپنے مطالبات منظور ہونے کی صورت میں پاکستان کو فوراً 3 ارب ڈالر قرض کی پیشکش کر سکتے ہیں۔

ادھر امریکی وزیر خارجہ پاؤل پاکستان سے بار بار ایک ہی مطالبہ دہرا رہے تھے

کہ وہ امریکہ کا مکمل ساتھ دے اور طالبان کی حمایت ترک کر دے۔ واشنگٹن میں ایک پریس کا بریفنگ کے دوران انہوں نے کہا کہ امریکہ ابھی اپنی اس درخواست کے جواب کا منتظر ہے جس میں فضائی کارروائی کیلئے امریکی طیاروں کو پاکستانی فضائی حدود سے گزرنے کی اجازت طلب کی گئی ہے انہوں نے طالبان کی قیادت کو پیغام دیا کہ اسامہ بن لادن جس تنظیم کا سربراہ ہے وہ شہریوں پر حملے کرتی ہے اور وہ ہمارا سب سے بڑا مشتبہ ہے۔

اس کے خلاف تحقیقات جاری ہیں تاہم اسے حتمی طور پر ذمہ دار نہیں ٹھہرایا گیا لیکن اب تک جتنے بھی شواہد ملے ہیں اس سے اسامہ بن لادن ان حملوں میں ملوث پایا گیا ہے اس نے دہشت گردوں کو سامان اور سرمایہ فراہم کیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ طالبان کو دہشت گردی کی حمایت ترک کر دینا چاہئے انہوں نے طالبان کو بھی خبردار کیا کہ وہ اپنی سرگرمیوں کو اپنے ملک میں پناہ حاصل کئے دہشت گردوں سے الگ نہیں کر سکتے آپ نے اسامہ بن لادن کی تنظیم سمیت کئی دیگر تنظیموں کو پناہ دی ہوئی ہے وزیر خارجہ نے کہا کہ امریکہ پناہ دینے والوں پر بھی نگاہ رکھے گا، کولن پاؤل حالیہ حملے کرنے والوں کے خلاف ایک عالمی اتحاد بنانے کی کوشش کر رہے ہیں اس سلسلے میں گزشتہ روز انہوں نے پانچ حکومتوں سے سے رابطہ کیا اور ان پر زور دیا کہ وہ امریکہ کا ساتھ دیں اور شدت پسند تنظیموں کو ملنے والے فنڈز روکنے کی کوشش کریں امریکی محکمہ خارجہ کے حکام کے مطابق وزیر خارجہ نے جاپان بھارت سعودی عرب تیونس اور مراکش کے وزرائے خارجہ سے ٹیلی فون پر گفتگو کی اس کا بنیادی مقصد ایک موقف اختیار کر کے اطلاعات کا تبادلہ دہشت گردی کی سرگرمیوں کی حمایت ختم کرنا ہے۔

O



اس مرحلے پر اچانک عالمی بساط پر ایک اور تبدیلی رونما ہوتی ہے جب روس اور تاجکستان کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا کہ افغانستان پر حملوں کے لئے امریکہ کو وسط ایشیا نہیں آنے دیں گے اور ماسکو حکومت سابق سوویت یونین کی کسی جمہوریہ کی سرزمین نیٹو کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں دے گا۔

روسی وزیر خارجہ نے اپنے بیان میں کہا کہ وہ امریکہ کو تحقیقات میں مدد دے سکتے ہیں۔ افغانستان پر حملوں میں حصہ دار ہرگز نہیں بن سکتے۔ چین کے بعد روس کی طرف سے اس بیان نے امریکہ کی گرم جوشی کچھ کم کر دی اس روز نیٹو کے سیکرٹری جنرل کا یہ بیان بھی آ گیا کہ دہشت گردی کے پاگل پن کا اندھا انتقام نہ لیا جائے۔

فرانسیسی وزیر اعظم نے وضاحت کی کہ وہ مسلمانوں یا عربوں کے ساتھ ہرگز حالت جنگ میں نہیں ہیں جبکہ برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر کا کہنا تھا کہ برطانیہ مصیبت کی اس گھڑی میں امریکہ کے ساتھ ہے البتہ انہوں نے یہ بات ضرور کہی کہ جو بدمعاشی ہوئی ہے اس کا مسلمانوں یا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

اس دوران اخباری اطلاعات کے مطابق پاکستانی حکومت تین دن تک یہ کوشش کرتی رہی کہ کسی بھی طرح وہ امریکہ کا اعتماد اپنے تئیں بحال کرے تاکہ دہشت گردی کے خلاف افغانستان کے گلوبل فوکس پر الٹنے والے عالمی ردعمل کا رخ موڑا جا سکے اور بین الاقوامی سیاست نے جو اچانک ایک یوٹرن سے لیا ہے اس صورتحال کو پاکستان کے حق میں استعمال کیا جائے اس طرح پاکستان کو عالمی برادری سے زیادہ سے زیادہ اقتصادی و سیاسی تعاون حاصل ہوگا، معتبر ذرائع کا کہنا تھا کہ امریکا کی قیادت میں دہشت گردی کے خلاف جو عالمی اتحاد قائم ہو گیا ہے پاکستان نے اپنے گیم پلان کے مطابق اس سے تعاون کرنے

کی حدود طے کرلی ہیں۔ ایک سرکاری ذریعہ نے اس نمائندے کو بتایا ہے کہ پاکستان پوری حمایت کا اعلان کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنائے گا کہ اس کا ملک کے اندر احساسات سے کوئی تصادم نہیں ہے۔ توقع تھی کہ آئندہ چند روز میں مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں سے حکومت کے مذاکرات شروع ہو جائیں گے۔

حکومت نے فیصلہ کیا کہ دہشت گردی کے خلاف عالمی برادری سے تعاون کی قیمت پر بھارت کے لئے اسٹریٹجک برتری کا باعث نہیں ہوگا اس کے ساتھ ہی حکومت جہادی تنظیموں کے مسئلے پر از سر نو غور کرے گی۔ پاکستان کی فوجی قیادت نے جمعہ کو صدر جنرل پرویز مشرف کی صدارت میں جی ایچ کیو میں چار گھنٹے تک صورتحال پر غور کیا اور متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ پاکستان کو افغانستان سے منسلک دہشت گردی کے مسئلے پر امریکہ کو یہ بات کرانے کا تہیہ کیا ہے کہ پاکستان، افغانستان کے خلاف اپنی سرزمین استعمال کرنے کی اجازت نہیں دے گا پاکستان، امریکہ کو افغانستان کے اندر فوجی ایکشن سے باز رکھنے کی کوشش کرے گا۔

ذرائع کا کہنا تھا کہ جنرل پرویز مشرف کی حکومت نے امریکی حکومت کو پہلے ہی یہ واضح کر دیا ہے کہ امریکا کی یہ توقع غیر فطری ہوگی کہ پاکستان کی فوج افغانستان کے خلاف کسی فوجی کارروائی میں امریکا کے ساتھ ہوگی۔ حکام نے کہا کہ پاکستان اقوام متحدہ بین الاقوامی اتحاد کی کسی بھی تجویز کا مثبت جواب دے گا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان افغانستان کو ہر طرح کی سپلائز بند کرنے کو تیار ہے تاہم 1400 میل لمبی پاک افغان سرحد سیل کر کے پابندیاں عائد کرنا ناممکن ہوگا۔

O



طالبان اس دوران سنجیدگی اور ذمہ داری سے صورتحال کا جائزہ لے رہے تھے۔ اچانک سی این این کے کابل میں موجود نمائندے نک رابرٹسن نے طالبان نمائندہ سہیل شاہین کی طرف سے جاری کردہ ایک اہم بیان دنیا کو سنایا جس میں طالبان نے کہا تھا کہ ان کے خلاف جس ہمسایہ ملک خصوصاً مسلم ممالک نے امریکہ کی حملہ میں مدد کی طالبان اس کو معاف نہیں کریں گے اور اپنا دشمن تصور کریں گے۔ اس بیان کے پس پردہ عوامل نے ایک مرتبہ پھر بڑے بڑے سیاسی پنڈتوں کو سر جوڑ کر بیٹھنے پر مجبور کر دیا۔

اس کے ساتھ ہی یہ خبر بھی آ گئی کہ امریکہ میں موجود آئی ایس آئی کے جنرل محمود کے مذاکرات امریکی حکومت سے جاری ہیں اور امریکی سینٹ کی خارجہ تعلقات کمیٹی کے سربراہ سینیٹر بائیڈن نے جنرل محمود سے ملاقات کرنے کے بعد امریکی ٹیلی ویژن ''سی بی ایس'' کو بتایا کہ انہوں نے جنرل محمود کو ''وارننگ'' دی ہے کہ وہ دو میں سے ایک راستے کا انتخاب کرلیں یا ہمارے دوست بنیں یا پھر دشمن۔ انہوں نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ جنرل محمود پاکستان کے دوسرے سب سے زیادہ طاقتور شخصیت ہیں اور وہ ہمارے پیغام کا مقصد بخوبی سمجھ گئے ہوں گے۔

O

15 ستمبر کو روزنامہ ''خبریں'' نے اس صورتحال کا نوٹس لیتے ہوئے اپنے اداریے بعنوان ''امریکہ خطرناک کھیل سے باز رہے'' میں لکھا۔

امریکہ نے ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پینٹا گون کی تباہی کے ذمہ دار عناصر کے بارے میں حتمی فیصلہ کرلیا ہے اور اس سلسلے میں اسامہ بن لادن کو ہی موردِ الزام ٹھہرایا جا رہا ہے۔ ملک کی حفاظتی ایجنسیوں نے مختلف مقامات پر کارروائی کر کے بہت سے افراد کو حراست

میں لیا ہے۔ مجموعی طور پر فضائی حملوں کے ملزموں کی تعداد 58 بتائی گئی ہے۔ امریکی صدر جارج بش اور وزیر خارجہ کولن پاول نے صدر پرویز مشرف سے ٹیلیفون پر بات چیت کی ہے۔ صدر جارج بش نے اس بات چیت کے حوالے سے یہ کہا ہے کہ پاکستان کی جانب سے تعاون کا یقین دلایا گیا ہے، ہم پاکستان کو تعاون کے لئے ایک موقع دیں گے اور دیکھا جائے گا کہ صدر مشرف اپنی یقین دہانی پر کس طرح عمل کرتے ہیں۔ ادھر پاکستان میں امریکی سفیر وینڈی چیمبرلین نے صدر پرویز مشرف سے ملاقات کی ہے اور صدر مشرف نے پھر کہا ہے کہ دہشت گردی کے خلاف ہر ممکن تعاون کیا جائے گا جبکہ ایک اطلاع کے مطابق امریکہ میں پاکستان کی سفیر کو امریکی انتظامیہ کی جانب سے ممکنہ ایکشن پلان دیتے ہوئے ''مطالبات'' کی فہرست بھی دی گئی ہے۔ چنانچہ یہ قیاس آرائی ہو رہی ہے کہ امریکہ نے پاکستان سے اڈے مہیا کرنے کے لئے کہا ہے تاکہ افغانستان میں خفیہ مقام پر موجود اسامہ بن لادن کے خلاف کارروائی کی جاسکے۔

امریکہ میں تباہی کے بعد صدر جارج بش اور ان کے ساتھیوں کو یہ سمجھانے کی کوشش کی جارہی ہے کہ انتقام کی آگ کہ انتقام کی آگ میں اندھا ہو کر کارروائی سے گریز کیا جائے۔ مذکورہ تباہی کے حوالے سے مکمل ثبوت حاصل کئے جائیں اور اس کے بعد کسی کو ذمہ دار قرار دیا جائے، طالبان کے سربراہ محمد ملا عمر نے یہ بھی کہا ہے کہ اسامہ بن لادن نے بار بار کہا ہے کہ فدائی حملوں میں ان کا کوئی ہاتھ نہیں۔ ملا محمد عمر نے یہ بھی کہا ہے کہ اسامہ بن لادن کے خلاف ٹھوس شہادتیں مہیا کی جائیں تو وہ خود اسامہ بن لادن کے خلاف کارروائی کریں گے اور اسامہ کو امریکہ کے حوالے کر دیا جائے گا۔ ان وضاحتوں کے بعد امریکہ کو لازم ہے کہ وہ محض اسامہ بن لادن کو ''موسٹ وانٹڈ مین'' قرار دے کر اندھا دھند کارروائی



کرے بلکہ مسلمہ اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ٹھوس ثبوت مہیا کر کے اسامہ بن لادن کو طالبان کے ذریعے حاصل کرنے کی پالیسی اختیار کرے، اگر ٹھوس ثبوتوں اور شہادتوں کے بعد بھی طالبان تعاون نہ کریں تو پھر امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک طاقت کا استعمال کرنے میں حق بجانب ہوں گے۔ کسی ثبوت اور واضح شہادت کے بغیر طاقت کے استعمال سے بے گناہ انسانوں سے بدلہ لینے کی کارروائی یقیناً جارحیت اور ناانصافی ہوگی۔ اس پر ردعمل کے نتیجے میں حالات زیادہ خراب ہو سکتے ہیں۔

امریکہ ہمیشہ یہ دعویٰ کرتا رہا ہے کہ وہ امن کے قیام کے لئے خدمات انجام دے رہا ہے اور امن کے نام پر ہی ہر جگہ مداخلت کو اپنا حق بھی سمجھتا ہے۔ موجودہ صورتحال امریکہ کے لئے بلاشبہ ایک امتحان بھی ہے کہ اس وقت امن کے حوالے سے امریکہ کیا کردار ادا کرتا ہے۔ یہ بات یاد رکھی جائے کہ فدائی حملوں کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات کی وجہ سے امریکہ اس وقت ایک زخمی سانپ کی طرح پھنکار رہا ہے۔ امریکیوں کو اپنی عسکری اور ایٹمی طاقت پر بھی ناز ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ امریکہ طاقت کے نشے میں کیا فیصلہ کرتا ہے۔ خدانخواستہ امریکہ نے کوئی غلط فیصلہ کیا تو یقیناً اس کے منفی نتائج نکلیں گے اور اسی لئے یہ خدشہ ظاہر کیا گیا ہے کہ امریکی فیصلے کے منفی نتائج شائد ساری دنیا کو بھگتنا پڑیں گے کہ تیسری عالمی جنگ کا خطرہ محسوس کیا جارہا ہے۔ اس حوالے سے امریکہ کو مشورہ دیا جارہا ہے کہ خطرناک کھیل کھیلنے کی کوشش نہ کی جائے اور یہ مشورہ درست ہے۔

اس معاملے میں پاکستان کی پوزیشن بڑی نازک ہے۔ امریکہ اسامہ بن لادن کے بارے میں پاکستان کے تعاون کی بات کرتے ہوئے وہی توقعات رکھتا ہے۔ جن توقعات کا اظہار امریکہ کی طرف سے گزشتہ سال بھی کیا گیا تھا کہ پاکستان اسلام آباد اور

پشاور میں ایف بی آئی کو دفاتر قائم کرنے دے، پاکستان کی سمندری اور فضائی حدود استعمال کی اجازت دی جائے اور طالبان پر اثر انداز ہو کر اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالہ کرنے کیلئے کوئی راستہ نکالے، یہ بڑی عجیب بات ہے کہ عالمی چودھری پاکستان پر ناجائز دباؤ ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے جبکہ طالبان اپنے معاملات کے فیصلے کرنے میں آزاد اور خودمختار ہیں۔

پاکستانی قوم پہلے بھی صدر مشرف سے یہ توقع کرتی رہی ہے کہ وہ امریکہ اسامہ بن لادن کے معاملے میں کسی قسم کا دباؤ قبول نہیں کریں گے اور اس وقت بھی عوام امید ہے کہ صدر مشرف سخت ترین دباؤ برداشت کرتے ہوئے قومی مفادات کا خیال رکھیں گے۔ ہمیں کسی عالمی چودھری سے بلیک میل ہونے کی ضرورت نہیں۔ ایک جائز حد تک امریکہ سے بھرپور تعاون ضرور کیا جانا چاہیئے۔ لیکن اپنی آزادی اور خودمختاری کو متاثر کرنے امریکہ کو خوش کرنے کی غلطی ہرگز نہیں کرنی چاہیئے۔ اس کے ساتھ ہی امریکہ پر یہ بات واضح کی جائے کہ وہ طاقت کے نشے میں کوئی ایسی کارروائی نہ کرے، جس کی وجہ سے پاکستان کے مفادات متاثر ہوں اور نہ ہی کوئی خطرناک کھیل کھیلا جائے ورنہ تمام نتائج کی ذمہ دار خود امریکہ ہوگا۔ پاکستان پر دباؤ ڈال کر غلط تعاون کیلئے مجبور کرنے والوں کو بتا دیا جائے کہ پاکستان ایک آزاد اور خودمختار ملک ہے اور امریکہ جیسے مطلب پرست ملک کے اپنے قومی مفادات کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔

پاکستانی پریس کے ذمہ دار اور وطن دوست احباب نے حالات کی نبض پر ہاتھ رکھا ہوا تھا جس کا ایک ثبوت 15 ستمبر ہی کے روزنامہ نوائے وقت کا اداریہ بعنوان ''پاکستان کو تعاون کا امریکی موقعہ'' میں لکھا:-



امریکہ کے صدر بش نے دہشت گردی سے نبٹنے کے لئے جنرل پرویز مشرف کی جانب سے تعاون کی یقین دہانی کو سراہتے ہوئے کہا ہے کہ بشرط ضرورت پاکستان کو اس کارروائی میں شرکت اور تعاون کا پورا موقعہ دیں گے۔ امریکی وزیر خارجہ کولن پاول نے بھی حضرات کو یہاں اس امر کی تصدیق کی ہے کہ پاکستان کے ساتھ حالیہ سفارتی روابط کا مقصد افغانستان میں مقیم اسامہ بن لادن کے مسئلے سے نمٹنے کے لئے پاکستان کا تعاون حاصل کرنا ہے۔ امریکی وزیر خارجہ نے کہا کہ میں نے صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف سے بات کی ہے، مجھے توقع ہے کہ دہشت گردی کے واقعات کی تحقیقات اور معلومات کے لئے پاکستان بھرپور تعاون کرے گا، ادھر صدر پاکستان کے ترجمان میجر جنرل راشد قریشی نے کہا ہے کہ امریکہ نے پاکستان سے افغانستان کے خلاف تعاون کے لئے کوئی مخصوص مطالبہ نہیں کیا۔

امریکی یہودی ذرائع ابلاغ اور رائے عامہ پر اثر انداز ہونے والے صیہونی تنظیموں نے کم و بیش یہ تو طے کر لیا ہے کہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پینٹا گون پر حملوں کی سزا اسامہ بن لادن اور افغانستان کو ملنی چاہیئے جس نے آج تک امریکی ڈکٹیشن قبول کرنے سے انکار کیا ہے اور مسلسل اصرار کر رہے ہیں کہ امریکہ اپنے فیصلے مسلط کرنے کے بجائے مذاکرات کا راستہ اختیار کرے اور عدل و انصاف کے تقاضوں کے مطابق کسی غیر جانبدار عدالت میں اسامہ کا ٹرائل کرے۔ امریکہ کی بدنیتی کا ثبوت یہ ہے کہ اس نے تحقیقات کا آغاز کرنے سے قبل ہی اسامہ بن لادن پر شک ظاہر کیا اور پاکستانی، عرب اور فلسطینی باشندوں کا تعاقب شروع کر دیا۔

مسئلہ اس وقت شواہد و حقائق کا نہیں امریکی قوم کے دباؤ اور حکومت کے ردعمل کا ہے بلکہ امریکی ایجنسیاں اپنی ناکامی کو چھپانے کے لئے کسی نہ کسی پر ملبہ ڈالنا چاہتی ہیں اور

اسامہ بن لادن ان کے لئے آسان ٹارگٹ ہے کیونکہ وہ انہیں عرصہ دراز سے ہدف بنا
بدنام کر چکی ہیں اور رائے عامہ کو قائل کرنا آسان ہے کہ وہ اسامہ بن لادن کے خلاف
حکومت کے اقدامات کی تائید کرے۔ امریکی حکومت کا مخمصہ بھی یہی ہے کہ وہ اتنی ب
ناکامی کے بعد جلد سے جلد کوئی کارنامہ انجام دے کر اپنے عوام کو مطمئن کرنا چاہتی
کیونکہ اتنے بڑے واقعہ پر شدید ردعمل ظاہر نہ کر کے واحد سپر پاور اپنی کمزوری اور بے
کا مظاہرہ نہیں کر سکتی۔

امریکہ کے عزائم جو بھی ہوں، پاکستان ایک حقیقی مشکل سے دوچار ہے اور
کے لئے امریکہ سے تعاون کی چھپکلی کو نگلنا یا اگلنا مصیبت ہے۔ صدر جنرل پرویز مشر
نے نیک نیتی کے ساتھ امریکہ کو دہشت گردی سے نمٹنے کے لئے اپنے تعاون کی جو پیش
کی تھی اس کا جواب صدر بش نے استہزائیہ انداز میں یہ کہہ کر دیا ہے کہ جب ہم اس
کارروائی کے خلاف کارروائی کریں گے، تو پھر پاکستان کو اس میں شرکت اور تعاو
بھرپور موقع فراہم کریں گے۔ اگر امریکہ خود یا نیٹو اور سلامتی کونسل کے ذریعے افغا
کے خلاف کارروائی کا فیصلہ کرتا ہے تو اخبارات میں شائع شدہ رپورٹوں کے مطا
پاکستان سے اڈے فراہم کرنے کی توقع بھی رکھتا ہے اور ممکن ہے اس سے بھی آگے
فوجی تعاون کی خواہش بھی کرے۔ جس طرح کہ 1991ء میں عراق کے خلاف آ
''ڈیزرٹ سٹارم'' کے دوران اس نے تعاون طلب کیا تھا اور ہم نے بلا معاوضہ یہ خد
انجام دیں۔

امریکہ سوویت یونین کے خلاف ہمارے اور افغانستان کے تعاون کا جواب
چشمی اور امتیازی سلوک کی صورت میں دے چکا ہے حالانکہ اگر پاکستان اور افغا



سوویت یونین کی مداخلت کے خلاف مزاحمت نہ کرتے تو امریکہ وہ مقاصد حاصل نہیں
کر سکتا تھا بالآخر اس کے واحد سپر پاور بننے کا سبب بنے۔ ہمارے تعاون کا نتیجہ امریکہ کی
مد مقابل سپر پاور کی شکست و ریخت کی صورت میں نکلا لیکن اس سے طاقت کا عالمی توازن
بگڑ گیا اور امریکہ کو پوری دنیا پر اپنا غیر منصفانہ، غیر عادلانہ، نیو ورلڈ آرڈر مسلط کرنے کا
موقع مل گیا جس کا سب سے زیادہ نقصان کمزور و ناتواں مسلم امہ کو ہو رہا ہے۔ جسے تہذیبوں
کے تصادم کے ذریعے امریکہ کا مد مقابل قرار دیا گیا ہے۔

اب امریکہ ہم سے اپنے ہمسائے اور گہرے دوست افغانستان کے خلاف
تعاون چاہتا ہے۔ روس سے مستقل دشمنی کے بعد اپنے اس دوست سے لڑانے کی کوشش ہو
رہی ہے جسے آج تک کوئی بڑی سے بڑی طاقت فتح نہیں کر سکی، جس نے غلامی دیکھی ہی
نہیں۔ افغان عوام کے پاس ہارنے کے لئے کچھ بھی نہیں جبکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ
افغانستان کی آڑ میں اصل نشانہ پاکستان ہو سکتا ہے اور شاید ہے، جس کی جغرافیائی اہمیت
چین سے گہرے تعلقات اور ایٹمی قوت امریکہ کو سخت ناپسند ہے اور وہ گوادر کی بندرگاہ اور
ساحلی علاقے کے حوالے سے حالیہ پاک چین معاہدوں کی وجہ سے ہمیں سزا دینے کی
خواہش رکھتا ہے۔ افغانستان میں ایک مدت کے بعد ایک دوست حکومت کے قیام سے
ہمیں گہرائی ملی ہے جو ہم ایران سے حالیہ دوری کی وجہ سے کھو چکے تھے۔ کشمیری عوام کی
جدوجہد میں افغانستان کا تعاون نعمت غیر مترقبہ ہے اور بھارت اسی بناء پر افغانستان کے
خلاف شمالی اتحاد اور امریکہ کی غیر مشروط حمایت کرتا چلا آ رہا ہے۔

اگر کولن پاول کا بیان درست ہے اور اخباری رپورٹوں میں تعاون کے جو نکات
بیان کئے گئے ہیں، ہم اس پر تیار ہو جاتے ہیں تو یہ ہماری قومی سلامتی، دفاع اور خارجہ و

داخلہ حکمت عملی کے لئے تباہ کن عمل ہوگا۔ کیونکہ ہزاروں میل دور سے حملہ کرنے والا امریکہ تو اپنے اہداف حاصل کر کے شاید ہی واپس جائے غالباً وہ افغانستان پنجے گاڑنے کی کوشش کرے گا، صورت حال کچھ بھی ہو، ہماری حالت عراق سے بدتر ہوگی کیونکہ ہمیں نہ صرف افغانستان بلکہ چین کی دوستی سے بھی ہاتھ دھو کر ان کی مخاصمت کا سامنا کرنا پڑے گا بلکہ اندرون ملک جہادی تنظیموں، مذہبی جماعتوں، افغانستان اور اسامہ بن لادن سے وابستگی رکھنے والے جذباتی عوام بھی حکومت کے ایسے کسی اقدام کی شدید مخالفت کریں گے۔ پاک فوج کے جذبات کا اندازہ اس کے سردار اعلیٰ خود لگا سکتے ہیں۔ یہ کم و بیش وہی صورتحال ہوگی جو عراق پر امریکی حملے کے وقت 1991ء میں تھی۔ اس فرق کے ساتھ کہ اس وقت حکومت امریکہ کے ساتھ تھی چیف حکومتی پالیسی کے خلاف تھے۔ جبکہ عوام کا ایک بڑا حصہ عراق کے ساتھ تھا اس وقت عوام کھلم کھلا امریکہ کے خلاف ہیں کیونکہ اس کی اسلام اور پاکستان دشمنی پر پوری قوم متفق ہے جبکہ حکومت کے لئے کھل کر امریکہ کا ساتھ دینا ناممکن ہے۔

جنرل پرویز مشرف اور حکومت ایک آزمائش سے دوچار ہے اور یہی وہ گھڑی ہے جب اسے قومی عزت و وقار، آزادی اور خودمختاری کے علاوہ قومی مفادات کا تحفظ کرتے ہوئے ایسا جرأت مندانہ موقف اختیار کرنا چاہئے کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ ہم نے اگر امریکی دباؤ میں آکر کوئی کمزور فیصلہ کیا تو قوم شدید انتشار اور حکومت اندرونی دباؤ کا شکار ہوگی، جو ادارے اب تک افغانستان میں ایک دوست حکومت کے قیام کے لئے کوشاں رہے ہیں، ان میں بھی مایوسی پیدا ہوگی۔ چین افغانستان پر حملے سے امریکہ کو تنبیہ کر کے اپنی پالیسی کا اظہار کر چکا ہے۔

نیٹو ہی نہیں جرمنی اور ناروے نے ایسی لڑائی میں شرکت سے صاف انکار کر دیا



ہے۔ جرمنی و جاپان اپنی شکست کو نہیں بھلا سکتے اور جاپان ایٹم بم کا زخم تو ہر سال ہرا کرنا نہیں بھولتا۔ ایسے حالات میں پاکستان میں کوئی بھی طالع آزما اس انٹی امریکہ جذباتی کیفیت کو اپنے حق میں استعمال کر کے مسائل میں اضافہ کر سکتا ہے۔ ہم امریکہ پر واضح کر سکتے ہیں کہ وہ عدل و انصاف کے تقاضوں کے مطابق افغانستان سے خود معاملہ طے کرے اور ہمیں قطعاً کسی ناروا اقدام میں تعاون پر مجبور نہ کرے۔ بہتر ہوگا کہ جنرل پرویز مشرف ٹی وی پر آکر قوم کو اعتماد میں لیں اور امریکہ کی ان شرائط سے آگاہ کریں جو دہشت گردی کے خلاف تعاون کے ضمن میں اس نے پیش کی ہیں اور بتائیں کہ حکومت انہیں سلیقے سے مسترد کر دیا ہے اور اس کی اس بلیک میلنگ کو بھی پاکستان رد کرتا ہے کہ تعاون نہ ملا تو وہ کشمیر پر بھارتی قبضے کی تصدیقی مہر ثبت کر دے گا۔

امریکی سودے بازی اور بلیک میلنگ کو رد کرنے میں پاکستان کا مفاد ہے۔ ہم امریکہ کے باجگزار نہیں، نہ وہ وڈیرہ ہے اور نہ ہم کمین کاشتکار کہ وہ جو کہے ہم مانتے چلے جائیں۔ قوم مشکلات کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہے، اس کے امراء سمیت حکمران بھی تیار ہو جائیں اور صرف اللہ تعالیٰ کو واحد سپر پاور مان کر اپنے وعدے کے مطابق کسی کی ڈکٹیشن قبول نہ کریں۔

واحد مسلم ایٹمی قوت پاکستان کا دھاندلی کرنے کی کوشش کر کے کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اسامہ پرویز مشرف کی کسی جیب میں نہیں کہ نکال کر بش کی ہتھیلی پر رکھ دیں۔

# آزمائش کی مشکل ترین گھڑی آن پہنچی

پاکستان کے باشعور عوام اس مرحلے پر بڑی باریک بینی اور خدشات کے ساتھ صورتحال کا جائزہ لے رہے تھے بلاشبہ پاکستان پر مشکل ترین گھڑی آن پہنچی تھی اگر امریکی خواہشات کا احترام کرے تو پاکستان کے اسلام پسند اور افغان دوست عناصر کی دشمنی مول لے۔ اگر انکار کرے تو امریکہ اور اس کے حواری خصوصاً بھارت کو اپنا کمزور پوائنٹ دے

اس مرحلے پر میرے تاثرات کچھ اس طرح تھے:

امریکی نیویارک اور واشنگٹن میں رونما ہونے والے تباہ کن واقعات کو ایک اور پرل ہاربر قرار دے رہے ہیں۔ اس رمزیت کے استعمال سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پنٹاگون پر ہونے والے حملوں نے امریکی سائیکی پر گہرے اثرات مرتب کئے ہیں۔ جاپانیوں کی طرف سے ہوائی کے پرل ہاربر پر قائم تنصیبات اور امریکی بحری جہازوں پر حملہ، بحرالکاہل کی جنگ کا محض آغاز نہ تھا۔ آج تک اس عمل کو دھوکے، فریب اور بے رحم مکاری کی ذات کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ اس حملے نے ایک ایسے غم و غصہ کو جنم دیا، جس



نے پوری جنگ عظیم دوم کے دوران امریکی جوش و کذبے کو کم نہ ہونے دیا۔ ساری ہی قومیں اپنے اپنے مخالفین کو برا بھلا کہتی ہیں، لیکن پرل ہاربر نے ایک ایسی نفرت پیدا کی، جس کی کہیں مثال نہیں ملتی۔ اسی سے وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار استعمال کرنے کا جواز حاصل کیا گیا۔ یہ وہ غصہ تھا، جس کا نتیجہ ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرائے جانے کی صورت میں نکلا۔

امریکہ میں اس وقت جس ردعمل کا مظاہرہ کیا جارہا ہے، اسے سیاق و سباق میں جگہ دینے کے لئے ضروری ہے کہ پرل ہاربر کے مضمرات کو سامنے لایا جائے۔ عوام اور لیڈروں کو جذباتی حالت بیان کرنے کے لئے خفگی یا ناراضگی کے الفاظ بہت چھوٹے ہیں۔ وہ نہایت غصے میں ہیں، انتہائی کرب سے گزر رہے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ لوگ اس حملے کو ذاتی ہتک اور بے حرمتی تصور کر رہے ہیں۔ اس طرح کے حالات میں محتاط رہنے کی ضرورت ہوتی ہے کہ بہت زیادہ مبالغہ آمیزی سے کام نہ لیا جائے۔ جب گرد بیٹھ جائے گی، خاص طور پر اس معاملہ میں، تو ممکن ہے حقائق مختلف نظر آئیں۔ البتہ ایک بات واضح ہے امریکہ میں ایک سرد غیض و غضب موجود ہے، جو باہر نکلنے کا راستہ تلاش کرے گا۔ ایک طیش ہے جو ختم نہیں ہوگا۔

یہ کوئی ایسا واقعہ نہیں ہے، جسے ڈپلومیسی کے ذریعے، کچھ لے دے کر، یا ہنگامی طور پر وقتی ایکشن کے ذریعے نارمل بنا لیا جائے گا۔ یہ جنگ ہے اور امریکی لیڈر اسے جنگ ہی قرار دے رہے ہیں، اور جنگوں کا رجحان ہوتا ہے کہ وہ دنیا کو بدل کر رکھ دیتی ہیں۔

دنیا پہلے ہی تبدیل ہونا شروع ہوگئی ہے۔ ہوائی سفر پہلا ناخوشگوار واقعہ ہے۔ محض اس لئے نہیں کہ پوری دنیا میں پروازیں منسوخ کی جارہی ہیں، زیادہ تر جگہوں پر یہ

دوبارہ شروع کی جائیں گی، البتہ اسلام آباد کے لئے برٹش ایئرویز کی پروازوں کی منسوخی ہمارے لئے خطرناک سگنل ہے۔ ہمیں غیر ملکی ایئر لائنز کو یہ یقین دلانے کے لئے پوری کوشش کرنی چاہئے کہ ہماری ایئر سپیس اور ایئر پورٹ محفوظ ہیں۔ یہ بات بھی واضح ہے کہ پوری دنیا میں مقامی اور بین الاقوامی پروازوں پر سیکورٹی کی زیادہ تاکیدی معیار نافذ کئے جائیں گے۔ یہ امر ایشیا اور مشرق وسطیٰ سے بہت سے دیگر ممالک کے ساتھ ہمیں بھی ایک مشکل صورتحال سے دوچار کردے گا۔

ویزے کی پابندیاں، جو ہمارے لئے پہلے ہی بڑی سخت ہیں اور زیادہ سخت کر دی جائیں گی۔ میں مشرق اور مغرب کے درمیان، خاص طور پر مسلم ممالک سے، سفر میں مندے کا رجحان دیکھ رہا ہوں۔ یہ ایک غمناک حقیقت ہے کہ مغرب میں اسلام کو پہلے ہی ایک منفی مفہوم دیا جا رہا ہے۔ اب ان نامناسب تشبیہات کی شدت میں اضافہ ہو جائے گا۔ میں نے سیموئیل ہنٹنگٹن (Samuel Huntigton) کے تہذیبوں کے ٹکراؤ کے نظریئے سے کبھی اتفاق نہیں کیا۔ بدقسمتی سے ان دہشت انگیز حملوں کے بعد، بیانات تکلیف دہ حد تک، ہنٹنگٹن کی پیش گوئیوں کے قریب ترین محسوس ہونا شروع ہو گئے ہیں۔

گلوبل اکانومی کا اثر بھی محسوس کیا جا رہا ہے۔ تمام بڑی بڑی سٹاک مارکیٹیں مندی ظاہر کر رہی ہیں۔ یہ حملے خاص طور پر بڑے غلط وقت پر ہوئے ہیں۔ امریکی معیشت تو پہلے ہی تنزلی کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں۔ دو اور بڑی معیشتیں جاپان اور جرمنی بھی مشکلات کا شکار ہیں۔ اس سے سبھی کے لئے مشکلات پیدا ہوں گی۔ ہماری ٹیکسٹائل کی 60 فیصد سے زیادہ برآمدات امریکہ اور باقی کی یورپ اور جاپان جاتی تھیں۔ اس سے ہمیں کتنا نقصان ہوگا، صرف وقت ہی بتا سکتا ہے۔ ایک بات واضح ہے۔ عالمی تجارت



دہشت گردی کی تباہ کاریوں سے بھاگے گی نہیں۔ غریب ممالک خاص طور پر زیادہ متاثر ہوں گے، جن کی بقاء کا انحصار ہی مغربی معیشتوں کی تیزی کے رجحان پر ہے۔

سیکورٹی کا عام تصور بھی بدل جائے گا۔ سوویت یونین کے انہدام کے بعد مغرب کے لئے کوئی قابل بیان دشمن موجود نہیں ہے۔ اب دشمن شناخت کر لیا گیا ہے۔ سیکورٹی کے حوالے سے بنائے جانے والے اتحاد نیٹو نے پہلے ہی آرٹیکل نمبر 5 کے نفاذ کی درخواست کر دی ہے۔ یہ آرٹیکل اس سے پہلے کبھی نافذ نہیں کیا گیا۔ یہ آرٹیکل بیان کرتا ہے کہ کسی بھی رکن ملک پر حملہ اتحاد کے تمام رکن ممالک پر حملہ تصور کیا جائے گا۔ وہ صرف امریکہ کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ دشمن کی مثبت طور پر شناخت کر لے اور نیٹو اپنے تمام رکن ممالک کے ساتھ جنگ شروع کر دے گا۔

یہاں پاکستان کے حوالے سے ایک پرخطر صورتحال میرے سامنے ہے۔ امریکہ سے آنے والی تمام ابتدائی رپورٹیں ظاہر کر رہی ہیں کہ یہ دہشت انگیز حملے اسامہ بن لادن کے ساتھیوں کی طرف سے کئے گئے ہیں۔ اگر امریکہ اس ٹھوس نتیجے پر پہنچ جاتا ہے کہ اسامہ بن لادن ہی ان حملوں کا ذمہ دار ہے، تو پھر اس کا انتقام لینے کی کوشش بھی کی جائے گی۔ یہ بدلہ، یہ انتقام کئی صورتیں اختیار کر سکتا ہے۔ یہ فضائی حملہ ہو سکتا ہے، میزائلوں کے ذریعے حملہ ہو سکتا ہے یا پھر افغانستان کے اندر کوئی خفیہ آپریشن۔ کچھ آوازیں ایسی بھی آ رہی ہیں کہ طالبان پر براہ راست حملہ کر دیا جائے۔ یہ سارے آپشن ہمارے لئے شدید مشکلات پیدا کریں گے۔

اب تک ہم نے موزوں حد تک متوازن اظہار کیا ہے۔ امریکہ کی مدد کے سلسلے میں مخلصانہ خواہشات کا اظہار کرتے ہوئے ہم نے یہ باور کرا دیا ہے کہ افغانستان میں ہم

بہت زیادہ عمل دخل نہیں دے سکتے۔ امریکہ نے طالبان کی انتہا پسندیوں کے سامنے ہماری کے حوالے سے ہمارے احتجاج کو برداشت تو کرلیا ہے، لیکن قبول نہیں کیا۔ اب رویے سخت ہورہے ہیں اور یہ تھوڑے بہت نہیں، بہت زیادہ سخت ہورہے ہیں۔ وہ جس موڈ میں ہیں، امریکہ احاطے کے اندر موجود بیٹھے ہوؤں کو ملوث نہیں کرے گا۔

آپ امریکی قیادت کے بیانات غور سے سنیں تو پتہ چلے گا کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں وہ تمام ملکوں سے مکمل اور غیر مشروط حمایت کے طلب گار ہیں۔ وہ دہشت گرد گروپوں کی امداد کرنے والے اور انہیں پناہ دینے والے ممالک کو نشانہ پر بھی زور دے رہے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ صرف اسامہ بن لادن کی تنظیم ہی نہیں ہے کہ جسے وہ دہشت انگیزی کے کے وسیلے کے طور پر شناخت کر رہے ہیں، بلکہ بہت سے دیگر افراد اور تنظیمیں بھی ان کی نظروں میں ہیں۔ سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے پاس دہشت انگیزی کرنے والے ایسے گروہوں کی فہرست موجود ہے اور اگر میں غلطی نہیں کر رہا ہوں، تو یہاں کی کچھ جہادی لبادہ اوڑھے ہوئے تنظیمیں بھی اس فہرست میں شامل ہیں۔ اگر یہ بات سچ ہے تو امریکی اندازوں کے مطابق ہم بھی ان ممالک میں آتے ہیں، جن کی حدود میں دہشت گرد گروپ سرگرمیاں کرتے ہیں۔

یوں ہمیں دو سنجیدہ نوعیت کے مسائل کا سامنا ہے۔ پہلا یہ کہ اگر اسامہ بن لادن کو ملزم قرار دے دیا گیا تو امریکہ اپنے پکڑنے کے لئے ہمارے مکمل تعاون کا طلب گار ہو گا۔ یہ مطالبہ کم از کم یہ ہو سکتا ہے کہ ہم اسے اپنی فضائی حدود استعمال کرنے کی اجازت دیں۔ اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اسامہ اور اس لحاظ سے طالبان پر حملہ آور ہونے کے لئے ہم اپنی سرزمین پر امریکہ کو چوکی قائم کرنے کی اجازت دیں۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ



ہماری سرزمین پر کچھ ایسے گروہ موجود ہیں، جنہیں امریکہ دہشت گرد تصور کرتا ہے اور ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ انہیں بے دخل کر دیں، یا ان کا مکمل خاتمہ کر دیں۔ ان میں سے کچھ نام نہاد دہشت گرد کشمیر کے جہاد میں بھی شامل ہیں۔ دونوں میں سے کوئی آپشن بھی حکومت کے لئے آسان یا سادہ ثابت نہیں ہونے والا۔ جنرل مشرف اور ان کے ساتھیوں کے لئے مسئلہ یہ ہے کہ اب وہ زیادہ دیر تک درمیانی راستہ اختیار نہیں کر سکتے۔ ایک فریق ہم سے ناراض ہوگا، جہادی یا پھر امریکہ۔ امریکی جس موڈ میں ہیں، اب تنبیہانہ مشاورتوں کو قبول نہیں کریں گے۔ وہ عمل کے لئے تیار ہو چکے ہیں۔ دوسری طرف طالبان سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ اسامہ کے معاملہ میں حصہ لیں اور ہمارے اپنے جہادی تیار نہیں ہوں گے کہ غیر مؤثر ہو جائیں۔ ایک ناقابل مدافعت طاقت ایک غیر حرکت پذیر جسم سے ٹکرانے جا رہی ہے اور ان کے درمیان پھنسی ہوئی ہے، پاکستان کی حکومت۔

آنے والے چند دن اور ہفتے مشرف حکومت کی جرأت کا امتحان لیں گے۔ وہ کون سے آپشن اختیار کرتے ہیں، یہی چیز ملک کی تقدیر کا تعین کرے گی۔

○

15/ستمبر کو روزنامہ جنگ کا اداریہ بھی صورتحال کی سنگینی کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ ملاحظہ فرمائیں:

صدر بش نے اعلان کیا ہے کہ امریکہ دہشت گردی پر فتح پانے کے لئے دنیا کی قیادت کرے گا اور یہ اکیسویں صدی کی پہلی جنگ ہے جس میں غیر ملکی رہنماؤں نے امریکہ کو مکمل حمایت کا یقین دلایا ہے۔ اس موقع پر صدر بش کی توجہ پاکستان کے صدر جنرل پرویز مشرف کے اس بیان کی طرف دلائی گئی جس میں انہوں نے اپنے اصولی مؤقف کے

حوالے سے کہا ہے کہ" پاکستان ہر جگہ اور ہر قسم کی دہشت گردی کا مخالف ہے اور ہم ا
اقدامات کا ساتھ دیں گے۔" اس پر صدر بش نے کہا ہے کہ" ان کا پاکستان سے
رابطہ قائم ہے اور وہ پاکستان کو تعاون کا موقع ضرور دیں گے اور دیکھیں گے صدر
مشرف اپنی یقین دہانیوں کے حوالے سے کیا کچھ کرتے ہیں۔" صدر بش کے علاوہ ام
وزیر خارجہ کولن پاول اور نائب وزیر خارجہ رچرڈ آرمیٹج نے بھی پاکستان کے ساتھ
رابطوں میں تعاون کی ان تمام امکانی صورتحال پر تبادلہ خیال کیا ہے جو دہشت گرد
حالیہ کارروائیوں کے خلاف امریکہ کو درکار ہو سکتی ہیں۔ امریکی انتظامیہ کے ان بھی
عہدیداروں نے دنیا بھر میں موجود عمومی تاثر کے تحت یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ امریکہ کی
کاروائی اسامہ بن لادن اور ان کے حوالے سے طالبان اور افغانستان کے خلاف ہوگی
اس ضمن میں اگرچہ بہت سی باتیں کہی گئی ہیں اور کولن پاول نے ا
میں ہونے والے حملوں کے بڑے ملزم کے طور پر اسامہ بن لادن کا ہی نام لیا ہے۔ ا
نے پاکستان کو دہشت گردوں کے ممکنہ اقدامات کی فہرست بھی دے دی ہے اور ا
انتظامیہ کی اس توقع کا اظہار بھی کیا ہے کہ امریکہ اس ضمن میں سوچ سمجھ کر جو کچھ کر
اس میں پاکستان امریکہ کی پوری مدد دے گا تاہم امریکی قیادت کے ان سبھی ارکان
بات واضح کر دی ہے کہ وہ ابھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ کس ملک کے خلاف جوابی کارروائی
گے۔ پاکستان سے ہمارے سالہا سال سے دوستانہ تعلقات ہیں اور صدر مشرف
مشکل گھڑی میں ہماری مدد اور حمایت کی بات کر رہے ہیں۔ امریکہ کامل غور و فکر اور
والے تحقیقات کے نتیجے میں کس نوع کی کارروائی کرے گا۔ اس کی امکانی صورتحال ک
ذکر اخبارات میں آچکا ہے اور زیادہ تر اشارے اسامہ بن لادن کی طرف ہی ہیں۔



تاہم سر دست خود امریکہ نے اس امر کا حتمی تعین نہیں کیا کہ امریکہ میں ہونے والے ان حملوں کا اصل ذمہ دار کون ہے، کس ماسٹر مائنڈ نے یہ سب کچھ طے کیا اور سازشیوں کو کس ملک نے پناہ دی؟ اس صورت میں فی الحال امریکہ اور پاکستان کے درمیان ممکنہ تعاون کے بارے میں بھی کوئی حتمی بات طے نہیں ہوئی بلکہ صرف باہم مشاورت اور مختلف امکانات پر تبادلہ خیال کا عمل جاری ہے۔ یوں بھی سیاسی اور سفارتی احتیاط اور دانش کا تقاضہ یہی ہے کہ اسامہ بن لادن کے خلاف کوئی کارروائی اس صورت میں ممکن ہوگی جب اس کے خلاف حالیہ بہیمانہ وارداتوں کے حوالے سے کوئی ٹھوس شواہد سامنے آئیں گے اور کچھ ثبوت عالمی طور پر اس کے خلاف متعین ہو سکیں۔ یہ درست ہے کہ امریکی اور مغربی ذرائع ابلاغ میں ان حملوں کے حوالے سے اسامہ بن لادن کا ذکر جس انداز سے کیا جا رہا ہے، اس کا اثر امریکی قیادت پر بھی نظر آتا ہے مگر صدر بش نے بالخصوص ابھی کھل کر کسی کو ذمہ دار نہیں ٹھہرایا اور شائد اتنی جلدی امریکہ کے تحقیقاتی اداروں کے لئے ان بظاہر نا قابل فہم حملوں کے پس پردہ حقائق تک رسائی بھی ممکن نہیں۔

جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے تو یہ تاریخ میں اس کے لئے نازک ترین موقع ہے۔ یہ سارا معاملہ اپنی وسعت، سنگینی اور نوعیت کے اعتبار سے مشرف حکومت اور فوجی قیادت کے لئے ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ یوں بھی اخلاقی طور پر پاکستان سمیت پوری عالمی برادری کی یہ ذمہ داری ہے کہ دہشت گردی کی اس روح فرسا اور جدید ترین طرز کے خلاف مربوط کارروائیوں میں تعاون کرے۔ پاکستان اس معاملے میں خاص طور سے نام لے کر تعاون کی خواہش اس لئے ظاہر کی جا رہی ہے کہ وہ افغانستان کا قریبی پڑوسی ہے، اس نے طالبان کو حکومت کو ایک زمینی حقیقت کے طور پر تسلیم کر رکھا ہے اور طالبان نے اسامہ بن

لادن کو اپنی سرزمین پر پناہ دے رکھی ہے۔ ان حالات میں یہ امر ضروری ہے کہ پاکستان پوری طرح سے سوچ سمجھ کر کوئی فیصلہ کرے اور ملک کی فوجی قیادت، حکومتی ارکان، سیاسی دانشوروں، سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں اور ہر مکتبہ فکر کے علمائے کرام کے ساتھ تفصیلی تبادلہ خیال کی روشنی میں کوئی اصولی اور قومی مفاد سے ہم آہنگ حکمت عملی طے کرے۔ اس معاملے میں دوسرے اسلامی اور دوست ممالک کے سفیروں سے بھی فوری رابطے قائم کئے جانے چاہئیں۔ ظاہر ہے جب اتنی وسیع تر مشاورت کے نتیجے میں حکومت کوئی حتمی فیصلہ کرلے تو پھر پوری قوم کا بھی فرض ہے کہ اس کا بھرپور ساتھ دے۔ سیاستدانوں اور دینی جماعتوں کے رہنماؤں کو بالخصوص یہ امر ملحوظ رکھنا چاہئے کہ یہ کوئی سیاسی حساب چکانے جوش دکھانے کا موقع نہیں۔ اگر کچھ ایسا ہوا تو اس کے نتائج ملک وقوم کے لئے یقیناً خوشگوار نہیں ہوں گے جبکہ پیش آمدہ صورت حال کی سنگینی کا تقاضہ یہ ہے کہ سیاسی و جماعتی مفادات سے بالاتر ہو کر صرف ملک اور قوم کے مفاد میں کوئی قابل عمل اور قابل قبول فیصلہ کیا جائے۔

بدقسمتی سے پاکستان کے بارے میں بوجوہ پہلے ہی مغرب میں غلط تاثرات پائے جاتے ہیں اور انہی کی بناء پر امریکہ میں بعض مقامات پر کچھ پاکستانیوں اور عربوں کے خلاف انتہا پسند عناصر سرگرم عمل ہو گئے ہیں جن کے پیش نظر خود صدر بش کو کہنا پڑا ہے کہ تمام مسلمانوں کو دہشت گرد نہیں سمجھنا چاہئے، امریکہ میں مسلمان ہمارے لئے قابل احترام ہیں اور امریکی ان پر حملے نہ کریں۔ موجودہ حالات میں امریکی رائے عامہ کا مشتعل ہونا بھی سمجھ میں آتا ہے۔ اسے مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا بھی جا رہا ہوگا اور امریکہ کے حکمران طبقے کے کچھ ارکان اپنے شہریوں کے آگے سرخرو بھی ہونا چاہتے ہوں گے بلکہ امریکہ ہی نہیں دوسرے مغربی ممالک میں بھی ایسے ہی عناصر ہوں گے جو مسلمانوں سے حساب چکانا چاہیں



ے۔ ان حالات میں پورے عالم اسلام کو متحد ہو کر اس حساس مسئلے پر سوچنا چاہئے۔ بعض بدخواہوں نے مغرب میں اسلام کا دہشت گردی سے جو تعلق جوڑ رکھا ہے، اسے ختم کرنے کا اب وقت آ گیا ہے۔ اس مقصد کے لئے جہاد اور دہشت گردی سے جو تعلق جوڑ رکھا ہے، اسے ختم کرنے کا اب وقت آ گیا ہے۔ اس مقصد کے لئے جہاد اور دہشت گردی میں موجود فرق واضح کرنے کی ضرورت ہے۔ حکومت پاکستان نے مختلف سطحوں پر اس کی کوشش کی ہے بلکہ دہشت گردی کی جس شدت اور نیک نیتی سے مذمت کی ہے، اس کا مغربی ملکوں پر مثبت اثر بھی پڑا ہے تاہم اس میدان میں بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے خصوصاً ذرائع ابلاغ سے ملک کے جید علماء اور اعتدال پسند سیاستدانوں کے اسلامی تعلیمات کے حوالے سے تفصیلی بیانات نشر کئے جانے چاہئیں۔

امریکہ اور دوسرے مغربی ممالک کو بھی یہ چاہئے کہ وہ اپنے ہاں مسلمانوں کے خلاف ہونے والی کارروائیوں اور رجحانات کو سختی سے روکیں بالخصوص امریکہ اور کینیڈا جیسے کسی بھی ترقی یافتہ ملک میں مساجد پر حملے، مسلمان خواتین کو ہراساں کرنے اور دل آزاری کے واقعات کسی کو زیب نہیں دیتے تاہم ہم مغربی ملکوں کے ساتھ خود اپنے ملک کے بھی طبقوں سے یہ دردمندانہ گزارش کریں گے کہ ہم بھی نہ کوئی جلد بازی میں قومی مفاد اور اسلامی وقار کے منافی فیصلہ کریں اور نہ منفی نوعیت کے کسی عاجلانہ طرز عمل کا مظاہرہ کریں۔ امریکہ اور مغربی ممالک ہم پر ویسے ہی اپنا دباؤ بڑھا رہے ہیں بالخصوص بھارت موجودہ صورت حال سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہا ہے۔ بھارتی ذرائع ابلاغ اہل مغرب کو مخاطب کر کے کہہ رہے ہیں...... ”دیکھا ہم نہ کہتے تھے کہ پاکستان دہشت گرد ہے اور اس خطے میں دہشت گردی کا سرپرست ہے“ یہ سب کچھ پاکستان کو مشتعل کرنے اور

گھیرنے کی کوششیں ہیں اور اس موقع پر ہمارے کسی بھی طبقے کو جذباتیت کا کوئی مظاہرہ نہ
کرنا چاہئے۔

صدر پرویز مشرف نے بلاشبہ اب تک اپنے منصب کے تقاضوں کے شایا
شان طرز عمل کا مظاہرہ کیا ہے۔ قوم کے صائب الرائے حلقے ان سے توقع رکھتے ہیں کہ
اس معاملے میں پہلے سے بھی زیادہ متحرک ہو جائیں گے۔ مختلف شعبہ ہائے زندگی کے
نمائندوں سے قریبی رابطہ قائم کریں گے، ان پر عالمی اور علاقائی صورتحال کی سنگینی وا
کریں گے اور پوری قوم کو اعتماد میں لیں گے۔ دہشت گردی کا مؤثر اور مکمل خاتمہ
عالمی طور پر بھی، اپنے خطے میں اور اندرون ملک بہر صورت پاکستان کے مفاد میں ہے۔ ا
سے ہمیں عالمی برادری میں بھی منفرد وقار ملے گا اور ملک کو امن و سلامتی کے علاوہ تر
خوشحالی بھی نصیب ہوگی۔ یہ امر ہماری آج کی ضرورت ہے کہ اس وقت ہمیں نہ صرف ا
خطے میں سلامتی کے تناظر میں سوچنا ہوگا بلکہ پوری عالمی برادری کی سلامتی کے پیش نظر
فیصلے کرنے ہوں گے۔ ہمیں دنیا پر واضح کرنا ہوگا کہ ہم ایک خوددار اور ذمہ دار قوم ہیں
جو ہرگز نہیں۔ ایک اسلامی جمہوریہ کی حیثیت سے ہمیں اپنا اسلامی تشخص بھی برقرار رکھنا
اور دنیا پر اپنے قومی طرز عمل سے یہ ثابت کرنا ہے کہ اسلام میں دہشت گردی کی کوئی گنج
نہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے انفرادی عمل یا کسی تنظیم کے متشددانہ اقدامات کو اگر مجموعی ط
اسلام یا مسلمانوں کے خلاف پراپیگنڈے یا کسی ایکشن کا بہانہ بنایا گیا تو پاکستان یا ک
اسلامی ملک کے لئے امریکہ سے سودمند تعاون مشکل ہو جائے گا۔

O

اس صورتحال کا افسوسناک ترین پہلو یہ تھا کہ پاکستان کا سرکاری میڈیا ابھی



میں گھنگنیاں ڈالے بیٹھا تھا۔ اور یہ کہ بھارتی میڈیا کی مسلسل لاف زنی کے خلاف بھی
حکمت عملی دیکھنے میں نہیں آ رہی تھی۔ اس صورتحال پر تبصرہ کرتے ہوئے ارشاد احمد
حقانی نے اپنے مضمون امریکی بحران اور پاکستانی میڈیا میں جو کچھ لکھا وہ آنکھیں کھولنے
کے لئے کافی تھا۔ حقانی صاحب رقمطراز ہیں:

میڈیا کے امور سے ابتدائی واقفیت رکھنے والا ہر شخص یہ محسوس کرے گا کہ امریکی
ان پر پاکستان الیکٹرانک میڈیا نے بہت دھیما (Low Key) رویہ اب تک اپنایا ہے
اس کی مصلحت ایک حد تک قابل فہم ہے۔ مجھے بدھ کے روز دن کے وقت جمعرات کی صبح
کے "نیوز مارننگ" پروگرام میں امریکی صورتحال پر گفتگو کرنے کے لئے پی ٹی وی نے
ہو گیا۔ بدھ کی شام مجھے بتایا گیا کہ بوجوہ پروگرام کا وقت ایک تہائی کر دیا گیا ہے یعنی کل
منٹ اور اس کی مصلحت یہ ہے کہ فی الحال اس موضوع پر جامع اور ہمہ گیر گفتگو کرنا
اسب نہیں۔ میں نے حکومت کی مجبوری سمجھتے ہوئے اس تبدیلی کو قبول کر لیا۔ کوئی گھنٹے
ڑھ گھنٹے بعد بتایا گیا کہ پروگرام منسوخ کر دیا گیا ہے۔ میں نے اس فیصلے کو بھی قبول کیا۔
ک تو اس لئے کہ میں ان نازک اور حساس مذاکرات سے آگاہ تھا جو اس وقت پاکستان اور
ریکہ کے درمیان مختلف سطحوں پر جاری تھے اور دوسرے اس لئے کہ میں بہت مختصر، بہت
دود اور بہت یکطرفہ تبصرہ کرنے کی پریشانی (Embarrasment) سے بچ گیا۔ لیکن
صورتحال کے کئی پہلو ہیں۔ ایک پہلو تو بدیہی طور پر یہ ہے کہ دہشت گردی کی مذمت
رنے کے ساتھ ساتھ امریکہ کو بھی آئینہ دکھایا جائے۔ یہ کام پاکستان کے پرنٹ میڈیا میں
ہا ہے اور اگر سرکاری میڈیا پر فوراً نہ بھی ہو تو اس کی مصلحت سمجھ میں آ سکتی ہے لیکن اس
ملے کے کئی اور پہلو بھی ہیں۔

ہندوستان نے پاکستان کو اور کشمیریوں کی جدوجہد کو دہشت گردی ثابت کرنے کی کوششیں پچھلے دو تین روز میں دو چند بلکہ سہ چند کر دی ہیں۔ جہاد کے تصور ہی کو کسی نفرت انگیز تخریبی عمل ثابت کرنے کی کوشش بھی بڑھا دی ہے۔ ان امور پر تو پاکستان کا الیکٹرانک میڈیا موثر جوابی کارروائی کر سکتا ہے۔ ایسی گفتگوئیں نشر کی جا سکتی ہیں جو مذکورہ زہریلے پروپیگنڈے کا توڑ کر سکیں۔ اسلام سلامتی کا دین ہے۔ وہ انسانی جان کی حرمت ایسے الفاظ میں بیان کرتا ہے جس سے ارفع الفاظ کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن کہتا ہے جس نے ایک جان یا نفس کو زندہ کیا اس نے گویا پوری انسانیت کو زندہ کیا اور جس نے ایک جان کو ناحق قتل کیا اس نے گویا پوری انسانیت کو قتل کیا۔ پھر وہ کہتا ہے اور نبیؐ کی زبان سے کہلاتا ہے کہ اے کفار! تمہارا اور میرا مسلک اور طریقہ مختلف ہے۔ تم میرے مسلک اور طریق کی پیروی نہیں کرو گے اور میں تمہارے کی نہیں کروں گا ”لہٰذا تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین۔“ اب بتایئے کہ پرامن بقائے باہم اور نظریاتی اختلاف کو برداشت کرنے کی اس سے ارفع تعلیم کوئی اور ہو سکتی ہے؟ آخر ہمارا الیکٹرانک میڈیا اس محاذ پر ہونے والے منفی اور معاندانہ پروپیگنڈے کا موثر توڑ کیوں نہیں کر سکتا ویسے بھی 11 ستمبر کے واقعات کے اتنے مضمرات اور جہتیں ہیں کہ ان پر علمی اور معاصرانہ پس منظر میں روشن خیالی پر مبنی گفتگو ہو سکتی ہے۔

مغرب اور عالم اسلام کا تصادم، مغربی معاشروں میں مسلمانوں کو پیش آنے والی نئی مشکلات اور اسی طرح کے بے شمار موضوعات پر گفتگو ہو سکتی ہے۔ پی ٹی وی نے غلطی کی کہ منگل کے روز حملوں کے فوراً بعد اپنے اہم چینلز پر سی این این کی نشریات کافی دیر تک براہ راست دکھا دیں۔ درمیان میں چند منٹ کے لئے انہیں روک کر ایک ڈرامہ دکھانا



شروع کیا لیکن غالباً ناظرین کے احتجاج پر دوبارہ سی این این دکھانا شروع کر دیا۔ یہ درست فیصلہ تھا جب پینٹا گون اور ورلڈ ٹریڈ سنٹر جل رہے ہوں تو ”پس آئینہ“ دکھانے کی کیا تک ہو سکتی ہے۔ پی ٹی وی کے ارباب اختیار کی پچھلے تین چار روز کے دوران عدم فعالیت سے عوام کو جو مایوسی ہوئی ہے اس کی تلافی کی جانی چاہئے اور بہت جلد۔ جب پوری دنیا میں ایک ہلچل مچی ہوئی ہے تو آپ گونگے بن کر تو نہیں رہ سکتے۔

# 11 ویں اور 12 ویں کور ریڈ الرٹ

امریکہ پر فدائی حملے کے فوراً بعد ہی پاکستانی قیادت کو بخوبی اندازہ ہو گیا تھا کہ انہیں خود کو ایک بڑی آزمائش سے گزرنے کے لئے فوراً تیار ہونا ہوگا جہاں ایک طرف امریکی صدر اپنی قوم کو بتا رہے تھے کہ وہ ”حالت جنگ“ میں ہیں وہیں پاکستانی فوجی قیادت خود کو ”حالت جنگ“ کے سے حالات سے نمٹنے کے لئے تیار کر رہی تھی۔

حملوں کے روز جنرل پرویز مشرف کراچی سے واپسی کے فوراً بعد سیدھے جوائنٹ ہیڈکوارٹرز گئے جہاں انہوں نے اعلیٰ فوجی قیادت سے طویل صلاح مشورہ کیا۔ اسی دن اعلیٰ فوجی قیادت نے نئی صورتحال کا سامنا کرنے اور ملک کو درپیش خطرات سے نمٹنے کے لئے فوجی نوعیت کی تیاریوں کو حتمی شکل دینے کا فیصلہ کر لیا۔ اگلے روز پاک فضائیہ کے تمام اڈوں اور ایئر ڈیفنس یونٹوں کو مکمل طور پر چوکس کر دیا گیا جبکہ پاک بحریہ بھی ہنگامی حالت میں آ گئی۔ مزید براں کوئٹہ اور پشاور میں تعینات 12 ویں اور 11 ویں کوریں بھی ہائی الرٹ حالت میں آ گئیں۔

اس ابتدائی تیاری کے بعد صدر پرویز مشرف کی انتظامیہ مختلف نوع کی صورتحال



سے نمٹنے کے لئے مختصر مدت کے منصوبوں کی تیاری میں مصروف تھے تاکہ فوجی کارروائی کی صورت میں ملکی سلامتی کے حوالے سے سیاسی اور سفارتی نوعیت کے چیلنجوں سے عہدہ برآ ہوا جا سکے۔ یہ منصوبہ بندی پاکستان کی طرف سے دہشت گردی کے خلاف بین الاقوامی اقدامات کی مکمل حمایت کی یقین دہانی کے تناظر میں کی جا رہی تھی۔

یہ باور کرتے ہوئے کہ افغانستان کے خلاف فوجی کارروائی کسی بھی وقت ہو سکتی ہے، جی ایچ کیو، ملٹری آپریشنز ڈائریکٹوریٹ، آئی ایس آئی اور پشاور اور کوئٹہ لاجسٹکس میں جرنیلوں کی ایک ٹیم قوم اور قومی وسائل کو ایسی کارروائی کے نتائج کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رکھنے کی غرض سے دن رات کام کر رہی تھی۔ امریکا کی طرف سے پاکستان کی فضائی حدود کے متوقع استعمال نے سب سے پہلے پاکستانی فوجی منصوبہ سازوں کو متوجہ کیا۔

جن کا خیال تھا کہ امریکی افواج افغانستان کے خلاف وسیع پیمانے پر ٹام ہاک کروز میزائل اور سمارٹ بم بی 52 استعمال کریں گی اور اس مقصد کے لئے پاکستانی فضا استعمال کی جائے گی۔

اگرچہ پاکستان کی فوجی حکومت اپنی فضائی حدود کی کسی بھی خلاف ورزی کو نظر انداز کرنے پر تیار ہو گئی مگر ان حملوں کے دوران کسی حادثہ یا انداز کی غلطی کے بارے میں سخت فکر مند ہیں کیونکہ جو راستہ امریکی یا اس کی اتحادی افواج فضائی حملوں کے لئے استعمال کریں گی اس راستہ میں پاکستان کی کئی حساس ایٹمی تنصیبات موجود ہیں۔ حکام کا کہنا تھا کہ پاکستان ان فضائی حملوں کے دوران کسی تکنیکی غلطی کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ نیوکلیئر تنصیبات کی حفاظت پر مامور فوجی حکام ان تنصیبات کی حفاظت کے فول پروف انتظامات کر رہے تھے۔ پاکستان کو ایسے حملے کے لئے پیشگی اطلاع بھی درکار ہے تاکہ فضا کو ملکی طیاروں کے لئے بند

کیا جاسکے۔

98ء میں امریکا نے افغانستان پر پاکستان کو اطلاع دیئے بغیر ٹام ہاک کروز میزائل سے حملہ کیا تو پاکستان کے لئے پیچیدہ صورتحال پیدا ہوئی تھی تاہم اس سے قبل کہ پاکستان اسے بھارتی حملہ خیال کرتا امریکا نے پاکستان کو اصل صورتحال سے آگاہ کردیا۔ ملٹری آپریشنز ڈائریکٹوریٹ، اسٹریٹجک کمانڈ فورسز اور فوج کے دیگر ادارے فی الحال اس بحران سے نمٹنے کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ بدھ کو جوائنٹ اسٹاف ہیڈکوارٹرز میں جنرل پرویز مشرف کے احکام کا مرکز پشاور اور کوئٹہ کی کوریں ہیں نئی صورتحال میں ان دونوں کوروں کو پاک فوج کے تمام یونٹوں کی بھرپور معاونت حاصل تھی۔

جمعہ کی کور کمانڈر کانفرنس کے بعد کور کمانڈر پشاور لیفٹیننٹ جنرل احسان الحق اور کور کمانڈر کوئٹہ لیفٹیننٹ جنرل مشتاق کو راولپنڈی میں اپنا قیام بڑھانا پڑا تاکہ جی ایچ کیو آپریشن کے مختلف عناصر کو حتمی شکل دی جاسکے۔ سرکاری ذرائع کو صوبہ سرحد اور بلوچستان کے سرحدی علاقوں میں پرتشدد مزاحمت کا خطرہ تھا جہاں طالبان کے مسلح حامی موجود ہیں۔ طالبان کو ملک کے مذہبی حلقوں کی بھی وسیع حمایت حاصل ہے۔ اگر پاکستان افغانستان کو ایندھن کی سپلائی روکنے کے امریکی دباؤ کو پورا کرنے میں ناکام رہتا تو پشاور اور کوئٹہ کے کور کمانڈروں کو خاصی مشکل کا سامنا ہوسکتا تھا۔ پاکستان آرمی اور پیرا ملٹری دستوں کی طرف سے سرحد پر اس قسم کی کوئی بھی کوشش سرحد کے پاکستانی حصے میں طالبان اور ان کے حامیوں کی سخت مخالفت کو جنم دے سکتی تھی۔ کوئٹہ اور پشاور کو ہنگامی طبی امداد کے انتظامات بھی کرنے تھے کیونکہ 1998ء میں امریکی میزائل حملے کے دوران زخمی ہونے والے تقریباً تمام افراد پشاور اور کوئٹہ کے اسپتالوں میں لائے گئے تھے۔ پشاور اور کوئٹہ کے کور کمانڈروں کو



مہاجرین کے ایک نئے مسئلے یا افغان آبادی کی بڑی آبادی کے ریلے کی آمد کے سلسلے میں تیار رہنا تھا۔ یہ مسئلہ امریکی فضائی بمباری کے نتیجے میں پیدا ہوسکتا تھا۔

فوجی حکومت ملک بھر میں پانچ سو سے زیادہ مذہبی مدارس پر کڑی نظر رکھنے کے ایک اور منصوبے پر بھی کام کررہی تھی جس کے سلسلے میں کور کمانڈروں سے بھی مدد لی گئی۔ دو لاکھ سے زیادہ طلباء یا تو دینی مدرسوں میں پڑھنے جاتے ہیں یا وہیں رہتے ہیں ان مدارس کا تعلق دیوبندی مکتبہ فکر سے ہے اور انہیں ملک میں طالبان کی حمایت کا بیس تصور کیا جاتا ہے۔ پاکستانی حکام اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جہاں طالبان کے ہزاروں حامی موجود ہیں جو موجودہ افغان قیادت کے خلاف کسی امریکی حملے کی حمایت نہیں کریں گے۔ ایک طرف کور کمانڈرز طالبان کے ان حامیوں کے معاملے کے سیکورٹی سے تعلق رکھنے والے پہلو پر توجہ دیتے تو دوسری جانب آئی ایس آئی مذہبی قیادت سے رابطہ رکھنے کا مشکل کام انجام دیتے۔ سرکاری حلقوں کو خدشہ تھا کہ آئی ایس آئی افغانستان کے خلاف ممکنہ امریکی حملوں کے خلاف دینی مدارس میں پیدا ہونے والے جذبات کو پوری طرح کنٹرول نہیں کرسکے گی۔ آئی ایس آئی پر امریکی حکام کی طرف سے پہلے ہی اس بارے میں بہت دباؤ تھا کہ وہ طالبان قیادت اور ملک میں ان کے عرب حامیوں کے بارے میں مکمل تفصیلات فراہم کریں۔ امریکی حکومت کو یہ خواہش بھی تھی کہ آئی ایس آئی افغانستان میں موجود اسامہ کے تقریباً ایک درجن رفقاء کی نگرانی میں مدد دے آئی ایس آئی اور امریکا کی سیکرٹ سروسز کے درمیان انٹیلی جنس کے شعبے میں تعاون کے انتہائی حساس مسئلے پر جو پاکستانی تعاون کے سلسلے میں امریکا کی ناگریز شرط ہے۔ آئی ایس آئی کے سربراہ لیفٹیننٹ جنرل محمود احمد کو اتوار کو امریکا سے واپسی پر تبادلہ خیال کیا جائے گا۔

امریکی حکام کو یقین ہے کہ آئی ایس آئی اب بھی افغانستان میں ایسے معتبر انسانی وسائل رکھتی ہے جو طالبان کے کلیدی و سرکردہ اکابرین اور افغانستان میں اہم نوعیت کی عرب، افغان تنصیبات کے بارے میں قریبی معلومات فراہم کرسکتی ہے۔

سرکاری ذرائع محسوس کرتے تھے کہ طالبان ملیشیا کو یہ محسوس ہوا کہ پاکستانی انٹیلی جنس اندرون افغانستان چھاپوں اور حملوں کے سلسلے میں غیر ملکی انٹیلی جنس کی فعال مدد کر رہی ہے تو اس کا شدید ردعمل ہوگا جس سے پاک، افغان سرحدیں بھی غیر مستحکم ہوسکتی ہیں۔ طالبان حکام پہلے ہی اعلان کر چکے تھے کہ کسی بھی ملک کا امریکا سے انٹیلی جنس یا فوجی تعاون افغانستان کے خلاف اعلان جنگ تصور کیا جائے گا۔ ملٹری آپریشنز اور آئی ایس آئی ڈائریکٹریٹ بھی طالبان ملیشیا کا مستقبل واضح کرنے کی کوشش کر رہے تھے ایسی صورت میں جبکہ اسے یکطرفہ بین الاقوامی فوجی قیادت سے پسپا کیا جا رہا تھا تاکہ افغان قیادت کو معزول کیا جاسکے، تاہم افغانستان میں ایک مستحکم حکومت اور پرامن سرحد پاکستان کی سیکورٹی پالیسی میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ فوجی حکومت اگرچہ کسی بھی بین الاقوامی اتحاد کے ساتھ مکمل تعاون کرنے پر تیار تھے تاہم اس نے وزارت خارجہ کو یہ ذمہ داری سونپی کہ اس معاملے میں ماڈریٹ عرب ریاستوں کا تعاون حاصل کیا جائے جو کسی بھی فوجی یا سفارتی کارروائی کی صورت میں موجودہ بحران کو کم کر سکے۔

اس مرحلے پر ایک لبنانی موثر ذریعے سے یہ خبریں منظر عام پر آئیں کہ ”ناٹو“ ایک ٹیم اٹلی میں موجود افغانستان کے سابق بادشاہ شاہ ظاہر شاہ سے مذاکرات کر رہی ہے اور یہ منصوبہ بنایا جا رہا ہے کہ افغانستان پر حملے کے فوراً بعد انہیں افغانستان کی حکومت سونپ دی جائے گو یہ پرانا منصوبہ تھا لیکن اندریں حالات اس کی اہمیت بڑھنے لگی تھی۔



اس دوران جب ساری دنیا کا میڈیا چیخ چیخ کر بتا رہا تھا کہ پاکستان نے امریکہ کی تمام شرائط قبول کر لی ہیں جن میں امریکی فضائیہ کو پاکستانی فضا استعمال کرنے، ری فیولنگ کی سہولیات فراہم کرنے اور اپنی سرحدوں پر کثیر الملکی افواج کی تعیناتی بھی شامل ہے۔ امریکی وزیر خارجہ کولن پاؤل پاکستان کا بار بار شکریہ ادا کر رہے تھے صدر بش جنرل پرویز مشرف کو فون کر کے اس فراخدلانہ پیشکش پر خراج تحسین پیش کر رہے تھے۔ عین ان ہی مراحل میں اچانک ہمارے وزیر خارجہ جناب عبدالستار کی پریس کانفرنس کا غلغلہ اٹھا جنہوں نے اپنی روایات کے عین مطابق اپنی دانست میں عالمی پریس کو بے وقوف سمجھتے ہوئے ”ڈپلومیٹک“ زبان بولنا شروع کردی۔

ایسی زبان پاکستانی صحافیوں کے لئے تو معمول کی بات ہے بین الاقوامی پریس کے لئے نئی انہوں نے سیدھے سوالات شروع کئے کہ حضور امریکہ نے مطالبہ کیا کیا تھا؟ آپ کیا کیا سہولیات فراہم کر رہیں ہیں ان سوالات پر جناب عبدالستار مشکل قسم کے انگریزی الفاظ بول کر رخصت ہوگئے۔

ان کے بیان سے صرف یہ بات سمجھ آئی کہ پاکستان سلامتی کونسل کے فیصلوں پر عمل کرے گا جبکہ بین الاقوامی میڈیا پاکستان کی طرف سے سب کچھ قبول کر لینے کی خبریں سنا رہا تھا۔

O

اس مرحلے پر پاکستان کی قریباً تمام لیڈرشپ نے حکومت کو سمجھانا شروع کیا کہ وہ کوئی بھی فیصلہ سیاسی جماعتوں کو اعتماد میں لئے بغیر نہ کرے افغانستان سے پاکستان کے تاریخی روابط اور افغانوں کی روایات کو ذہن میں رکھے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ عالمی میڈیا

جو ایک طرف تو پاکستان کو انگیخت کر رہا تھا اور اس کو ایک طرح سے اس حادثے کے ذمہ داروں کا محافظ قرار دینے پر تلا تھا افغان سفیر ملا ضعیف کے اس بیان کو کہ جس ملک نے امریکہ کی حملہ کے سلسلے میں مدد کی ہم اسے اپنا دشمن سمجھیں گے اور مجاہدین اس ملک میں گھس کر حملہ آور ہوں گے بار بار اچھال رہے تھے اس کے ساتھ ہی پاکستان کو یہ مشورے بھی دے رہے تھے کہ اگر اس نے افغانوں کے خلاف امریکہ کی مدد کی تو افغان اسے معاف نہیں کریں گے۔ اس مرحلے پر ذمہ دار پاکستانی پریس کا ذکر کرنا ضروری ہے جس نے حکومت کا قبلہ درست رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی 16 ستمبر کے روزنامہ نوائے وقت نے ''خوف میں مبتلا امریکہ اور ایٹمی پاکستان'' کے عنوان سے اداریہ لکھا اخبار لکھتا ہے:

روس نے افغانستان پر ممکنہ امریکی حملوں کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ وہ نیٹو کی فوجوں کو سابق سوویت یونین کی کسی جمہوریہ کی سرزمین استعمال کرنے کی اجازت نہیں دے گا۔ ادھر تاجکستان نے بھی کہا ہے کہ امریکہ نے افغانستان میں دہشت گردی کے مبینہ ٹھکانوں کو نشانہ بنانے کا فیصلہ کیا تو اسے تاجکستان کی فضائی حدود استعمال کرنے کی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔

امریکہ کی طرف سے قابل اعتماد تحقیقات، مناسب غور و خوض اور دوسرے کا موقف سنے بغیر اسامہ بن لادن اور افغانستان کے خلاف کارروائی پر اصرار اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ معقولیت کی بجائے ہٹ دھرمی سے کام لے رہا ہے اور ایک عرصے سے امریکی تھنک ٹینک، سی آئی اے اور یہودی ذرائع ابلاغ، امریکی حکمرانوں کو جس سمت دھکیل رہے تھے وہ اس کی طرف بگٹٹ دوڑ رہا ہے۔ اب اس نے پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اپنے زمینی اور فضائی اڈے افغانستان کے خلاف استعمال کرنے کی اجازت دے



افغان سرحد بند کر دے تاکہ افغان حکومت اور عوام ضروریات زندگی سے محروم ہو کر گھٹنے ٹیک دیں، اسامہ بن لادن کی تلاش میں مدد دے اور افغانستان کی تمام امداد روک لی جائے۔

وزیر خارجہ کولن پاول نے پھر کہا ہے کہ ہم پاکستان کے جواب کا انتظار کر رہے ہیں۔ جنرل پرویز مشرف نے کور کمانڈروں کا جو اجلاس طلب کیا تھا وہ اہم فیصلے کرنے کے بعد ختم ہو گیا ہے اور توقع کی جا رہی ہے کہ ان فیصلوں کی منظوری وفاقی کابینہ اور نیشنل سیکورٹی کونسل سے لی جائے گی۔ جنرل پرویز مشرف نے کہا ہے کہ امریکہ سے تعاون کی فہرست طویل ہے مگر آزادی اور آبرو کا تحفظ ہماری اولین ترجیح ہے۔ طالبان نے ایک بار پھر واضح کیا ہے کہ ہم نے اسامہ کے تحفظ کا عہد کر رکھا ہے، کسی کے سامنے سر نہیں جھکائیں گے اور امریکہ نے حملہ کیا تو اس کا بدلہ لیں گے جبکہ ہمارے دفتر خارجہ کے ترجمان نے معلوم نہیں کیسے کہہ دیا ہے کہ امریکہ جس طرح کا تعاون کہے گا ہم کریں گے۔ طالبان کو ہماری پوزیشن سمجھنی چاہئے۔

امریکی سینٹ کی امور خارجہ کمیٹی کے چیئرمین جوزف بائڈن نے انکشاف کیا ہے کہ ان کے ملک نے جنرل محمود سے صاف کہہ دیا ہے کہ آپ ہمارے دوست ہو سکتے ہیں یا دشمن، تیسرا کوئی راستہ نہیں۔ طالبان حکومت کے ترجمان نے پاکستان کو خبردار کیا ہے کہ وہ افغانستان کے خلاف جنگ میں امریکہ کا ساتھ نہ دے ورنہ اسے افغانوں کی دشمنی کا سامنا کرنا پڑے گا جو انتہائی خطرناک ہو گی۔ گویا ہمارے لئے یہ فیصلے کی گھڑی ہے کہ ہم امریکہ سے دوستی کے تقاضے نبھائیں یا مظلوم افغانوں کا ساتھ دیں، جن پر بلاوجہ جنگ مسلط کی جا رہی ہے اور طالبان کی حکومت ختم کرنے کے لئے ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پینٹا گان پر حملوں کا سہارا لیا جا رہا ہے۔

جہاں تک امریکہ سے پاکستان کی دوستی کا تعلق ہے تو ماضی میں ہم اس کے

نقصانات اٹھا چکے ہیں۔ ہم نے ہر موقع پر امریکی مفادات کا تحفظ کیا ہے جبکہ امریکہ نے ہمیشہ دھوکہ دیا۔ اس نے 1962ء، 1965ء، 1971ء اور 1988ء میں دوستی کے تقاضے پورے کرنے کی بجائے ہمارے مخالفین کی براہ راست یا بالواسطہ طور پر مدد کی اور اقتصادی، معاشی اور دفاعی پابندیوں کے ذریعے ہمیں تباہ کرنے کی پالیسی پر اب تک عمل پیرا ہے۔ اس نے سوویت یونین کو تباہ کرنے کے لئے افغانستان کی سرزمین اور پاکستان کے وسائل اور افرادی قوت کو استعمال کیا جبکہ اب افغانستان کو تباہی سے دوچار کرنے کے لئے وہ ہمارا تعاون چاہتا ہے تاکہ پاکستان اور افغانستان کے درمیان اسی طرح کی مستقل دشمنی کی بنیاد رکھ دی جائے جس طرح کہ پاکستان اور بھارت کے مابین چون سال سے چلی آرہی ہے۔ یہ افغانستان کے ساتھ ساتھ ایٹمی پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کی سازش ہے جس کا ادراک ہمارے پالیسی سازوں کو یقیناً ہوگا۔

حکومت پاکستان کے لئے بہترین لائحہ عمل یہ ہے کہ وہ خطے کی مخصوص صورتحال اور پانے دوررس قومی مفادات کی روشنی میں کوئی مضبوط موقف اختیار کرے اور امریکہ کی بجائے اپنے عوام کی توقعات پر پورا اترنے کی کوشش کرے۔ روس اور تاجکستان کا یہ اعلان اس امر کا ثبوت ہے کہ آزاد دنیا امریکی اشاروں پر چلنے کے لئے تیار نہیں اور اگر ہم خوف سے اپنے گھر میں بیٹھ کر تباہی کا انتظار کرنے کی بجائے عالمی رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لئے کوئی نتیجہ خیز سعی کریں تو کامیابی ہو سکتی ہے اور امریکہ کو ہوش کے ناخن لینے پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔

نیٹو کے حوالے سے ناروے اور مغربی جرمنی کا ردعمل امریکی خواہشات کے برعکس ہے، چین کے نائب وزیر خارجہ نے بھی امرا یکہ سے کہا ہے کہ وہ جلد بازی سے کوئی فیصلہ نہ کرے ارو افغانستان پر حملہ کرنے سے گریز کرے۔ مسلمانوں کو بحیثیت مجموعی



برسوں کے کٹہرے میں لا کھڑا کیا گیا ہے اس لئے تمام مسلم ممالک دفاعی اور معذرت خواہانہ پالیسی پر عمل پیرا ہیں مگر اس سے بات نہیں بنے گی۔

پاکستان چونکہ سب سے زیادہ دباؤ کا شکار ہے اس لئے وہ سب سے پہلے اسلامی سربراہ کانفرنس بلانے کی کوشش کرے۔ سوویت افغان تنازعہ کے دوران اسلامی کانفرنس نے بھرپور کردار ادا کیا تھا، اب بھی اسلامی کانفرنس متحد ہو کر امریکہ کو اسلام دشمنی سے باز رکھنے میں مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔ چین ہمارا قابل اعتماد دوست ہے اور ہماری طرح امریکہ کی غنڈہ گردی اور بالادستی کے عزائم سے پریشان ہے۔ حال ہی میں امریکہ نے چین پر پابندیاں عائد کی ہیں۔ چین اور روس امریکی نیو ورلڈ آرڈر کے خلاف مشترکہ جدوجہد کا اعلان کر چکے ہیں۔ بھارت نے امریکہ کو فوجی اڈے دینے کا اعلان کر کے چین اور روس کے علاوہ خطے کے تمام ممالک کے مفادات کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔ امریکہ اگر ایک بار پاکستان میں فضائی اور زمینی سہولتیں حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تو چین کے حق میں بھی بہتر نہیں ہوگا اور اس کے طویل المیعاد مفادات کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے اس لئے چین سے مشاورت بھی ازحد ضروری ہے۔ اگر چین اور روس مل کر یہ فیصلہ کر لیں کہ افغانستان کو میدان جنگ نہیں بننے دیا جائے گا اور خوفزدہ امریکہ کو اسی مرحلے پر مزید کسی حماقت سے روک دیا جائے گا تو کوئی وجہ نہیں کہ اصلاح احوال کی گنجائش نہ نکل سکے۔

خود امریکہ کو بھی یہ احساس کرنا چاہئے کہ وہ ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کر رہا ہے اور جو معاملہ مذاکرات اور افہام و تفہیم سے طے ہو سکتا ہے اسے جنگ اور تشدد کے ذریعے سے حل کرنے کی خواہش ایک نئی عالمی جنگ کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہے۔ اب تک مسلمانوں کو ختم کرنے کا اسے نقصان ہی ہوا ہے اور اس پر بار بار واضح ہو رہا ہے کہ دبا کر، زچ کر کے

اور دشمنی کا نشانہ بنا کر مسلمانوں کی نوجوان نسل کو نہ تو امریکہ دوست بنایا جا سکتا ہے اور نہ
تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق اپنے دفاع میں ہتھیار اٹھانے سے منع کرنا ممکن ہے۔ اگر
حکومت اپنی کمزوری کی وجہ سے اس کی کٹھ پتلی بننے پر تیار نظر آتی ہے تو ضروری نہیں کہ اسے
عوام کی تائید وحمایت حاصل ہو اور وہ اپنے مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب رہے۔

عالم اسلام کو اس مرحلہ پر خاموش تماشائی یا امریکہ کے اتحادی کا کردار ادا نہیں
کرنا چاہئے اور امریکہ کی یہودی لابی کے عزائم کو سمجھنے میں کسی قسم کی غلطی کا ارتکاب نہیں کرنا
چاہئے۔ اس کا ہدف ایٹمی پاکستان ہے تاکہ عالم اسلام کو جو ایٹمی چھتری ملی ہے اور جس
وجہ سے اس کی نوجوان نسل میں خود اعتمادی پیدا ہوئی ہے وہ مغرب کے مقابلے میں سر اٹھا
کر چلنے کے قابل ہوئے ہیں اس سے امہ کو محروم کر دیا جائے۔

جنرل پرویز مشرف اور ان کے رفقاء سے قوم کو امید ہے کہ وہ اپنی آزادی ا…
آبرو کے تحفظ کو اولین ترجیح قرار دینے کے ساتھ ساتھ ایسے اقدامات بھی کریں گے کہ
اس چیلنج سے قرار واقعی عہد برآ ہو سکیں اور امریکہ نے ہمیں ایٹمی قوت ہونے کے باوجود
اپنے گھڑے کی مچھلی سمجھنے کا جو وطیرہ اختیار کر لیا ہے اس سے بھی نجات مل جائے۔ ایک
اخباری رپورٹ کے مطابق حکومت نے سیاستدانوں، مذہبی جماعتوں اور ذرائع ابلاغ…
نمائندوں کو اعتماد میں لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ خوش آئند فیصلہ ہے تاہم الیکٹرانک میڈیا…
چپ کا روزہ توڑے اور امریکی و بھارتی پروپیگنڈے کا توڑ کرنے کے لئے فوری اقدا…
کرے تاکہ اس محاذ پر قوم کی صحیح رہنمائی ہو سکے۔ اس ردعمل کو بھی نظر انداز نہ کیا جائے جو…
کوئٹہ اور پشاور میں اڈے دینے سے پاکستان کے شہر و دیہات، قبائلی علاقوں اور ان…
مقامات پر ہو گا۔ سرحد کے دونوں طرف رشتہ داریاں بھی ہیں اور اسلام کا مضبوط رشتہ بھی…
شدید منفی ردعمل پیدا کر کے انتشار کی راہ ہموار کرے گا۔



# القاعدہ اور اسامہ

مغربی میڈیا ایک عرصہ سے اسامہ بن لادن کا تعلق "القاعدہ" نامی تنظیم سے
…آیا ہے۔ اس مرحلے پر امریکی انٹیلی جنس اداروں کی طرف سے القاعدہ کے متعلق
…خطرناک رپورٹ منظر عام پر آئی جس میں بتایا گیا کہ اسامہ بن لادن کے ساتھ
…ریڈیائی، کیمیائی اور جراثیمی ہتھیار حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ واشنگٹن ٹائمز
…مریکی انٹیلی جنس ذرائع کے حوالے سے لکھا ہے کہ حالیہ حملوں کا سلسلہ اسامہ بن
…سے جا ملتا ہے اور آئندہ کے لئے وہ جراثیمی اور کیمیائی ہتھیار استعمال کریں گے تاکہ
…ے خوف پیدا ہو۔ اخبار نے لکھا ہے کہ آئندہ پانچ برسوں میں اگر شمالی کوریا انٹرنیشنل
…میزائل امریکہ کو نشانہ نہیں بناتا تو یہ خطرہ ضرور موجود ہے کہ ہم اس وقت قبل از وقت
…یں جب اسامہ بن لادن امریکہ کے کسی بڑے شہر کی واٹر سپلائی کو زہر آلود کر دے۔
…انٹیلی جنس ایجنسی نے دعویٰ کیا ہے کہ اسامہ کے ساتھی افغانستان میں کیمیائی ہتھیار
…بے ہیں۔

انٹیلی جنس کے ایک اور سابق افسر نے دعویٰ کیا کہ شکاگو میں سرگرم ایک اسلامی تنظیم جس کا تعلق بھی اسامہ کے القاعدہ گروپ سے ہے کو شکاگو میں سوئمنگ پولوں کو کلورین استعمال کے لئے فراہم کرنے والی کمپنی میں سرمایہ کاری کی ہے۔ ڈر ہے کہ اس پلانٹ کو کیمیائی ہتھیار بنانے کے لئے استعمال میں لایا جائے گا۔ رپورٹ کے مطابق دہشت گردوں نے کئی گروپ بنا لئے ہیں جن میں ایک روایتی ہتھیاروں سے کام کرے گا، جبکہ دوسرا کیمیائی جراثیمی، ریڈیائی اور ایٹمی ہتھیار استعمال کرنے کی صلاحیت حاصل کر رہا ہے۔

فار ایسٹرن اکنامک ریویو کے تازہ شمارے میں "کابل حملے کی زد میں" کے عنوان سے ایک تبصرے میں کہا گیا کہ امریکی صدر جارج ڈبلیو بش اور موجودہ اور سابق اعلیٰ امریکی افسران ان واقعات میں اسامہ بن لادن کے ملوث ہونے پر شبہ کر رہے ہیں۔ ایک طبقہ ایسا بھی ہے جس کا خیال ہے کہ لادن اس قدر منظم اور مربوط کارروائی نہیں کر سکتے۔ القاعدہ تنظیم کی طرف سے دنیا میں دہشت گردی کرنے کی صلاحیت کا انحصار افغانستان میں اس کی بنیاد اور افغانستان کی طالبان حکومت اور پاکستان کے انتہا پسند اسلامی گروپوں کی مدد پر ہے۔

اب امریکہ کی طرف سے افغانستان کے خلاف فوجی حملوں کے امکان کے پیش نظر اسلام آباد میں مقیم سفارتی نمائندوں نے اپنے افراد خانہ کو واپس بھیجنے کے منصوبوں پر عمل شروع کر دیا ہے جبکہ اقوام متحدہ نے اپنے ایڈ ورکرز کو افغانستان خالی کرنے کے لئے اسی روز کہہ دیا تھا جب امریکہ میں حملے ہوئے تھے۔ مغربی ممالک اس بات پر خوفزدہ ہیں کہ اسامہ بن لادن افغانستان میں کمزور نہیں طاقتور ہوا ہے اور حقیقت میں وہاں حکمرانی کر رہا ہے۔ اسلام آباد میں ایک سفارتی نمائندے کا کہنا ہے کہ افغانستان میں وہ منصوبہ بندی کر سکتا اور دنیا بھر میں حملوں کو منظم کر سکتا ہے۔ اسامہ بن لادن کے اگر سینکڑوں نہیں



ہزاروں ایجنٹ امریکہ اور یورپ میں تیار کھڑے ہیں جن میں سے کئی تعلیم یافتہ عرب قوم پرست ہیں جنہوں نے بم سازی اور افغانستان میں پیغام رسانی کی جدید ترین تربیت حاصل کی ہے۔ افغانستان میں اسلامہ بن لادن کو تمام وسائل حاصل ہے جبکہ نیٹ ورک قائم کرنے کی آزادی اور جگہ بھی ملی ہوئی ہے۔ القاعدہ تنظیم کے افغانستان میں بارہ مختلف ملکوں کے تین ہزار کے قریب ارکان موجود ہیں جو 055 عرب بریگیڈ میں طالبان کے لئے کام کر رہے ہیں۔ جس کے لئے لادن رقم اور کمان فراہم کر رہا ہے۔

افغانستان میں اپوزیشن کے نیشنل الائنس کے سربراہ احمد شاہ مسعود کے قتل کے بعد نیشنل الائنس جواب یونائیٹڈ فرنٹ کہلاتا ہے نے الزام لگایا ہے کہ احمد شاہ مسعود کے قتل کا ذمہ دار طالبان، اسامہ بن لادن اور پاکستان ہیں اور انہوں نے ہی ان پر حملہ کرایا ہے۔ جبکہ طالبان اور پاکستان دونوں نے اس الزام کی تردید کی ہے۔ احمد شاہ مسعود طالبان کے خلاف اپوزیشن کی سب سے بڑی ڈھال تھے اور طالبان کے افغانستان پر مکمل کنٹرول کی راہ میں رکاوٹ تھے۔ اب یونائیٹڈ فرنٹ کے لئے اپنی صفوں میں اتحاد قائم رکھنا مشکل ہو جائے گا۔ تاہم یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ نیویارک اور پینٹاگون پر حملوں کے چند ہی گھنٹوں بعد یونائیٹڈ فرنٹ نے کابل ایئرپورٹ پر راکٹ سے حملہ کر دیا تھا۔ اگر اسامہ بن لادن احمد شاہ مسعود کے قتل کا ذمہ دار ہے تو طالبان کے سربراہ ملا عمر اس کے شکر گزار ہوں گے اور طالبان میں ان کا اثر ورسوخ بڑھ جائے گا اروا س طرح طالبان امریکی حملوں کی جوابی صورت میں اسامہ بن لادن کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں گے۔

O

اسامہ بن لادن کی طرف سے ابھی تک خاموشی طاری تھی اور اپنی صفائی میں کوئی

بیان نہیں دیا گیا تھا البتہ ایک خبر میں یہ ضرور بتایا کہ اسامہ بن لادن نے اس حملے کی ذمہ داری قبول نہیں کی البتہ یہ کہا گیا کہ امریکہ اسی سلوک کا مستحق تھا۔ اسامہ بن لادن کے حوالے سے ایسے بیانات عموماً ایجنسیاں یا افراد خود ہی گڑھ کر چلا دیتے ہیں کیونکہ ابھی تک ان کی طرف سے کوئی باقاعدہ بیان جاری نہیں ہوا تھا البتہ اے ایف پی کے حوالے سے یہ خبر آئی کہ بین الاقوامی پولیس انٹرپول نے امریکہ میں حالیہ حملوں میں ملوث ہونے کے شک پر اسامہ بن لادن کے دو وارنٹ جاری کر دیئے۔ اسامہ کی تلاش کے جاری کئے گئے وارنٹ 1998ء اور 2000ء کے تھے، جن میں اس کی زندگی اور سرگرمیوں کی بڑی تفصیلات دی گئی ہیں۔ انٹرپول کے صدر جیس اسپیکرس اور سیکرٹری جنرل رونلڈ نوبل نے سپین کے دارالحکومت میڈرڈ میں ایک پریس کانفرنس میں وارث جاری کئے۔ 1988ء کے وارنٹ میں اسامہ پر الزام ہے کہ وہ افغانستان میں بطور مہمان قیام پذیر ہیں اور لیبیا میں دو جرمنوں کے قتل میں ملوث ہیں۔ دوسرا وارنٹ اپریل 2000ء میں امریکی حکومت کی درخواست پر تیار کیا گیا، جس میں اسے ایف بی آئی کی انتہائی مطلوب افراد کی فہرست میں سب سے اوپر رکھا گیا۔

اس وارنٹ میں اسامہ کی زندگی اور موجودہ حالات کی مکمل تفصیل ہے۔ انٹرپول کا اجلاس 24 سے 29 ستمبر کو بڈاپسٹ میں ہوگا، جس میں ممبر ممالک دہشت گرد حملوں کے ذمہ داروں کو انصاف کے کٹہرے تک لانے کے طریقوں پر غور کریں گے۔ دریں اثناء جاپانی حکومت نے اس بات کی تحقیقات شروع کر دی ہے کہ آیا اسامہ بن لادن نے حملوں سے پہلے یا بعد میں ان کے ملک میں کسی قسم کی سرمایہ کاری کی ہے۔ سیکورٹیز ایکسچینج سرویلنس کمیشن جائزہ لے رہا ہے کہ حالیہ دنوں میں حصص کی خریداری تو نہیں کی گئی



اے ایف پی کی رپورٹ میں کہا گیا کہ افغانستان پر حملوں کے امکانات مزید بڑھتے جا رہے ہیں، تاہم اسامہ بن لادن کے ٹھکانے اب بھی خفیہ ہیں۔ امریکہ اسامہ بن لادن کے سائے کا پیچھا کر رہا ہے۔ اطلاعات کے مطابق امریکہ میں حالیہ حملوں کے فوری بعد اسامہ نے ٹھکانے بدل لئے، جس کے تازہ ترین قیام اور نقل و حرکت سے طالبان بھی واقف نہیں ہیں۔ پاکستان میں اسامہ کے ایک دوست نے نام نہ بنانے کی شرط پر بتایا کہ حملوں کے بعد وہ قندھار سے نکل گیا اور اب وہ افغانستان میں نہیں ہے اور یہ کہ اسامہ اپنی نقل و حرکت سے طالبان کو بھی آگاہ نہیں کرتا۔ اسامہ کے زیادہ تر محافظ پاکستانی تھے، جنہیں اس نے پچھلے ماہ ہٹا دیا اور اب اس کی حفاظت پر مصرف اور بنگالی تعینات ہیں۔ اے ایف پی کی ایک اور رپورٹ میں کہا گیا کہ طالبان امریکہ کو سبق سکھانے کے لئے تیار ہیں۔ یہ اسلامی طلبہ کی تحریک طالبان خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔

# واشنگٹن پوسٹ کا اداریہ

بش انتظامیہ کے اس عزم نے کہ وہ دہشت گردوں اور دہشت گردوں کو پناہ دینے والوں سے نپٹے گی، امکانی اہداف کی ایک وسیع قطار کو ظاہر کر دیا ہے۔ ایران یقیناً اس زمرے میں آتا ہے۔ یہ تصور کرنا ہی ناممکن ہے کہ جب تک عراق میں صدام حسین برسر اقتدار ہیں، امریکہ اس جنگ میں کوئی قابل ذکر ”کامیابی“ حاصل کر سکے گا۔ یمن، سوڈان، شام، شمالی کوریا...... یہ ممالک اس خوفناک فہرست میں شامل ہیں، جو کسی نہ کسی طریقے سے دہشت گردوں کی امداد کرتے رہے ہیں۔ اس فہرست کی طوالت اور جداگانہ حیثیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس مہم میں دوسری چیزوں کے ساتھ ساتھ صرف فوجی طاقت کو ایک ہتھیار کے طور پر کیوں اہمیت دی گئی ہے اور یہ کہ امریکیوں کو فوری کامیابی کی توقع کیوں نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ دہشت گردی کے سرپرستوں کا یہ ڈراؤنا گروہ ایسا کوئی بہانہ نہیں بنا سکتا کہ کوئی کارروائی نہ کی جائے۔

اس وقت غالب امکان یہ نظر آ رہا ہے کہ ان تمام ممالک میں افغانستان کو



فوجی طاقت کا پہلا ہدف بنایا جائے گا۔ یہ ملک اسامہ بن لادن کی جائے پناہ ہے۔ جن پر منگل کے روز کے حملے کا سب سے زیادہ شک کیا جا رہا ہے اور جو پہلے ہی سے امریکیوں کو خلاف دہشت گردی کے الزام میں ماخوذ ہیں۔ اسامہ بن لادن اور ان کی تنظیم کو متواتر پناہ دے کر طالبان حکومت نے اقوام متحدہ کی خلاف ورزی کی ہے اور اس ملک کے خلاف ممکنہ فوجی کارروائی کا منصوبہ تیار ہوتا نظر آ رہا ہے۔

تاہم اگر افغانستان کے خلاف کارروائی کی گئی تو امریکہ کو اس سے پیدا ہونے والی پیچیدگیاں بھی برداشت کرنی پڑیں گی اور ماضی میں اس ملک میں اسے اپنی اور دوسروں کی ناکامیوں سے بھی سبق حاصل کرنا چاہئے۔ افغانستان ایک دہشت گرد کیمپ سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ جو ایک انتہائی بنیاد پرست ملک کی حیثیت سے دیکھا جا تا رہا ہے۔ یہ دنیا کے ان ملکوں میں سے جو انسانیت کے شدید ترین بحرانوں کا شکار ہیں اور جہاں اس سال تقریباً دس لاکھ افراد فاقہ کشی کے خطرے کا سامنا کر رہے ہیں۔ دارالحکومت کابل میں تقریباً تین لاکھ افراد اقوام متحدہ کی طرف سے مہیا کی جانے والی خوراک پر گزارہ کر رہے ہیں اور امریکہ نے صرف رواں سال کے دوران خوراک کے لئے دس کروڑ ڈالر سے زائد کی امداد دی ہے۔

چار سال کی خشک سالی اور بیس سالہ جنگ کے بعد دیہی علاقے اقتصادی طور پر تباہ ہو چکے ہیں اور شہر پہلے ہی زیادہ تر ملبے کے ڈھیروں میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ طالبان کے قرون وسطیٰ کے جبر و استبداد نے انہیں افغانوں میں غیر مقبول بنا دیا ہے مگر ان کے سیاسی متبادل بھی کچھ اچھے نہیں۔ طالبان کو اب بھی پاکستان میں حمایت حاصل ہے۔ جو ایک غیر مستحکم ہمسایہ ہے اور جہاں فوجی حکومت ہے۔ جس کے پاس اب ایٹمی ہتھیار بھی ہیں۔

ماضی میں بیرونی طاقتوں کی طرف سے اس ملک کو مطیع کرنے کی کوششوں سے صورتحال مزید خراب ہوتی رہی ہے۔ 1998ء میں امریکہ نے اسامہ بن لادن کے تربیتی کیمپوں پر درجنوں کروز میزائل برسائے تھے۔ صرف چند افراد جن میں سے زیادہ پاکستانی تھے مارے گئے تھے اور اس کے نتیجے میں پاکستان اور دوسرے ممالک میں امریکہ کے خلاف شدید سیاسی ردعمل ظاہر ہوا تھا۔

1979ء میں سوویت یونین نے اس ملک پر حملہ کیا اور یہاں اپنا نظام نافذ کرنے کی کوشش کی مگر اسے سخت ناکامی ہوئی اور سوویت یونین کے خلاف لڑنے والوں کو امریکہ کی حمایت ملنے کے نتیجے میں اسامہ بن لادن اور ان کی تحریک وجود میں آئی۔ اب یہ ملک اتنا تخت وتاراج ہو چکا ہے کہ کسی سے حملے کے خلاف مزاحمت شاید کمزور ثابت ہو۔ اب بھی اگر کسی نے اس پر قبضہ کیا تو اسے مسلسل تصادموں اور جان لیوا فریبی چالوں کا سامنا کئے بغیر یہاں زیادہ عرصے تک رہنے کی توقع نہیں کرنی چاہئے۔ اسی لئے سوویت یونین کو وہاں سے نکلنا پڑا جبکہ ایک صدی پہلے انگریزوں کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔

اب بش انتظامیہ ابتدائی اقدام پر توجہ مرکوز کرتی نظر آ رہی ہے۔ یعنی پاکستان پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ طالبان سے اپنے تعلقات منقطع کرلے اور امریکی مہم میں تعاون کرے۔ مہم کے آغاز کے لئے یہ ایک مناسب مقام ہے۔ پاکستان اپنی انٹیلی جنس، طیاروں کے لئے فضا کے استعمال اور ممکنہ طور پر امریکہ کی زمینی کارروائیوں کے لئے قابل قدر سہولتیں مہیا کرسکتا ہے۔ پاکستانی فوج پر دباؤ ڈالنا چاہئے کہ وہ مغرب کے ساتھ اچھے تعلقات اور طالبان میں سے کسی ایک کا انتخاب کرے۔ گزشتہ روز ایسا ظاہر ہوا ہے کہ دباؤ سے شاید کچھ اچھے نتائج برآمد ہوں لیکن امریکہ کی کسی بھی حکمت عملی میں صرف پاکستان کو ہی



شامل نہیں کیا جانا چاہئے بلکہ خلیج فارس کی جنگ کی طرح ان ممالک کا ایک وسیع اتحاد قائم کرنا چاہئے۔ جن کے مقاصد ایک جیسے ہیں۔ یہ مقاصد سیاسی اور فوجی دونوں ہونے چاہئیں۔ کیونکہ اسامہ بن لادن کے ہیڈکوارٹر یا کیمپوں پر بمباری یا کمانڈو حملوں کا بہت اثر پڑے گا اور اس طرح بڑا مسئلہ حل نہیں ہو سکے گا۔ ایک حقیقی حل کے لئے کوئی ایسا فارمولا تلاش کرنے کی ضرورت ہوگی، جس سے افغانستان کو استحکام مل سکے اور دہشت گردوں کا قلع قمع کرکے اس کے عوام کو بچایا جائے۔ اس مہم کا آغاز ملبے کے ڈھیر کابل پر کروز میزائل برسا کر نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ طالبان کو الٹی میٹم دینا چاہئے کہ وہ دہشت گردوں کے خلاف مہم میں تعاون کریں یا پھر عالمی اتحاد کے ساتھ جنگ کا سامنا کریں۔

(12 ستمبر 2001ء واشنگٹن پوسٹ)

# پاکستان کیا کرے؟ کدھر جائے؟

حالات جس تیزی سے تبدیل ہو رہے تھے اور ان میں لمحہ بہ لمحہ ہونے والی تبدیلی جس طرح ساری دنیا پر اثر انداز ہو رہی تھی اس سے پاکستان سب سے زیادہ متاثر ہوتا تھا۔ جنرل پرویز مشرف اپنی اعلیٰ فوجی قیادت اور کابینہ کے ساتھ پہلے ہی سے ایک فیصلے پر پہنچ چکے تھے جس کا علم حکومت پاکستان کی طرف سے پاکستانی عوام کو مسلسل اندھیرے میں رکھنے کے باوجود بین الاقوامی میڈیا سے انہیں ہو چکا تھا اور اس خبر نے کہ پاکستان نے امریکہ کو ہر طرح کی امداد کی فراخدلانہ پیشکش کر دی ہے پاکستانی عوام میں بے چینی کی لہر دوڑا دی تھی۔ حکومت کے خلاف مظاہروں کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا یہ مظاہرے گو بہت بڑے پیمانے پر نہیں ہو رہے تھے اس کے باوجود جنرل مشرف نے دانشمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پاکستان کی سیاسی جماعتوں، اخباری مالکان اور مذہبی رہنماؤں کو مشاورت کے لئے طلب کر لیا لیکن یہ بات سب جانتے تھے کہ جنرل صاحب انہیں پہلے سے طے شدہ فیصلوں کے حق میں دلائل دینے کے لئے ہی زحمت کلام دے رہے ہیں ایسا ممکن نہیں تھا کہ



وہ ان بے چارے رہنماؤں کی تجاویز سے متاثر ہو کر اپنی پالیسی تبدیل کرتے۔

اس مرحلے پر پاکستان میں امریکی اعلیٰ حکام کی آمد کا سلسلہ بڑے زور شور سے شروع ہو چکا تھا اور کوئٹہ میں باقاعدہ ایف بی آئی نے اپنا کام شروع کر دیا تھا۔ جبکہ ملک کے دوسرے حصوں میں بھی وہ سرگرم تھے اس مرحلے پر پاکستان نے ایک آخری کوشش کی اور ایک اعلیٰ سطحی وفد افغانستان بھیجا گیا جس نے ملا عمر اور ان کے ساتھیوں سے قندھار، کابل اور جلال آباد میں مذاکرات کرتے ہوئے انہیں امریکی موڈ سے آگاہ کیا اس اعلیٰ سطحی وفد میں آئی ایس آئی کے سربراہ جنرل محمود بھی شامل تھے جو اگلے ہی روز امریکہ سے بریفنگ لینے اور دینے کے بعد تشریف لائے تھے۔

اس اعلیٰ سطحی وفد نے افغان حکومت کو امریکی عزائم، اپنی پوزیشن اور خطے کی تباہ کن صورتحال سے باخبر کرتے ہوئے بتایا کہ ان کے بچاؤ کا صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ کہ طالبان اسامہ بن لادن کو ان کے حوالے کر دیں۔ اس کے لئے طالبان کو 3 دن کا وقت دیا گیا اور بتایا گیا کہ امریکہ اس سے زیادہ صبر کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہے۔

طالبان نے اپنی شوریٰ میں غور و فکر کے بعد پاکستانی حکومت سے کہا کہ ملا عمر نے علمائے کرام کا اجتماع کیا ہے اور وہ علمائے کرام سے مشاورت کے بعد ہی کوئی فیصلہ کریں گے کہ اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے کیا جائے یا نہ کیا جائے۔

اس اثنا میں اسامہ بن لادن کی طرف سے ایک بیان اخبارات کو جاری ہوا جس میں انہوں نے اپنی بے گناہی میں کہا کہ امریکہ انہیں بغیر کسی ثبوت کے مجرم بنا رہا ہے۔

O

پاکستان کی طرف سے افغانستان کو فیول کی سپلائی اگر رک بھی جاتی تو اس کے خاطر خواہ

نتائج کیا برآمد ہو سکتے تھے۔ افغان ایسی پابندیوں کا طویل عرصے سے سامنا کر رہے اور ان کے عادی ہو چکے تھے۔

امریکہ اور اس کے حواریوں کے عزائم کو دیکھتے ہوئے پاکستان کے ذمہ دار پریس نے امریکہ کو بہت صائب مشورے بھی دیئے جن میں امریکہ سے بار بار یہی کہا گیا کہ وہ صورتحال کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے دانش مندی سے کام لے پریس کا کہنا تھا۔

نیویارک اور واشنگٹن میں 11 ستمبر کے خودکش حملوں کے بعد ذمہ دار دہشت گردوں سے نمٹنے کی آڑ میں امریکہ اتحادیوں کے اشتراک سے بیک وقت کئی ملکوں میں جس وسیع پیمانے پر فوجی کارروائی کا منصوبہ بنا رہا ہے۔ اس سے دنیائے اسلام کے افق پر بڑی تباہی اور کشت وخون کے خطرات کے بادل منڈلا رہے ہیں، امریکی سینٹ نے چالیس ارب ڈالر کے پیکج کی منظوری دے کر اس کارروائی کیلئے راہ ہموار کر دی ہے جس کے بعد صدر جارج ڈبلیو بش نے ملک میں ہنگامی حالت نافذ کر دی ہے اور چالیس ہزار ریزرو فوجیوں کو ڈیوٹی پر طلب کر لیا گیا ہے، بحیرہ عرب میں موجود جنگی بیڑے سمیت دنیا بھر میں امریکی فوجی دستوں کو ریڈ الرٹ کر دیا گیا ہے اور جاپان کے اڈوں پر امریکی فضائیہ کے جنگی طیاروں کی نقل و حرکت بڑھ گئی ہے۔ اگرچہ امریکی حکام پہلے دن سے 11 ستمبر کے واقعات کے سلسلہ میں اسامہ بن لادن کا نام لے رہے ہیں لیکن امریکی وزیر خارجہ کولن پاول نے جمعہ کے روز اپنے سابقہ بیانات تبدیل کرتے ہوئے جن میں وہ اسامہ کو اصل مشتبہ شخص قرار دے چکے تھے، یہ تازہ موقف اختیار کیا ہے کہ اسامہ مشتبہ افراد میں سے ایک ہیں لیکن تفتیش و تحقیقات جاری ہے اور ابھی اس امر کی نشاندہی نہیں ہوئی ہے کہ کون ایک شخص یا ایک تنظیم اس دہشت گردی کی ذمہ دار ہے۔ اس سے فوجی کارروائی کا دائرہ وسیع



کرنے کے عزائم کی عکاسی ہوتی ہے۔ جنرل کولن پاول نے اس طرف اشارہ کرتے ہوئے طالبان کو خبردار کیا ہے کہ وہ ان دہشت گردوں کی سرگرمیوں سے جو ان کے ملک میں پناہ لئے ہوئے ہیں، خود کو الگ تھلگ نہیں کر سکتے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم دہشت گردوں کے نیٹ ورک کا کھوج لگانے اور صفایا کرنے کے بعد آرام سے نہیں بیٹھ رہیں گے بلکہ دہشت گردی کے خلاف عالمگیر یلغار جاری رکھیں گے۔

امریکی وزیر خارجہ کے بیان کے ساتھ امریکہ کے نائب وزیر دفاع پال وولف وٹز کے بیان کو ملا کر پڑھا جائے تو کسی بھی وقت شروع ہونے والی امریکی فوجی کارروائی کی وسعت، شدت اور طوالت کا نقشہ صاف سامنے نظر آتا ہے، امریکی نائب وزیر دفاع نے ایک وسیع اور مسلسل جاری رہنے والی کارروائی کا عندیہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ معاملہ صرف بعض لوگوں کو پکڑنے اور ذمہ دار ٹھہرانے کا نہیں ہے بلکہ دہشت گردوں کی کمین گاہوں اور ان کی امداد و حمایت کے نیٹ ورک کا صفایا کرنے اور ان کی پشت پناہی کرنے والی ریاستوں کو ختم کرنے کا ہے۔ ریاستوں کو ختم کرنے سے مراد ایسی ریاستوں کی حکومتوں کو ختم کرنے سے لی گئی ہے جو دہشت گرد گروپوں کو حمایت یا سرپرستی مہیا کرتی ہیں صدر بش 11 ستمبر کے واقعات کو پہلے ہی دہشت گردی کے بجائے امریکہ کے خلاف جنگ کے اقدام سے تعبیر کر چکے ہیں اور امریکی کانگرس نے انہیں ہر ضروری فوجی کارروائی کی اجازت دے دی ہے جبکہ نیویارک میں معمولات زندگی درہم برہم ہونے کے باوجود 12 ستمبر کو ہنگامی طور پر اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل اور اسی شام جنرل اسمبلی کے اجلاس بھی منعقد کرائے گئے اور ان سے دہشت گردی کی ہر شکل اور ہر قسم کے خلاف تمام ضروری اقدامات کا اختیار لے لیا گیا، جبکہ نیٹو پہلے ہی مشترکہ دفاع کی دفعہ کو پہلی مرتبہ متحرک کرتے ہوئے مجوزہ فوجی

کارروائی میں امریکہ کا ساتھ دینے کا اعلان کر چکا ہے۔ اس کارروائی کی وسعت اور شدت کا اندازہ جنرل کولن پاول کے اس بیان سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہمیں ایک ایسے مختلف دشمن کا سامنا ہے جو بہت سے مقامات سے اور کبھی بھی خود امریکہ کے اندر حملہ آور ہوتا رہا ہے۔ اس نئی جنگ میں امریکہ کے پاس دستیاب تمام جنگی وسائل، ساز و سامان اور ہتھیار استعمال کئے جائیں گے اس سے اس امر کا اشارہ ملتا ہے کہ فوجی کارروائی کا ہدف فوری طور پر افغانستان کے علاوہ مصر اور سوڈان سمیت بعض دوسرے ایسے ممالک بھی ہو سکتے ہیں جن کے متعلق شک کیا جاتا ہے کہ وہاں اسامہ کے ساتھ روابط رکھنے والی تنظیمیں موجود ہیں۔ جبکہ اسکے بعد مسلسل جاری رہنے والی کارروائی کے تحت انتہا پسند تنظیموں حتیٰ کہ ممالک کو نشانہ بنانے سے بھی دریغ نہیں کیا جائے گا اور اس کارروائی میں ایٹمی ہتھیاروں کے استعمال کو بھی خارج از امکان قرار نہیں دیا جا سکتا۔

ایسے حالات میں جب ”دہشت گردی کی ہر شکل اور ہر قسم“ کو ختم کرنے کی غرض سے تمام فوجی، مالی، افرادی، و دیگر مسائل بروئے کار لانے کیلئے مغربی ممالک متحد ہو گئے ہیں اور عراق کے خلاف خلیجی جنگ سے قبل کے مقابلے میں زیادہ سنگین اور نازک صورت حال پیدا ہو گئی ہے جبکہ پورے خطے بلکہ دنیا پر دور رس اثرات مرتب ہوتے دکھائی دیتے ہیں پاکستان خود کو عجیب مخمصے میں گرفتار محسوس کرتا ہے۔ ایک طرف امریکہ کا اصرار ہے کہ وہ مشتبہ دہشت گردوں کے خلاف امریکی کارروائی میں ساتھ دے کر دوست ملک ہونے کا ثبوت فراہم کرنے کیلئے 18 مطالبات پورے کرے جس میں خفیہ معلومات کا تبادلہ اور فضائی حدود کے استعمال کی اجازت بھی شامل ہے۔ دوسری طرف پاکستان کے تعاون کی صورت میں دینی جماعتوں اور انتہا پسند مذہبی تنظیموں کے ردعمل کے طور پر پاکستان خود بھی



نتائج کی لپیٹ میں آسکتا ہے۔ کور کمانڈروں نے جمعہ کے روز اپنی کانفرنس میں امریکہ کی ممکنہ امداد کے حوالے سے ایک حکمت عملی کی منظوری دی ہے جس میں فضائی حدود کے استعمال کی اجازت اور صدر و چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف کا ہنگامی دورہ واشنگٹن بھی شامل ہو سکتا ہے۔ بھارت نے امریکہ کو فوجی کارروائی کیلئے اپنی سرزمین استعمال کرنے کی اجازت دے دی ہے جبکہ روس اور وسطی ایشیائی ممالک فوجی کارروائی میں شمولیت پر متامل ہیں۔ ایسی صورت میں امریکہ فوجی کارروائی کیلئے اس وجہ سے بھی تمام تر انحصار پاکستان کے تعاون پر کر رہا ہے کہ پاکستان واحد ملک ہے جس کے طالبان حکومت کے ساتھ انتہائی قریبی تعلقات ہیں اور جس کے ادارے آئی ایس آئی کے متعلق یہ باور کیا جاتا ہے کہ افغانستان میں سوویت تسلط کے خلاف جنگ سے لے کر طالبان کے برسر اقتدار آنے تک اور ان کی حکومت کو مستحکم بنانے میں اس ادارے کا فعال کردار رہا ہے اور اسے افغانستان کے حوالے سے تمام معلومات تک رسائی حاصل ہے۔ جیسا کہ ہم گزشتہ روز ان کالموں میں عرض کر چکے ہیں۔ پاکستان جو خود ”دہشت گردی کی ہر شکل اور ہر قسم“ کا مخالف ہے اور اس کا شکار بنا ہوا ہے۔

اس موقع پر امریکہ عالمی برادری اور اقوام متحدہ کی توجہ اسرائیل اور بھارت کی اس ریاستی دہشت گردی کی طرف بھی مبذول کرائے جائے جس کے نتیجے میں ہر روز بے گناہ انسانوں کی جانیں تلف ہو رہی ہیں۔ اس کے علاوہ عراق میں معصوم بچوں کی روز افزوں ہلاکتوں کی طرف بھی توجہ دلائی جائے جو خوراک اور ادویات نہ ملنے کے باعث موت کی وادی میں اتر رہے ہیں عالمی برادری کو اس امر کا قائل کرنے کیلئے دفتر خارجہ خود بھی عالمی دارالحکومتوں میں سفارتی مہم چلائے اور سیاستدانوں و علماء کرام کے وفود بھی بھیجے

جائیں کہ اول! اسلام کے سچے پیروکار کبھی دہشت گرد نہیں ہو سکتے۔ اس حوالے سے بحیثیت مجموعی تمام مسلمانوں اور عربوں کو نشانہ عتاب بنانا جیسا کہ امریکہ کے بعض شہروں میں مسلمانوں کی املاک اور مساجد پر حملوں سے ظاہر ہو رہا ہے، مختلف تہذیبوں کے درمیان سنگین تصادم کو جنم دینے کا سبب بن سکتا ہے، دوم: صرف دہشت گردی کا نہیں، دہشت گردی کے اسباب کا خاتمہ کرنے پر توجہ دی جائے۔ سوم: امریکہ اسلام اور اہل اسلام کو حریف سمجھنے کی روش ترک کرے، عراق، لیبیا، افغانستان، پاکستان، ایران، سمیت مختلف مسلم ممالک کے خلاف عائد پابندیاں ہٹائی جائیں، خلیجی ممالک سے امریکہ اور مغربی ممالک کو افواج کو واپس بلایا جائے، ترقی پذیر ممالک کے ذمہ واجب الادا قرضے معاف کیئے جائیں جن کے بوجھ میں من مانے اقدامات کے ذریعہ اضافہ کیا جا رہا ہے۔ بیت القدس پر اسرائیل کا غاصبانہ قبضہ ختم کرایا جائے اور فلسطینیوں کو آزاد و خود مختار فلسطینی ریاست قائم کرنے کا حق دیا جائے۔ جموں و کشمیر کا تنازعہ کشمیری عوام کی خواہشات کے مطابق حل کرایا جائے۔ افغانستان میں طالبان حکومت کے متحارب فریق کی سرپرستی اور مسلم ممالک کے درمیان اقتصادی تعاون کی راہیں مسدود رکھنے کیلئے خطے کو عدم استحکام سے دوچار کرنے کی سازشیں بند کی جائیں۔ اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اپنے جائز حق کیلئے آواز بلند کرنے والے گروہ تنظیمیں یا عوام جب پر امن طریقے سے دادرسی و حق رسی میں ناکام رہتے ہیں تو شدید مایوسی کے عالم میں جدوجہد کا راستہ اختیار کرنے پر مجبور ہوتے ہیں جسے دہشت گردی کا نام دیا جاتا ہے لیکن محکوم و مظلوم لوگوں کے حوالے سے اس طرح کا امتیازی رویہ ہرگز قرین انصاف نہیں ہے۔ لہٰذا یہ حقیقت تسلیم کرنا عین دانشمندی ہوگی کہ دہشت گردی کے اسباب کا خاتمہ ختم کر کے ہی دہشت گردی کو جڑ سے اکھاڑا جا سکتا ہے۔



امریکہ کی طرف سے مسلسل دھمکیوں اور تیاریوں کی اطلاعات پر طالبان خاموش نہیں تھے انہوں نے بھی حفاظتی اقدامات شروع کر دیا اور 17 ستمبر کے اخبارات نے یہ اطلاعات شائع کیں۔

ممکنہ امریکی حملے کے پیش نظر طالبان نے افغانستان کے مختلف علاقوں میں بدستور جنگی تیاریاں شروع کر دی ہیں کابل قندھار، جلال آباد، خوست، پکتیا اور دیگر علاقوں میں ریزرو فوجی طلب کر لئے گئے ہیں پہاڑی مورچوں اور ملا عمر اور اسامہ کے خفیہ ٹھکانوں کے اردگرد طیارہ شکن گنیں اور سٹنگر میزائل نصب کر دیئے گئے ہیں اور گنوں کے رخ پاکستان کی طرف کر دیئے گئے ہیں ایک طالبان کمانڈر کے مطابق اس وقت طالبان حکومت کے پاس کثیر تعداد میں سٹنگر میزائل موجود ہیں جو حکمت یار کی حزب اسلامی کے مراکز سے قبضے میں لئے گئے تھے ہم امریکہ سے جہاد کے لئے تیار ہیں طالبان نے طورخم سرحد پر بھی طالبان فوجیوں کی تعداد میں اضافہ کر دیا ہے اتوار کے روز ڈیڑھ سو مزید طالبان تمام سرحد پر تعینات کیئے گئے۔ ان ذرائع نے بتایا ہے کہ طالبان نے بعض صوبوں میں زمین سے زمین پر مار کرنے والے میزائل بھی نصب کر دیئے ہیں۔ ادھر بین الاقوامی ریڈ کراس کمیٹی کی دو پروازوں کے ذریعے 22 غیر ملکی باشندے گزشتہ روز کابل سے پشاور پہنچ گئے ہیں۔ افغان عوام شرعی فتویٰ کی روشنی میں اپنے ملک کا دفاع کریں گے توقع ہے کہ افغانستان کے 32 صوبوں سے ایک ہزار علماء منگل کے روز کابل میں جمع ہوں گے۔

افغانستان کے وزیر اطلاعات و ثقافت قدرت اللہ جمالی نے کہا ہے کہ امریکی حملے کی صورت میں جہاد فرض ہو جائے گا انہوں نے کہا ہمارا موقف واضح ہے کہ اگر وہ حملہ کریں گے تو ہمارے پاس جہاد کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہوگا۔ دریں اثناء طالبان نے

اپنے دفاع کیلئے کارروائیاں شروع کر دی ہیں اور فوجیوں کو بھی تیار رہنے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ کابل میں شہریوں نے حملے کے خطرہ کے پیش نظر شہر چھوڑنا شروع کر دیا ہے جبکہ کچھ نے خوراک اور دیگر اشیاء ذخیرہ کرنا شروع کر دی ہیں۔ امارت اسلامی افغانستان کے سربراہ امیر المومنین ملا محمد عمر نے ایک بیان میں کہا ہے کہ تمام عالم اسلام جہاد کیلئے تیار ہو جائے۔ یہ بات امارات اسلامی افغانستان کی طرف سے ایک پریس نوٹ میں کہی گئی جس میں ملا محمد عمر کی جانب سے کہا گیا ہے کہ امریکہ کو ہم بار بار یہ کہہ چکے ہیں کہ امریکہ کے شہروں نیویارک سٹی اور واشنگٹن میں دھماکوں کا اسامہ سے کوئی تعلق نہیں۔

یہ امریکہ کے خفیہ اداروں کی ناکامی ہے کہ بغیر تصدیق کئے انہوں نے اسامہ نام میڈیا کے ذریعے نشر کرنا شروع کر دیا۔ اس پروپیگنڈے کے بعد سے امریکہ کی جانب سے افغانستان پر حملے کا جواز تلاش کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم تمام عالم اسلام سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ کفر کی قوتوں کے خلاف جہاد کیلئے تیار ہو جائے۔ ملا محمد عمر نے کہا کہ افغان اپنے آپ کو کسی سے بھی کمتر نہیں سمجھتے کیونکہ ہم زندگی سے زیادہ موت کو ترجیح دیتے ہیں طالبان کرسی واقتدار کے شوقین نہیں۔

انہوں نے کہا کہ اگر کسی ہمسایہ ملک نے اپنے ہوائی اڈے اور بندرگاہ امریکہ استعمال کرنے کی اجازت دی تو اس کا حشر بھی امریکہ سے بدتر ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے خواب کو کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہونے دیں گے۔ ان تمام قوتوں کے عزائم خاک میں ملا دیئے جائیں گے جو مسلمانوں کی بربادی کیلئے سازشیں تیار کر رہے ہیں دریں اثنا طالبان انتظامیہ نے باجوڑ ایجنسی کے دونوں پاک افغان بارڈر غاخی پاس اور ناواپاس سیل کر دیئے۔



باجوڑ سے افغانستان جانے والے مسافروں کی کڑی نگرانی کی جارہی ہے باجوڑ سکاؤٹس نے دونوں بارڈرز پر مزید نفری تعینات کر دی۔ افغان بارڈر پیدل کراس کرنے والے پاکستانی شہریوں کی کڑی نگرانی کی جارہی ہے۔ گزشتہ شام طالبان اہلکاروں نے پشاور اور مردان کے پانچ تاجروں کو بغیر دستاویزات کے پاک افغان بارڈر کراس کرتے ہوئے گرفتار کیا اور انہیں دو گھنٹے اپنی حراست میں رکھنے کے بعد رہا کر دیا گیا۔ دریں اثنا باجوڑ ایجنسی کی مقامی انتظامیہ نے افغانستان سے باجوڑ آنے والے افغان مہاجرین کی آمد روکنے کیلئے اقدامات سخت کر لئے ہیں۔ این این آئی کے مطابق اسلام آباد میں گفتگو کرتے ہوئے افغانستان سفیر ملا عبدالسلام ضعیف نے کہا ہے کہ امریکہ افغانستان حملے کی آڑ میں پاکستان کی اہم دفاعی اور ایٹمی تنصیبات کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ اگر پاکستان نے امریکہ کو افغانستان پر حملے کیلئے اپنی فضائی یا زمینی حدود استعمال کرنے کی اجازت دی تو یہ افغان عوام کے ساتھ بے وفائی ہوگی جس سے افغانستان اور پاکستان کی دوستی دشمنی میں بدل جائے گی۔ انہوں نے کہا افغان عوام غیرت جرأت اور بہادری کے ساتھ امریکی حملوں کا بھرپور جواب دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں ہم غیرت کی موت مرنے کیلئے تیار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ اسامہ کے خلاف تمام شواہد اور ثبوت عدالت میں پیش کرے بغیر ثبوت کے اسامہ کو کسی صورت میں حوالے نہیں کیا جائے گا۔

عبدالسلام ضعیف نے کہا کہ پاکستان ہمارا برادر اسلامی اور دوست ملک ہے ہمیں توقع ہے کہ پاکستان امریکہ کی سازش کو ناکام بنادے گا، کیونکہ امریکہ کے افغانستان پر حملوں سے پاکستان پر بڑے اور نقصان دہ اثرات مرتب ہوں گے۔ افغان سفیر نے کہا کہ افغانستان میں حالات بہتر نہیں تاہم نئی صورتحال پر سخت تشویش ہے۔ دریں اثنا افغانستان

کے خلاف ممکنہ امریکی حملے کے پیش نظر بڑی تعداد میں افغانستان کے مختلف علاقوں سے عوام کی نقل مکانی جاری ہے اتوار کو چمن سے سینکڑوں خاندان پاکستان میں داخل ہوگئے چمن کے علاوہ توبہ کاکڑی، بادینی، ژوب، ورسرلٹ کے سرحدی علاقوں سے بھی افغان پناہ گزین پاکستان میں داخل ہو رہے ہیں نئے مہاجرین پاک افغان سرحدوں سے ملحقہ علاقوں میں ہی پناہ گزین ہو رہے ہیں۔ ہجرت کرنے والوں کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے صحیح اعداد وشمار کا علم نہیں ہوسکا تاہم سرحدوں پر تعینات پاکستانی اداروں کے ذرائع نے بتایا کہ روزانہ ایک ہزار افراد پاکستان میں داخل ہو رہے ہیں تاہم ان پناہ گزینوں میں خواتین، بوڑھوں اور بچوں کی تعداد زیادہ ہے اکثر جوان افغانستان میں ہی رہ گئے ہیں۔

ان حالات میں ساری قوم سکوت کے عالم میں تھی کیونکہ طالبان کے خلاف بادل نخواستہ ہی پاکستان کی طرف سے امریکہ کا ساتھ دیا جا رہا تھا تو بھی یہ بہت افسوسناک بات تھی اور اس کے مضمرات سب کو ڈرا رہے تھے۔ عین اس مرحلے پر پاکستان کے ہونہار اور اقتصادی دانشور وزیر خزانہ جناب شوکت عزیز کے بیان نے ساری قوم کو چونکا کر رکھ دیا جس میں موصوف نے فرمایا کہ امریکہ کا ساتھ دے کر ہم طویل المدت اقتصادی فائدے حاصل کریں گے میڈیا کے مطابق پاکستان بین الاقوامی دہشت گردی کے خلاف امریکہ کی قیادت میں مہم کی حمایت کے اپنے فیصلے سے زیادہ سے زیادہ ملی مفاد حاصل کرنے کی تیاری کر رہا ہے وزیر خزانہ شوکت عزیز نے کہا ہے کہ انہیں یقین ہے کہ اس مہم کی حمایت سے اقتصادی فوائد حاصل ہوں گے اے ایف پی کو انٹرویو میں انہوں نے کہا امریکہ سے تعلقات کی بہتری موجودہ اقتصادی دلدل سے نکلنے میں بہت مفید ہوسکتی ہے یہ واضح ہے کہ جوں جوں امریکہ سے تعلقات بڑھیں گے یقیناً اقتصادی روابط بھی بڑھیں گے اس کا مطلب



ہوگا مارکیٹ تک رسائی بڑھے گی قرضوں کی ری شیڈولنگ کے سلسلے میں بہتر سلوک ہوگا اور زیادہ پیسہ آئے گا۔ براہ راست بھی اور کئی طرفہ اداروں کے ذریعے بھی انہوں نے کہا امریکہ آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک سے پاکستان کے تعلقات موجودہ بحران سے پہلے بھی بہتر ہو رہے تھے۔ ہم اپنے طور پر اسی سمت جا رہے تھے اب اسے مزید بڑھاوا ملے گا۔ شوکت عزیز نے کہا ہماری توجہ اپنے قرضوں پر ہے لیکن ہم بیرونی سرمایہ کاری میں اضافہ اور ان کی منڈیوں تک رسائی بھی چاہتے ہیں تا کہ ہماری برآمدات بڑھیں وزیر خزانہ نے تسلیم کیا کہ افغانستان کے خلاف امریکہ کی فوجی کارروائی کے ہماری معیشت پر تھوڑے عرصے کے لئے منفی اثرات کا خطرہ بھی ہے لیکن انہیں اس بارے میں کوئی شبہ نہیں کہ پاکستان دنیا کی سب سے بڑی معیشت کا ساتھ دے کر طویل المدتی فوائد حاصل کرے گا۔ اے ایف پی کے مطابق پاکستان قرضوں میں پھنسا ہوا ہے اور اس کی ایک تہائی آبادی کو اپنی روزانہ غذائی ضروریات بھی میسر نہیں۔ اسے ہر طرح اقتصادی امداد کی سخت ضرورت ہے۔ پاکستان کے تاجر طبقے میں کئی لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ موجودہ بحران پاکستان کے لئے امریکہ کے پھر قریب ہونے کا سنہری موقع سمجھتے ہیں یاد رہے کہ سرد جنگ تک پاکستان اسرائیل اور مصر کے بعد سب سے زیادہ امریکی امداد حاصل کرنے والا تیسرا ملک تھا۔

O

اسلام آباد اس دوران غیر ملکیوں کی سرگرمیوں کا مرکز بن چکا تھا۔ دنیا بھر سے ذرائع ابلاغ کے نمائندے اسلام آباد میں اکٹھے ہو رہے تھے۔ خصوصاً امریکی پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا کی کئی ٹیمیں بیک وقت اسلام آباد اور پشاور میں کام کر رہی ہیں جن کے متعلق پاکستان کے ذہین اور محب وطن حلقے بخوبی جان چکے تھے کہ ان میں سے زیادہ تعداد

دراصل امریکن سی آئی اے کے ایجنٹوں کی ہوتی ہے جو مختلف Cover کے ساتھ یہاں رہتے ہیں خصوصاً ان کے لئے Press مضبوط کور موجود تھا۔ پاکستان اخبارات میں یہ خبریں بھی شائع ہوئیں کہ اسامہ بن لادن کی تلاش میں ایف بی آئی نے اپنے ''پاکستانی جانثاروں'' کی مدد سے مختلف اخبارات کے دفاتر میں چھاپے بھی مارے کہ مبادا انہوں نے اپنے ہاں اسامہ بن لادن کو نہ چھپا رکھا ہو۔ اس سلسلے کی اہم ترین کارروائی بی بی سی نے ڈالی جب ان کا رپورٹر اوصاف اخبار کے دفتر میں حامد میر کا انٹرویو کرنے کے بہانے پہنچ گیا اور سارے دفتر میں گھوم پھر کر انٹرویو کرتا رہا البتہ اپنی کارروائی کو صرف ''میڈیا کی کارروائی'' ثابت کرنے کے لئے بی بی سی نے اس انٹرویو کو ایک پروگرام کی شکل میں اپنے چینل سے پیش ضرور کر دیا۔ اسلام آباد کی صورتحال پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا گیا۔

وفاقی دارالحکومت میں یہ بحث عام ہے کہ امریکہ نے پاکستان سے کیا مانگا اور پاکستان کی موجودہ حکومت اب تک کیا پیشکش کر چکی ہے۔ اس ضمن میں بعض ذمہ دار ذرائع نے بتایا کہ اب تک امریکہ نے ہم سے جو طلب کیا ہے اسے تین حصوں میں تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

اول انٹیلی جنس کی معلومات اور مشترکہ کاوشیں بسلسلہ اسامہ بن لادن۔

دوئم افغانستان کے خلاف مجوزہ فوجی کارروائی کیلئے پاکستان کی فضائی حدود کا استعمال۔

سوم لاجسٹک امداد یعنی ذرائع نقل وحمل اور زمینی بنیاد۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حکومت پاکستان کا اب تک کا فیصلہ یہ ہے کہ اگر سہولتیں دینا ناگزیر ہوں تو فضائی حدود کی سہولت فراہم کر دی جائے۔ انٹیلی جنس انفارمیشن کے سلسلے میں ابھی سوچا جا رہا ہے کہ اس کی حدود کیا ہوں گی۔ نیز جب تک امریکی جنگی پلان کا پتہ نہ چلے



اس بارے میں کچھ کہنا مشکل ہوگا جس سے ابھی تک امریکہ نے نہ صرف پاکستانی حکومت کو آگاہ نہیں کیا بلکہ شاید اپنے طور پر بھی اس کا حتمی فیصلہ نہیں کیا۔

جہاں تک لاجسٹک سپورٹ کا تعلق ہے اس کے بارے میں بھی ایکشن پلان کے سامنے آنے پر ہی کچھ کہا جا سکے گا، تاہم حکومت پاکستان یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ افغانستان کے خلاف کسی بھی قسم کے فوجی ایکشن میں پاکستانی فوج یا دیگر اداروں کے افراد شامل نہیں ہوں گے اور کوشش کی جائے گی کسی بھی طرح فوجی ایکشن ٹل جائے اور کوئی درمیانی راستہ تلاش کیا جائے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ امریکہ کی طرف سے نیول بیس کا پوچھا گیا تھا کیونکہ امریکی بحری بیڑے سے ہی آپریشن کو کنٹرول کیا جائے گا، اگر انتہائی مجبوری میں اجازت دینا پڑی اور دوسری پیشگی شرائط یعنی سیکورٹی کونسل نے منظوری دے دی اور امریکہ کے ساتھ دوسرے ممالک بالخصوص مسلمان ملکوں کی فوجیں بھی شامل ہوئیں تو کراچی کی نسبت گوادر کو ترجیح دی جائے گی کیونکہ کراچی کی کثیر آبادی کیلئے مسائل ہو سکتے ہیں۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پاکستان کے علاوہ ارین کی طرف سے بھی کارروائی ہو سکتی ہے مگر امریکی وزارت دفاع کا خیال ہے کہ وہاں لاجسٹک سہولتیں اتنی نہیں جتنی پاکستان سے ممکن ہیں لہٰذا پاکستان پر ہی تمام تر دباؤ ڈالنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

اسلام آباد میں حکومتی حلقوں کا کہنا ہے کہ ہمارے لئے تین خطرات موجود ہیں۔

اول ملکی سلامتی کا مسئلہ

دوئم پاکستان کے انکار کی شکل میں بھارت اور روس کی طرف سے پاکستان کا گھیراؤ۔

سوم معیشت کی تباہی

وزارت خزانہ کے ایک ذریعے نے بتایا کہ نیویارک کے حادثے کے بعد ورلڈ

بینک کی ٹیم واپس چلی گئی ہے۔آئی ایم ایف کے وفود بھی پاکستان سے کوچ کر گئے ہیں اور حکومت پاکستان کو تاثر دیا گیا ہے کہ وہ تمام اچھے اقدامات جو حکومتی پالیسیوں سے سامنے آئے تھے اس کے بارے میں سمجھا جائے کہ "All gone" اب کچھ باقی نہیں بچا۔

اگر حکومت پاکستان نے اس بارے میں عالمی برادری سے تعاون نہ کیا تو خود کو تنہا سمجھنا چاہیئے اور کسی بھی قسم کی مالی معاونت کا خیال بھی دل سے نکال دینا چاہیئے۔حکومتی حلقوں کی طرف سے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مسئلہ کشمیر کو آگے بڑھانے کیلئے موجودہ حکومت نے جتنی کاوش کی تھی اگر پاکستان نے خود کو دہشت گردی کے ملزم ممالک یا حکومتوں سے وابستہ کیا خواہ ان پر ابھی الزام ثابت نہ ہوا ہو تو بھی کشمیر میں آزادی کی تحریک کو عالمی سطح پر دہشت گردی ثابت کرنے کی بھارتی سازش کامیاب ہو جائے گی اور پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کو اسلامی بم قرار دے کر اس کے خلاف محاذ آرائی میں دنیا کے بہت سے ممالک شامل ہو جائیں گے۔یوں پاکستان کی ایٹمی صلاحیت موضوع بحث بن جائے گی۔

اسلام آباد میں موجودہ پاکستان کے دفاعی ماہرین کو یقین ہے اور حکومتی حلقے بھی تصدیق کرتے ہیں کہ پاکستان نے امریکہ پر واضح کر دیا ہے کہ افغانستان کے خلاف کسی بھی ممکنہ کارروائی کے دوران ہماری ایٹمی تنصیبات اور صلاحیت کو ہرگز نشانہ نہ بنایا جائے ورنہ حکومت پاکستان آخری سرحدوں تک جا کر اس کی حفاظت کرے گی۔یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ امریکہ کی جانب سے یقین دہانی کرائی گئی ہے کہ امریکہ کا ایسا کوئی ارادہ نہیں اگر پاکستان عالمی رائے عامہ کے تقاضوں کو پیش نظر رکھے اور دہشت گردی کے خلاف کارروائی میں تعاون کرے تو امریکہ کو پاکستان کی ایٹمی صلاحیت سے نہ تو کوئی شکایت ہوگی اور نہ ہی اعتراض۔

وفاقی دارالحکومت میں یہ بحث عام ہے کہ اگر پاکستان اس موقع کو ذہانت سے



استعمال کرے تو ہم اپنے قرضے معاف کروا سکتے ہیں اور غیر ملکی امداد حاصل کر سکتے ہیں۔

اس بارے میں یہ دلیل بھی دی جا سکتی ہے کہ امریکہ کس حد تک قابل اعتماد ہے اور اس سے کیا گارنٹی حاصل کی جا سکتی ہے کیونکہ وقت گزرنے کے بعد وہ اپنی بات سے پھر بھی سکتا ہے۔

سیاسی حلقوں کا کہنا ہے کہ اس بار امریکہ سے ''اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے'' کی بنیاد پر معاملات طے کئے جا سکتے ہیں اور یہ مسائل ایسے نہیں جن کے لئے مہینوں انتظار کرنا پڑے۔بہرحال بعض حلقوں کا یہاں تک دعویٰ ہے کہ دونوں طرف سے پیشکشوں کا تحریری تبادلہ ہو چکا ہے تاہم اس امر کی تصدیق نہیں ہو سکی۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حکومت پاکستان نے جلد بازی کی اور مشاورت سے پہلے ہی کولن پاول نے امریکی حکومت کی طرف سے اعلان کر دیا کہ ہماری شرائط مان لی گئی ہیں جبکہ دوسرے نقطہ نظر کے حامل افراد کا کہنا ہے کہ حکومت پاکستان نے نہایت ذہانت اور ہوشیاری سے انتہائی مشکل حالات میں دباؤ کے باوجود صرف یہ کہا ہے کہ ہم دہشت گردی کے خلاف ہر کارروائی کی حمایت کریں گے تاہم صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف نے ٹیلی فون پر صدر بش سے جو گفتگو کی، اس میں بھی ان تحفظات کا ذکر کیا گیا جو افغانستان پر ممکنہ فوج کشی کے حوالے سے پاکستان میں پائے جاتے ہیں اور وقت اتنا کم تھا کہ یہ نہیں کیا جا سکتا تھا کہ ہم پہلے مشورے کریں گے اور پھر جواب دیں گے۔

دریں اثناء یہ بھی پتہ چلا ہے کہ حکومت پاکستان کا چین اور سعودی عرب سے مسلسل رابطہ ہے اور عین ممکن ہے کہ صدر پرویز مشرف خود چین اور سعودی عرب کا ہنگامی دورہ کریں اور امریکہ کے ساتھ پیکیج ڈیل کے حوالے سے ان دونوں ملکوں سے مشورے

کے بعد حتمی فیصلہ کیا جائے۔

ایک اور بات جس کا بہت تذکرہ کیا جا رہا ہے وہ مختلف طبقات کا مختلف ردِعمل ہے۔ غریب لوگ کم پڑھے لکھے، متوسط طبقہ کے کم تعلیم یافتہ افراد دینی اور مذہبی حلقے، جہادی تنظیمیں اسامہ بن لادن اور طالبان کی حکومت کے بارے میں بہت جذباتی رائے کا اظہار کرتے ہیں اور امریکہ کے خلاف ہیں۔ ان کے بعض انتہا پسند تو ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملے کو بھی سپر طاقت کے غرور کا خاتمہ قرار دیتے ہیں مگر مڈل کلاس کے پڑھے لکھے لبرل لوگ اپر مڈل کلاس، اپر کلاس، بیوروکریسی اور حکومتی اداروں میں موجود اعلیٰ عہدیدار تجارتی اور کاروباری حلقے اور عالمی رائے عامہ سے کتنے کے نقصان کا ادراک رکھنے والے تمام افراد جن میں بینکار، سفارتکار، درآمد اور برآمد کے کاروبار سے منسلک لوگ خاص طور پر قابل ذکر ہیں، اس امر کی نزاکت سے بخوبی واقف ہیں کہ پاکستان کے خلاف مکمل معاشی پابندیاں عائد کر دی جائیں تو بحیثیت ملک وقوم ایک ہفتہ بھی نہیں نکال سکتے۔

ایک اخباری دانشور نے اس صورتحال کے بارے میں دلچسپ ریمارکس دیتے ہوئے کہا کہ صاحب امریکہ کے حق میں ہے جبکہ صاحب کا ڈرائیور اس کے خلاف ہے۔ بیگم صاحبہ اسامہ بن لادن کو برا بھلا کہتی ہیں مگر باورچی نے اسامہ کی تصویر کچن میں لگا رکھی ہے۔

پاکستان اس صورتحال سے کس طرح عہدہ برآ ہوگا۔ یہ ایک مشکل سوال ہے اور اس سوال کا جواب بہرحال صدر پرویز مشرف کو دینا ہے جو پچھلے کئی دن سے شاید ہی چند گھنٹوں سے زیادہ نیند لے سکے ہوں۔ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ ایک مشکل فیصلہ ہے جس سے ان کی ذاتی ساکھ بھی داؤ پر لگ سکتی ہے اور آگرہ مذاکرات سے حاصل ہونے والی پذیرائی تباہ ہو سکتی ہے۔ ان کے قریبی حلقوں کا کہنا ہے کہ ایک طرف جذباتی وابستگیاں اور



نعرے ہیں جبکہ دوسری طرف ٹھوس زمینی حقائق ہیں۔ ان حلقوں کا کہنا ہے کہ پاکستان اور اس کے عوام کا تحفظ اور سلامتی، معاشی بربادی سے ملک کو بچانا، مسئلہ کشمیر کو ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملہ آوروں سے علیحدہ رکھنا۔ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کو محفوظ کرنا سب سے مقدم ہے۔

صدر کے قریبی حلقوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ روئے زمین پر پاکستان شاید طالبان کا واحد دوست ہے جو ان کے طریقہ کار سے اختلاف رکھنے اور اس کی بعض پالیسیوں کے یکسر مخالف ہونے کے بعد بھی مسلسل اس کوشش میں رہا اور خصوصاً جنرل پرویز مشرف نے امریکہ اور دیگر دنیا کو سمجھانے کی پوری کوشش کی کہ طالبان کو تنہا کرنے کی پالیسی اختیار کرنے کی بجائے ان سے بات چیت کریں اور ان کے انسانی مسائل کو حل کرتے ہوئے انہیں اپنے قریب لائیں۔

جب حکومت پاکستان کے خارجہ امور کے ایک ذمہ دار سے دریافت کیا گیا کہ پاکستان نے اپنی فضائی حدود یا اڈے افغانستان کے خلاف استعمال کے لئے دیئے تو افغانستان کے پاکستان میں مقیم سفیر کے بقول افغانستان پاکستان سے جنگ کرے گا تو انہوں نے کہا کہ ہم آخری حد تک طالبان حکومت کو قائل کرنے کی کوشش کریں گے کہ خود کو عالمی برادری سے علیحدہ نہ کرے اور لاکھوں کروڑوں عوام کو بچانے کی کوشش کرے، ہم تو شاید دنیا میں ان کے واحد خیر خواہ ہیں مگر عالمی برادری سے علیحدہ نہیں ہو سکتے۔ خدا نہ کرے ایسا وقت آئے۔ پاکستان کسی سے بھی جنگ نہیں چاہتا مگر ہماری تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی ہمارے خلاف کسی بھی دوسرے ملک نے جارحیت کا ارتکاب کیا تو ہم اپنی سرحدوں کی حفاظت کرنے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں۔

امریکہ پورے ثبوت کا اعلان کرنے سے پہلے ہی فیصلہ کر چکا ہے کہ وہ نیویارک

کے واقعہ کے بعد اسامہ بن لادن اور افغانستان کے خلاف بھرپور جنگی کارروائی کرے گا اور اس کی تیاریوں کے لئے ٹیمیں مناسب اور موزوں مقامات پر پہنچنا شروع ہو گئی ہیں۔ پاکستان آخری کوششوں میں مصروف ہے کہ کابل خود کو اس تباہی سے بچانے کیلئے کوئی راستہ تلاش کرے۔ امریکہ پاکستان کو "ابھی نہیں تو کبھی نہیں" کا پیغام بھیج چکا ہے۔ پاکستان کو اپنے عوام کے ساتھ ساتھ دنیا کی اکلوتی مسلم ایٹمی طاقت کا بھی دفاع کرنا ہے۔ وہ چین اور سعودی عرب کے ساتھ ساتھ اسلامی کانفرنس کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھ رہا ہے مگر مسلمان ممالک کی غالب اکثریت امریکہ کے زیر اثر ہے یا اس کے خلاف جانے کی ہمت نہیں رکھتی۔

نیویارک کے حادثے کے بعد عالمی رائے عامہ عالمی میڈیا کے زیر اثر افغانستان اور اسامہ بن لادن کو ملزم کے بجائے مجرم سمجھ رہی ہے۔ ملا عمر اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے کرنے سے انکار کر چکے ہیں۔ اگر سیکورٹی کونسل نے حملے کی اجازت دے دی تو پاکستان کو مجبوراً ساتھ دینا ہوگا۔

کیا کوئی سپر پاور جیسے روس یا سب سے اہم یہ کہ چین افغانستان پر امریکی حملے کی منظوری کے خلاف سلامتی کونسل میں ویٹ کرے گا۔ روس تو شاید ایسا نہ کرے مگر کیا چین اس مرحلے پر یہ رسک لے سکتا ہے۔ شاید یہی وہ سوال ہے جس کا جواب معلوم کرنے کے لئے صدر پرویز مشرف از خود چین جانا چاہتے ہیں۔ آنے والے 72 گھنٹوں میں کیا ہوگا۔ آنکھیں منتظر ہیں پردہ اٹھنے کی کان منتظر ہیں ممکنہ دھماکوں کی آواز کے، دلوں کی دھڑکن تیز ہو رہی ہے۔ خوف اور پریشانی کے سائے نیویارک سے منتقل ہو کر افغانستان اور پاکستان پر منڈلا رہے ہیں۔



کیا صدر جنرل پرویز مشرف اور ان کے ساتھی پاکستان کی تاریخ کے اس نازک ترین مرحلے پر اپنے وطن، اس کے عوام اور اس ملک کے مفادات کے علاوہ مستقبل میں آنے والی نسلوں کے مفادات کا تحفظ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

اس سوال کے جواب میں ہم سب کو مل کر دعا کرنا ہوگی کہ جو فیصلہ بھی ہو وہ پاکستان اور اس کے عوام کیلئے بہتر ثابت ہو۔ آمین

# ایشیا ویک اور نیوز ویک کی اہم رپورٹس

ایشیا ویک نے موجودہ صورتحال پر تبصرہ کرتے ہوئے امریکہ کو خبردار کیا کہ وہ طالبان کی اس دھمکی کو کہ جہاں سے بھی افغانستان پر حملہ ہوا وہاں اس ملک میں مجاہدین گھس جائیں گے آسانی سے نہ لے کیونکہ طالبان کے تربیت یافتہ مجاہدین مراکش سے چین اور بوسنیا سے فلپائن تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اسامہ تو اس پورے مسئلے کا ایک پارٹ (حصہ) ہیں لیکن نوجوانوں کے اس سمندر کا کیا کیا جائے گا جس کی کوئی گہرائی نہیں اور جو اسامہ کو اپنا ہیرو سمجھتے ہیں اپنے کاز کے لئے مرنے بارنے کو تیار نظر آتے ہیں انگریزی جریدے ''ایشیا ویک'' کی ایک رپورٹ کے مطابق ایک پاکستانی اخبار نے طالبان کے ذرائع کے حوالے سے بتایا ہے کہ اسامہ نے امریکہ پر حالیہ حملوں میں ملوث ہونے کی تردید کی ہے تاہم ایک اطلاع یہ بھی ہے کہ اسامہ نے ان حملوں پر خدا کا شکر ادا کیا لیکن اس سے بڑی خبر یہ ہے بلغراد سے بغداد اور مشرقی بیت المقدس سے مشرقی جکارتہ تک اور بہت سے لوگوں کی بھی یہی سوچ ہے۔

نیویارک میں حملوں کی گرد بھی ابھی نہیں بیٹھی تھی کہ طالبان نے جلد بازی میں



اعلان کر دیا کہ اس میں اسامہ ملوث نہیں کیونکہ اس کے پاس نہ فون ہے نہ انٹرنیٹ نہ کوئی دوسری سہولت طالبان کے اس بیان میں اس لئے کوئی وزن نہیں کیونکہ امریکہ کی نظر میں اسامہ پہلے ہی نمبر 1 دہشت گرد ہے وہ اس کی سر کی 50 لاکھ ڈالر قیمت بھی مقرر کر چکا ہے۔ یمنی باپ اور سعودی ماں کی اولاد اسامہ کو 1979ء میں اپنے والد سے 25 لاکھ ڈالر ملے تو اس نے یونیورسٹی چھوڑ کر افغانستان جانے کا فیصلہ کیا ان کے ایک ساتھی مجاہد الجزائر کے عبداللہ انس کا کہنا ہے کہ اس کے باپ کے پاس وافر پیسہ تھا۔ سیاسی اور تنظیمی اعتبار سے اس کے خیالات میں اتنی جدت نہیں وہ کم کھاتا کم سوتا ہے سادہ زندگی گزارتا ہے۔ دریا دلی کا یہ عالم ہے کہ ساتھیوں کو ضرورت پڑے تو کپڑے اتار کر بھی دے دیتا ہے۔ افغانستان میں جہاد کا اعلان ہوا تو 30 ممالک سے 30 ہزار مجاہدین وہاں آئے تھے امریکہ نے بھی اس کام کی حمایت کی اور مجاہدین کو ''شیر'' بنا کر پیش کیا لیکن اسے کیا پتہ تھا کہ اس سے ایک اسلامی فوج وجود میں آ رہی ہے۔

1989ء میں سوویت فوجوں کی واپسی کے بعد امریکہ کی افغانستان میں دلچسپی ختم ہوگئی مگر مجاہدین پھر بھی تربیت کے لئے آتے رہے۔ تربیت کے ساتھ وہاں جاری خانہ جنگی نے انہیں لڑائی کا تجربہ بھی دیا۔ 1987ء میں اسامہ نے مصری مجاہدین کے ساتھ مل کر ''القائدہ'' کی بنیاد رکھی جس کا مقصد جہاد کو پورے عالم میں پھیلانا تھا انہوں نے ''اسلامی جہاد تنظیم'' کی سرپرستی کی جس کا مقصد امریکیوں اور یہودیوں کو قتل کرنا تھا۔ ان کا کہنا ہے کہ ریکیوں اور یہودیوں کا قتل ہر مسلمان کا فرض خواہ وہ کہیں رہتا ہے اور یہ کام کر سکتا ہے۔ ریکی انٹیلی جنس کا کہنا ہے کہ 1992ء میں یمن، 1993ء میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر، 1998ء ُں افریقہ میں امریکی سفارتخانوں اور گزشتہ سال یمن میں امریکی بحری جہاز میں دھماکے

اسامہ کی تنظیم نے کرائے ہیں۔ جریدے نے جکارتہ میں سنٹر فار انفرمیشن اینڈ ڈویلپمنٹ سٹڈیز کے ڈائریکٹر عم جورو کے حوالے سے لکھا ہے کہ دنیا میں کہیں بھی دہشت گردی ہوتی ہے نزلہ مسلمانوں پر گرتا ہے۔ مسلمانوں میں انتہا پسند ہیں تو لبرل بھی ہیں اگر مغربی ممالک نے یہ طرز عمل جاری رکھا تو مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہوگا اور ایک وقت آئے گا کہ انتہا پسند اور لبرل مسلمانوں میں امتیاز کرنا مشکل ہو جائے گا۔ جریدے نے ایک روسی سفارتکار کے حوالے سے بتایا کہ افغانستان میں فوجی تربیت کے بڑے مواقع ہیں جہاں بڑے پیمانے پر ہتھیار بھی ہیں اور جگہ کی بھی قلت نہیں۔

O

نیوز ویک نے اپنی حکومت کو مشورہ دیا کہ اگر امریکہ محتاط نہ ہوا تو دہشت گردی کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ پرچہ لکھتا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اسرائیل جیسے داخلی حالات سے بچتے ہوئے حملے کے ذمہ داروں کی تلاش کر کے سخت جوابی کارروائی کریں کیونکہ اسرائیل میں فوجیوں کو ریسٹورنٹ میں جاتے وقت بھی مشین گنیں پاس رکھنا پڑتی ہیں اور جہاں زندگی کو ہمہ وقت تشدد کے خطرے کا سامنا رہتا ہے۔ جریدے نے لکھا ہے کہ اگر ہم محتاط نہ ہوئے دہشت گردی کے عمل اور ہمارے جوابی ردعمل کا لامتناہی سلسلہ امریکہ کو تباہ کر دے گا۔ جریدے نے لکھا ہے کہ اگرچہ 1993ء میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں دھماکے کرنے والا یوسف رمزی اب جیل میں ہے مگر امریکیوں کو جان سے مارنے کا اس کا جذباتی نعرہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے اس کے ساتھیوں کے نیٹ ورک کے ذہنوں پر ابھی تک گونج رہا ہے۔

جریدے نے ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملے میں اسامہ بن لادن کو ملوث قرار دیتے ہوئے



ہا ہے کہ امریکی فوج اور انٹیلی جنس کی اس بڑی ناکامی پر دیگر امریکیوں کی طرح سرکاری کام جو بھی انگشت بدنداں تھے جریدے نے مزید لکھا ہے کہ اگرچہ واقع کو امریکہ کی مضبوطی ے تعبیر کیا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ واقع اس حقیقت کا مظہر ہے کہ امریکہ کو اب اور آئندہ س قدر آسانی سے شکار کیا جا سکتا ہے۔ امریکی ماہرین کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ ہشت گردی خودکشی اور اعلیٰ تکنیکی مہارت کا اس قدر حیرت انگیز مظاہرہ بھی کر سکتے ہیں۔ نیوز ویک نے لکھا ہے کہ حالیہ حملوں سے متعلق رپورٹوں پر مشتمل سفارشات میں کہا گیا ہے کہ اس سانحہ کے بعد ہمیں قومی سطح پر نہ صرف ایئرپورٹ سیکورٹی اور انٹیلی جنس کی ناکامی پر ور خوض کرنا چاہئے بلکہ اس بات کا بھی از سر نو جائزہ لینا چاہئے کہ قومی دفاع کا اصل طلب کیا ہے۔ اس مرحلے پر ہمارا میزائل ڈیفنس بے معنی محسوس ہوتا ہے۔ کم از کم ہمیں ب اس بات کا عزم کر لینا چاہئے کہ آئندہ ہم اپنی قومی سلامتی کو درپیش خطرات کے بارے ں بھی کسی انتباہ کو نظر انداز نہیں کریں گے۔ جریدے نے بتایا ہے کہ اس سال مارچ میں ی سلامتی سے متعلق روڈ مین، ہارٹ کمشن نے بھی اپنی رپورٹ میں کہا تھا کہ دہشت گردی ریکہ کو درپیش سب سے بڑا خطرہ ہے۔ مگر اس رپورٹ کو ردی کی ٹوکری کی نذر کر دیا گیا۔ نا اچہ ہے کہ جب کوئی واقعہ رونما ہو جاتا ہے تو ہمیں اصل خبر کا علم ہی نہیں ہوتا۔

# چین...... چوکس اور خبردار!

16 ستمبر کو پاکستانی حکام امریکہ کو یہ سمجھانے کی کوشش کر رہے تھے کہ ا
افغانستان کے خلاف کوئی بھی کارروائی کرنے میں جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرے
پاکستانیوں نے ہی نہیں امریکی دانشوروں نے بھی امریکن حکومت کو افغانوں کی تار
بتاتے ہوئے سمجھانا شروع کیا کہ افغانستان کو عراق سمجھنے کی غلطی امریکہ کو تباہ کر دے گ
کیونکہ افغان اپنے ہاں داخل ہونے والے غیر ملکیوں کو زندہ سلامت واپس نہیں جا
دیتے۔ برطانیہ اور روس اس کی بہترین مثال ہیں۔ دوسری طرف پاکستان نے امریکہ کو
مشورہ بھی دیا کہ وہ ویتنام کو نہ بھولے اور چین کی طرف سے یہ عندیہ ملنے کے بعد کہ وہ ا
خطے میں کسی بھی غیر ملکی فوج کی موجودگی یا کارروائی کا متحمل نہیں ہو سکتا اس کی مخالفت کرے
امریکیوں کو افغانستان پر حملے کے پوشیدہ خطرات سے خبردار کرنے کی کوششیں تیز کر دیں۔
صدر پرویز مشرف کے ایک قریبی ساتھی نے نام ظاہر نہ کرنے کی استدعا
ساتھ بتایا کہ امریکا میں دہشت گردی کے واقعات کے نتیجے میں پیدا ہونے والا بحر



شروع ہوتے ہی ہم نے چین کے ساتھ مسلسل رابطہ قائم کر رکھا ہے جس کا بنیادی مقصد چین کے ساتھ مل کر مشترکہ حکمت عملی اختیار کرنا ہے۔ ماسکو، ترکمانستان، ازبکستان اور تاجکستان کی طرف سے ایسے سفارتی بیانات آنے کے بعد کہ ان ملکوں کی فوج افغانستان کے خلاف کارروائی میں حصہ نہیں لے گی، پاکستان امریکا کو اس مسئلہ کا کوئی غیر فوجی حل تجویز کرنے کی بہتر پوزیشن میں ہے۔

ایران اگرچہ امریکا میں حالیہ واقعات کی مذمت کر چکا ہے مگر امریکا کے لئے ایران کے بارے میں یہ توقع رکھنا عبث ہے کہ وہ علاقے میں فوجی کارروائی کے لئے امریکی کوششوں کا ساتھ دے گا۔ سفارتی حلقوں کا خیال ہے کہ اگرچہ روس اور وسطی ایشیائی ریاستوں نے امریکی فوجی کارروائی میں شریک ہونے پر رضامندی ظاہر نہیں کی تاہم امکان ہے کہ امریکا حملوں کے لئے بالآخر تاجکستان اور ازبکستان کی سرزمین اور فضا استعمال کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

ان دونوں ممالک کی سرحدیں افغانستان سے ملتی ہیں اور سرحدی علاقوں میں طالبان مخالفین کا کنٹرول ہے۔ ایک سرکاری افسر نے بتایا کہ گزشتہ برس امریکی فوج نے قازقستان کے ساتھ مشترکہ مشقیں کیں۔ قازقستان بھی طالبان حکومت کا خاتمہ چاہتا ہے مگر ابھی تک اس نے ممکنہ امریکی حملے میں اپنی فوجی شرکت کی حامی نہیں بھری۔

ذرائع کا کہنا تھا کہ قازقستان، تاجکستان اور ازبکستان شاید امریکی فوجی کارروائی کے لئے اپنی سرزمین استعمال کرنے کی اجازت دے دیں لیکن اس بات کا امکان بہت کم ہے کہ ترکمانستان، افغانستان کے ساتھ اپنے تعلقات خراب کرنے کا خطرہ مول لے۔
اسلام آباد میں دفتر خارجہ میں سفارتی ذرائع سے موصول ہونے والے حقائق سے پتہ چلتا

تھا کہ امریکا تا حال افغانستان پر حملہ آور ہونے کے لئے مطلوبہ علاقائی حمایت حاصل نہیں کر پایا۔ حکام کا کہنا ہے کہ خطے کے ملکوں کے موقف سے پاکستان کے اس فیصلے کو بھی سہارا ملا ہے کہ پاک فوج افغانستان کے ساتھ براہ راست تصادم میں شامل نہیں ہوگی۔ پاکستان ابھی تک سفارتی ذرائع سے امریکا کو اس بات پر قائل کرنے کی کوشش کر رہا ہے کہ کسی قسم کے فوجی اقدام سے پہلے اسے اچھی طرح سے سوچ لینا چاہئے۔ کوئٹہ اور پشاور سے پہنچے والی، انٹیلی جنس رپورٹوں میں بتایا گیا ہے کہ طالبان نے اپنے اہم رہنماؤں کو کابل اور دیگر بڑے شہروں سے نکال لیا ہے جبکہ فوجی ساز وسامان بھی بڑے شہروں سے خفیہ پہاڑی مقامات پر منتقل کر دیا گیا ہے۔ ایک سینئر سیکورٹی افسر نے کوئٹہ سے ٹیلی فون پر بتایا ”افغان ایک مرتبہ پھر ایک غیر ملکی فوج کے کابل پر قبضے کے منتظر ہیں۔“

1979ء میں روسی فوج کو کابل فتح کرنے میں دو دن لگے تھے لیکن وہاں سے واپسی کا سفر روسی فوج کے عزت ووقار کے مکمل خاتمے کے ساتھ 8 سال میں مکمل ہوا تھا۔ سابق سوویت یونین کے خلاف مجاہدین کی فوجی کارروائیوں سے طویل عرصے تک منسلک رہنے والے آئی ایس آئی کے سابق اہلکار نے موجودہ صورتحال کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا کہ امریکی دفاعی قیادت افغان جنگ کے بارے میں وسیع معلومات رکھتی ہے اور وہ امریکی فوج کو افغانستان میں زمینی جنگ میں جھونکنے کی حمایت نہیں کرے گی۔ ایک اور فوجی ذرائع کے مطابق افغان پہاڑوں میں واپس جانے کے خیال سے بہت مطمئن ہیں۔ ایران کے ساتھ کشیدگی کے دنوں میں جب ایران نے بڑی تعداد میں فوج افغان سرحد پر لگا دی تھی طالبان ملیشیا نے فوری طور پر صورتحال سے نمٹنے کے لئے گوریلا جنگ کی مشقیں شروع دی تھیں۔ افغان ایران کشیدگی کے بارے میں براہ راست معلومات رکھنے والے ذرائع



کے مطابق طالبان دراصل ایران کو یہ پیغام دینا چاہتے تھے کہ کابل کی طرف پیش قدمی میں ایرانیوں کو کسی قسم کی مزاحمت کا سامنا نہیں ہوگا۔ ایرانی جب چاہیں اپنی سہولت کے مطابق کابل پہنچ جائیں لیکن وہ اس وقت تک یہاں سے نہیں نکل سکیں گے جب تک طالبان انہیں نکلنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ طالبان ملیشیا کو حال ہی میں فوجی مشاورت فراہم کرنے والے ایک اور ذرائع نے دعویٰ کیا کہ طالبان کو افغانستان کے مکمل مذہبی معاشرے کی حمایت حاصل ہے اور عوام حکومت کی اس بات کا احترام کرتے ہیں اور ان پر بخوشی عمل کرتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ ”بیرونی دنیا کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ صرف دو احکامات جاری کر کے افغانستان کے سپریم لیڈر ملا عمر نے افغانستان کو افیون، منشیات اور تمام غیر قانونی ہتھیاروں سے پاک کر دیا۔ دنیا میں کہاں لوگ اپنے رہنماؤں کی بات پر اتنے احترام سے توجہ دیتے ہیں۔“

طالبان کے فوجی وسائل سے واقفیت رکھنے والے حکام کا کہنا تھا کہ طالبان ملیشیا کے پاس اتنا اسلحہ اور گولہ بارود موجود ہے جس سے گوریلا جنگ کے ذریعے دنیا کی کسی بھی فوج کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ حکام کے مطابق اس سال کے دوران کابل میں ہونے والی فوجی پریڈ ہے اس بات کے شواہد ملتے ہیں کہ طالبان کے پاس کم از کم 50 اسٹنگر میزائل موجود ہیں جنہیں کندھے پر رکھ کر چلایا جا سکتا ہے۔ ان کے پاس سوویت فوج کے چھوڑے ہوئے ٹی 59 اور 55 ٹینکوں کی نامعلوم تعداد بھی موجود ہے جبکہ 107 اور 122 کیلیبر کے راکٹوں کے علاوہ 155-130 کیلیبر کی توپیں بھی ہیں۔ طالبان آرمی کے پاس کچھ ہوائی گن شپ اور 12.7 اور 14.5 ایم ایم کی طیارہ شکن توپیں بھی موجود ہیں۔ ٹینک

شکن میزائلوں کی ایک بڑی تعداد بھی ان کے پاس ہے۔ سوویت فوج کے چھوڑے ہوئے
کچھ سخوئی اور مگ طیارے اب طالبان ایئرفورس کا حصہ ہیں۔ حالیہ برسوں میں ملک کو
ہتھیاروں سے پاک کرنے کی مہم کے دوران بھی طالبان کو ہزاروں آٹومیٹک ہتھیار ملے ہیں

ادھر خلیج کے علاقے میں بحری جہازوں میں اور زمین پر امریکا کے تقریباً 25 ہزار
فوجی موجود ہیں۔ دو طیارہ بردار گروپ بھی علاقے میں موجود ہیں۔ ان میں سے ہر گروپ
میں 75 جنگی طیارے اور 10 سے 12 بحری جہاز شامل ہیں، اگر امریکا افغانستان پر حملے کا
فیصلہ کرتا ہے تو اس بات کا بڑا امکان ہے کہ یو ایس ایس انٹرپرائز اور یو ایس ایس کارل
ونسن کو استعمال کیا جائے گا۔ علاقے میں کسی بھی کارروائی کے لئے امریکا کی سنٹرل کمانڈ
کے پاس سعودی عرب، کویت، متحدہ عرب امارات اور بحرین میں اثاثے موجود ہیں۔
امریکا کے پاس علاقے میں بھاری فوجی ساز و سامان کی ایسی کئی بڑی بڑی ذخیرہ گاہیں بھی
موجود ہیں جہاں سے فوجوں کو ضرورت پڑنے پر رسد بھیجی جا سکتی ہے، کم از کم ایک ذخیرہ گاہ
ڈیگو گارشیا کے جزیرے میں اور کم از کم ایک کویت میں ہے۔

طالبان سے رابطہ رکھنے والے حکام اس بات کو خام خیالی سمجھتے ہیں کہ پاکستان
افغانستان سے ملنے والی سرحد پر سخت اقدامات کے ذریعے افغانستان کا گلا دبا سکتا ہے۔
حکام اور دیگر آزاد ذرائع نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ 1999ء کے بعد
افغانستان اپنی ایندھن کی ضروریات کے لئے پاکستان کا محتاج نہیں ہے۔ افغانستان کے
لئے تیل کی بیشتر سپلائی ایران اور ترکمانستان سے ہوتی ہے حالانکہ ان کے ساتھ طالبان کے
تعلقات اچھے نہیں ہیں۔ افغان تاجر جو اپنی تجارتی ذہانت و صلاحیت کے بارے میں خاصے
معروف ہیں، پچھلے کئی برسوں سے ضروری اشیاء کی مسلسل فراہمی کے لئے ہرات اشک آباد



براستہ استعمال کر رہے ہیں۔ امریکی حکام پاکستان سے سرحدوں کو بند کرنے کے لئے
دیتے ہوئے اس بات کو نظرانداز کر گئے کہ سفارتی اور سیاسی معاملات میں تہران اور کابل
درمیان کشیدگی کے باوجود افغانستان سے ملنے والی سرحد ایک بڑے تجارتی علاقے کے
پر استعمال ہوتی ہے جہاں سے ہر روز ہزاروں ٹرک سرحد عبور کرتے ہیں اور اس وقت
پاکستان کے پٹرول پمپوں پر ایران کا سستا تیل فروخت ہو رہا تھا۔

# مشتری ہشیار باش

صدر جنرل پرویز مشرف کی سیاستدانوں، علماء اور صحافیوں سے مشاورت
روز لاہور میں جماعت اسلامی نے اے پی سی کا اجلاس کیا تھا جس میں قریباً ہر ذمہ دار سیا
شخصیت نے ایک ہی بات کی کہ پاکستان کو امریکہ کے ساتھ سوچ سمجھ کر ہاتھ ملانا چا
بصورت دیگر ہم ایسی دلدل میں گریں گے جہاں سے نکلنا پھر کسی کے لئے ممکن نہیں ہوگا
بدقسمتی کی بات یہ تھی کہ پاکستان کے پاس اس وقت محدود ترجیحات تھیں۔ اس کے سا
کنواں اور پیچھے کھائی موجود تھی۔ پاکستان کے قریباً سب ہی دوست ممالک اس مخلوط اتحا
کے ممبر بن رہے تھے جو امریکہ نے بنایا تھا حد یہ کہ ایران نے بھی اپنی سرحد افغانستان
ساتھ مکمل بند کر دی تھی۔

1979ء کے اسلامی انقلاب کے بعد امریکہ اور ایران کے درمیان یہ پہلا سرکار
رابطہ ہوا اور تہران کے میئر نے نیویارک کے میئر کو سرکاری سطح پر تعزیت کا پیغام بھیجا تھا۔

جب اسامہ کو پکڑنے اور طالبان کے خلاف کارروائی ختم ہو جائے گی اور آخر



ریکی سپاہی رخصت ہو جائے گا تو اس وقت بغاوت کا کباڑا اور بے اطمینانی کے اس ملبے کو
ون سمیٹے گا جو اس تمام کارروائی کی وجہ سے پاکستان اور اس کے 14 کروڑ باشندوں کے
22 لاکھ افغانیوں پر آ گرے گا جو اس سرزمین پر موجود ہیں؟

پاکستان جو کچھ کر رہا ہے اس کا اندازہ لگانے میں غلطی نہ کیجئے۔ اسامہ بن لادن
ی گرفتاری زیادہ علامتی ہے۔ یہ امریکہ کا ایک دام ہے۔ اب تک اسلامہ بن لادن کو ہی
ب سے بڑا "ملزم" قرار دیا جا رہا ہے لیکن اس کا کیا پتہ کہ وہ اب تک پڑوس میں وسطیٰ ایشیا
ے پامیر کے پہاڑوں میں پہنچ گیا ہو یا چپکے سے ٹوٹی پھوٹی سرحد عبور کر کے کہیں پاکستان
ں آ گیا ہو۔

واشنگٹن اب افغانستان میں طالبان کی حکومت تباہ کرنے پر تلا ہوا ہے اور اس کی
بلا ایسے افغان کو حکومت دینا چاہتا ہے جو اس کے نزدیک "سیاسی طور پر صحیح افغان" ہے۔ وہ
ستان کی جہادی تنظیموں کا قلع قمع کرنا چاہتا ہے، جن کے کچھ حصے طالبان سے بھی روابط
کھتے ہیں۔ اس سے پاکستان کی کشمیر پالیسی کی کیفیت تبدیل ہو جائے گی۔

کسی قوم کو درپیش ہونے والے ہر چیلنج کی طرح اب پاکستان کو بھی کشادگی کا
یک موقع دستیاب ہے۔ فوجی حکومت کے لئے یہ بھی ایک امتحان ہے کہ وہ اس موقع سے
دہ اٹھا کر پاکستان کے لئے کس قدر سٹریٹجک پولیٹکل وسعت حاصل کرتا ہے۔

ہمارا موقف "سب سے پہلے پاکستان" کی اس پالیسی سے ابھرنا چاہئے جو
ستان کے قومی مفادات کو تحفظ اور وسعت دیتی ہے اور تباہی سے بچاتی ہے۔ یہ موقف
نستان میں طالبان حکومت سے واضح طور پر مختلف ہے۔

اس وقت جو تبدیل شدہ علاقائی اور عالمی تناظر بن رہا تھا اس کے چند مثبت نکات

حسب ذیل تھے:-

☆...... 11 رستمبر سے پہلے امریکہ کی نظر میں پاکستان کو بالعموم مسئلہ کا ایک جز سمجھا جاتا تھا۔لیکن اب جو حکمت عملی میں تبدیلی آئی تھی اس سے پاکستان مسئلے کے حل کا ایک اہم نازک حصہ بن گیا۔

☆...... امریکہ کی جنوب ایشیا پالیسی جس میں پہلے ''صرف انڈیا'' کو اہمیت حاصل تھی۔اب اس میں پاکستان کو بھی ایک ''دوست ملک'' کی حیثیت مل گئی اور یہ اس کے ماضی کے سابقہ مقام میں بہت بڑی تبدیلی ہے۔

☆......دہشت گردوں نے اب ذہنوں پر تسلط جما لیا ہے۔چین کی دشمنی کا ہوا اب پس منظر میں چلا گیا ہے اور یہ پاکستان کے لئے ایک بہتر صورت ہے۔کیونکہ چین ہمارا بہترین دوست اور قریبی حلیف ہے۔

☆......ایک بات واضح ہے کہ جو نیا اتحاد قائم کیا جا رہا ہے وہ بڑے بڑے مسلم ممالک کی شرکت کے بغیر فعال نہیں ہوگا۔امریکہ کو اب مسلم ریاستوں کے تعاون کی ضرورت اسی طرح ہے جس طرح اسے 1991ء کی خلیج کی جنگ میں ضرورت لاحق ہوئی تھی۔

مسلم دنیا سیاسی اعتبار سے کمزور ہے، اسے چاہئے کہ وہ اپنی جرأت کو مجتمع کر۔ قوت ارادی مضبوط کرے اور بصیرت کو اتنی وسعت دے کہ اپنی سیاسی بقا سے ماورا مسائل بھی دیکھ سکے تاکہ ''تہذیبوں کے تصادم'' کی جو بات اس قدر زیادہ کی جا رہی ہے وہ ا پیش گوئی نہ بن جائے جو اپنی تکمیل خود کر رہی ہے۔یہ بھی ضروری ہے کہ اس ''اتحاد'' م شامل مسلمان ممالک کو چاہئے کہ وہ پہلے اس مسئلہ کا سفارتی حل تلاش کریں۔فوجی حل ا اشد ضروری ہو تو بعد میں آزمایا جائے۔اگر کسی مسلم ملک کے خلاف فوجی اقدام کیا گیا تو



مریکیوں سے زیادہ اس کے قبیح اثرات مسلمان اقوام پر اثر انداز ہوں گے۔

O

17 رستمبر کو آئی ایس آئی کے سابق سربراہ جنرل (ر) حمید گل نے ایک اہم بیان جاری کیا جس میں انہوں نے کہا کہ پاکستانی فوج کا موجودہ مشاورتی نظام خواہ یہ نیشنل سیکورٹی کونسل ہی کیوں نہ ہو، غلط ہے۔انہوں نے حکومت کو غلط راستے پر لگا دیا ہے۔جنرل حمید گل نے کہا کہ حکومت نے اگر افغانستان پر امریکی حملہ میں معاونت کی تو عوام کا رد عمل بہت شدید ہوگا۔حکومت کو اس کے نتائج پر نظر رکھنا چاہئے اور رائے عامہ کی مرضی کے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہئے۔

امریکہ اور کینیڈا کی خفیہ ایجنسیوں کی رپورٹیں بھی سامنے آ گئی ہیں جن کے مطابق ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پنٹاگون پر حملے اسرائیلی گوریلوں نے کئے ہیں یہ سب کچھ وزیراعظم شیرون کے ایما پر ہوا۔اخبارات کے صفحات پر امریکہ کے سابق نائب صدر اور جارج بش کے حریف الگور کا یہ بیان ریکارڈ پر موجود ہے کہ ہم سپریم کورٹ کا فیصلہ تسلیم کرتے ہیں مگر اس سے متفق نہیں۔یہودی لابی صدارتی انتخابات میں شکست پر سخت برافروختہ ہے اور امریکہ میں یہ دہشت گردی یا تخریب کاری نہیں بلکہ امریکی حکومت کے خلاف بغاوت ہے جو امریکہ کے اندر سے ہی ہوئی ہے۔اس میں کسی اسلامی ملک کی معاونت شامل نہیں۔امریکہ کے سیاسی مبصر سیموئل ہنٹنگ کا یہ تھیسس تھا کہ چین کا اسلامی ممالک کے ساتھ گہرا رابطہ ہے اور وہ ان کے ساتھ رہے گا۔چین کو اسلامی دنیا سے علیحدہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اسلامی ممالک کو جنگ کی مصیبت میں ڈال دیا جائے تاکہ چین ان سے علیحدہ ہو جائے۔امریکہ کی صیہونی لابی اور اسرائیل کی طرف سے پاکستان

کے ایٹمی قوت بن جانے کے بعد سازشوں میں اضافہ ہوگیا ہے۔ امریکی جانتے ہیں کہ شیرونی کے گوریلوں نے یہ واردات کی۔ امریکہ میں چونکہ بہت خوفناک سیاسی تقسیم ہوچکی ہے اور نزلہ پاکستان پر گرایا جارہا ہے۔ افغانستان کے سربراہ ملاعمر نے کہا ہے کہ اسامہ بن لادن آٹھ برسوں سے سخت نگرانی میں ہیں اور ان کی سرگرمیاں افغانستان تک محدود ہیں۔

ان حالات میں وہ ایسی فول پروف منصوبہ بندی کیسے کر سکتے ہیں۔ آج اگر اسامہ بن لادن افغانستان سے اٹھ کر کہیں اور بھی چلا جائے تو بھی امریکی پاکستان کو تسخیر کرنے کی کوشش نہیں چھوڑیں گے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت نے عوام کو اعتماد میں نہیں لیا اور امریکی مطالبات تسلیم کر لئے ہیں۔ انہوں نے سیاسی لیڈروں اور اخبارات کے ایڈیٹروں سے مشورہ نہیں کیا، انہیں محض فیصلوں سے آگاہ کیا گیا ہے۔ حمید گل نے صدر جنرل پرویز مشرف سے ملاقاتیں کرنے والے سیاسی لیڈروں کا نام لے کر کہا کہ اے پی سی کے اجلاس میں ان سب لوگوں نے بڑی سخت قرارداد پر دستخط کئے اور پھر انتہائی منافقانہ انداز میں جنرل پرویز مشرف سے ملاقات کے دوران اور اس کے بعد ٹیلی ویژن پر حکومتی اقدامات کی تائید کردی۔ انہوں نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ایسی سیاسی قیادت پر نہ تو اعتماد کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی قوم انہیں معاف کرے گی۔

بینظیر بھٹو کے رویہ پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بینظیر بھٹو اور ان کی پارٹی کی طرف سے جنرل پرویز مشرف سے دور رہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس کوشش میں مصروف ہیں کہ امریکہ اور مغربی قوتوں کو یہ بتادیں کہ جو کچھ جنرل پرویز مشرف امریکہ کو نہیں دے سکے، وہ دے سکتی ہیں۔ شاید اسی طرح انہیں پاکستان میں تیسرا موقع مل جائے۔

انہوں نے سیاسی لیڈروں کو انتباہ کیا کہ اب امریکہ جنرل پرویز مشرف کے بعد



کسی بھی پرانے سیاسی چہرے کو دوبارہ یا سہ بارہ آزمانے کی بجائے بالکل نئے چہرے لے آئے گا۔ اب اقتدار پرانے لیڈروں کی پہنچ سے بہت دور ہوگیا ہے۔ عقلمندی اور حب وطنی کا تقاضا ہے کہ حکومت امریکہ کو کھل کر کہہ دے کہ پاکستان اپنی سالمیت کی قیمت پر امریکہ کے ساتھ تعاون نہیں کرسکتا۔ پاکستان نے اگر افغانستان پر حملہ میں امریکہ کی مدد کی تو مسلم نیشنل ازم بری طرح مجروح ہوگا اور پوری مسلم دنیا میں زبردست ردعمل ظاہر ہوگا۔ سکندر اعظم سے لے کر آج تک افغانستان پر کوئی حکومت نہیں کرسکا۔ برطانیہ اور روس اس سلسلہ میں منہ کی کھاچکے ہیں۔

اگر امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تو غریب، بہادر اور جفاکش افغانوں کا مقابلہ امریکہ کے چاکلیٹ کریم سولجرز نہیں کرسکیں گے اور افغان اس بات پر خوش ہیں کہ امریکی فوج کے سپاہیوں کو افغان زندہ گرفتار کر کے منہ مانگا تعاون حاصل کرسکیں گے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ نے اگر افغانستان پر حملہ کیا تو انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ امریکی مائیں اتنے بچوں کی لاشیں وصول کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتیں۔ انہوں نے کہا کہ چین آہستہ آہستہ افغانوں کی مدد کرتے ہوئے ان کا سب سے بڑا مددگار بن جائے گا۔

انہوں نے حکومت کو مشورہ دیا کہ امریکہ سے دوستی کا یہ تقاضا ہے کہ انہیں اس خطرناک صورتحال سے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ بے خبری میں نہ مارے جائیں۔ ان سے سوال کیا گیا کہ کیا ان حالات میں بھارت پاکستان پر حملہ تو نہیں کردے گا۔ انہوں نے کہا کہ اگر ایسا ہوا تو مزہ ہی آجائے گا۔ بھارت نے اگر ایسا کیا تو پھر بھارت اس حملہ کو طویل عرصہ تک فراموش نہیں کرسکے گا۔

جنرل حمید گل نے اسلامی ممالک کے قائدین کو مشورہ دیا کہ یہودیوں میں بہت

سے لوگ لبرل اور اچھے ہیں۔ ان بزرگوں اور پوپ سے اس سلسلہ میں بات کی جائے اور انہیں بتایا جائے کہ شرارتی یہودیوں نے یہ جنگ چھیڑنے کی کوشش کی ہے جس کے نتیجہ میں بھارت سمیت پوری دنیا میں جہاد شروع ہو جائے گا۔ ملا عمر اور افغان علماء نے اگر جہاد کا فتویٰ جاری کر دیا تو پھر پوری اسلامی دنیا اس جنگ میں شامل ہو جائے گی جس کے نتائج بہت خطرناک ہوں گے۔ جنرل حمید گل نے حکومت پاکستان سے کہا کہ اقوام متحدہ کے لیڈروں سے بھی بات کی جائے کہ امریکہ میں یہودی شرارت سے ایک لمبی جنگ شروع ہونے والی ہے۔ اقوام متحدہ کو یہ جنگ روکنے کے لئے متحرک ہونا چاہئے۔ امریکہ اپنے افراد کی قربانیاں نہیں دے سکتا اور اس طرح سپر پاور بننے کا اہل نہیں۔

انہوں نے کہا کہ جو قومیں لڑ کر اپنی حیثیت منواتی ہیں، وہ ہمیشہ قائم اور آزاد رہتی ہیں اور جو قومیں بغیر لڑے بنتی ہیں، ان کی حیثیت ہمیشہ کمزور رہتی ہے۔ جنرل حمید گل نے کہا کہ میری کوشش ہے کہ میں تمام افغان گروپوں کو اکٹھے ایک ٹیبل پر بٹھا دوں تا کہ ان میں مکالمہ شروع کرا دیا جائے۔ انہوں نے حکومت پاکستان کو دوبارہ انتباہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر ہم نے امریکہ کو افغانستان پہنچنے کے لئے راستہ دیا تو سندھ اور پنجاب کا ردعمل اور ہوگا اور صوبہ سرحد اور بلوچستان کا ردعمل مختلف ہوگا۔

جنرل پرویز مشرف سے ایک روز پہلے ہونے والی ملاقات کے حوالے سے نوائے وقت کا اداریہ ''امریکہ سے تعاون کے مضمرات'' 18 ستمبر کو شائع ہوا ملاحظہ فرمائیں:۔

صدر جنرل پرویز مشرف نے گزشتہ روز اخبارات و جرائد کے ایڈیٹروں، علماء و مشائخ اور سیاستدانوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''پاکستان محفوظ ہے تو سب کچھ ہے، امریکہ سے تعاون کے سوا کوئی راستہ نہیں'' موجودہ حالات میں پاکستان جس دباؤ کا



شکار ہے اس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے غیر معمولی احتیاط اور دانشمندی کی ضرورت ہے اور تمام نتائج و عواقب کا درست اندازہ لگانا ضروری ہے لیکن قوم کے جذبات و احساسات اور اصولوں و جغرافیائی صورتحال کو نظر انداز کرنا بھی مناسب نہیں۔

اطلاعات کے مطابق پاکستانی وفد قندھار جا چکا ہے جو امریکی خواہش کے مطابق انتظامیہ کو یہ تجویز دے گا کہ وہ تین دن کے اندر اسامہ بن لادن کو کسی تیسرے ملک کے حوالے کر کے جنگ کے خطرات کو ٹالنے کی کوشش کریں۔ ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان نے امریکہ اور طالبان کے درمیان براہ راست مذاکرات کی تجویز بھی پیش کی ہے جبکہ امریکی وزیر خارجہ کولن پاؤل نے اتوار کے روز اخبار نویسوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایک امریکی وفد اسامہ بن لادن اور انہیں تحفظ فراہم کرنے والے طالبان کے خلاف ممکنہ حملہ کی تفصیلات طے کرنے کے لئے پاکستان روانہ ہو رہا ہے جبکہ ڈیگو گارشیا سے لے کر مشرقی تیمور تک امریکی فوجوں نے جنگی تیاریاں شروع کر دی ہیں۔

اب تک امریکہ نے اسامہ بن لادن کے خلاف نہ تو قابل اعتماد ثبوت دنیا کے سامنے رکھے ہیں اور نہ یہ واضح کیا ہے کہ افغانستان پر حملے کے مقاصد کیا ہیں۔ کیونکہ اب تک کی اطلاعات کے مطابق وہ افغانستان کے علاوہ پاکستان میں بھی مبینہ دہشت گردی کیمپوں کا خاتمہ چاہتا ہے اور اس کے نتیجے میں یقینی طور پر جہاد کشمیر کا بھی خاتمہ ہو سکتا ہے۔ اس کے باوجود حکومت پاکستان نے عجلت میں ایک ایسا فیصلہ کر لیا ہے جو قوم کے لئے قابل قبول نہیں ہو سکتا اور ہماری مشکلات میں مزید اضافہ کر سکتا ہے۔ کیونکہ بظاہر طالبان سے یہ بات منوانا مشکل ہے کہ وہ اپنے سابقہ مؤقف کو ترک کر کے اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے کر دیں اور امریکہ کی شرائط کے مطابق اقتدار میں ظاہر شاہ اور ربانی کی بالادستی قبول کر لیں۔

امریکہ یہ سوچنے کے لئے تیار نہیں کہ کارروائی میں اسرائیل یا کوئی یہودی گروپ ملوث ہوسکتا ہے۔ موساد پہلے بھی ایسی کارروائیوں میں ملوث رہی ہے۔ بش سینئر بھی کشتہ اسرائیل تھے اور بش جونیئر کے بارے میں اسرائیلی وزیراعظم یہ کہہ چکے ہیں کہ اگر انہوں نے فلسطین کی ریاست پر زیادہ زور دیا تو انہیں نشان عبرت بنا دیا جائے گا۔ اسی بناء پر کینیڈین میڈیا نے 11 ستمبر کے واقعات کے حوالے سے جو رپورٹیں شائع کی ہیں ان میں امریکی ملٹری انٹیلی جنس سے یہ بات منسوب کی گئی ہے کہ ان حملوں میں اسرائیلی ایجنسی موساد ملوث ہے۔ یہ اس لئے قرین قیاس بھی ہے کہ سی آئی اے اور موساد مل کر کام کرتی رہی ہیں اور موساد کی رسائی امریکی نیٹ ورک تک ہوسکتی ہے، اسامہ بن لادن کی نہیں۔

اسامہ بن لادن نے خود بھی اپنے آپ کو ان واقعات سے بری الذمہ قرار دیا ہے جبکہ امریکی حکومت یہودی ذرائع ابلاغ کے پروپیگنڈے اور سی آئی اے میں گھسے یہودی ایجنٹوں کی رپورٹوں سے متاثر ہو کر ایک ایسا اقدام کرنا چاہتے ہیں جس کا نہ تو کوئی جواز ہے اور نہ جس سے اصل مجرموں تک پہنچنے میں مدد مل سکتی ہے۔ اگر بالفرض امریکہ مفروضوں کی بنیاد پر افغانستان کو تباہ و برباد اور اسامہ بن لادن کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے مگر اصل مجرم بچ جاتے ہیں تو اس کے بعد وہ کسی کارروائی کا الزام کس پر دھرے گا۔ ظاہر ہے کہ اگلا ہدف پاکستان ہوسکتا ہے جہاں کشمیری مجاہدین کے کیمپ اور دینی مدارس ہیں، جنہیں امریکہ دہشت گردی کی تربیت گاہیں قرار دیتا ہے۔ ایسی صورت میں پاکستان کے لئے خطرات ختم ہونے کی بجائے مزید بڑھ جائیں گے اور حکومت ترقی و خوشحالی کی جو توقعات لگائے بیٹھی ہے وہ نقش برآب ثابت ہوسکتی ہے۔

اس وقت ضرورت تو اس امر کی تھی کہ او آئی سی کا اجلاس بلا کر امریکہ کو اصل



مجرموں تک پہنچنے کے لئے تحقیق و تفتیش کا دائرہ وسیع کرنے کی ترغیب دی جاتی، چین کے ذریعے بھی اسے یہ باور کرایا جاسکتا تھا کہ وہ جلد بازی میں کوئی اقدام نہ کرے۔ برطانیہ تک نے کہا ہے کہ ہم نے امریکہ کو بلینک چیک نہیں دیا۔ جرمنی اور بھارت مشورہ دے رہے ہیں کہ اسلام اور مغرب کے درمیان محاذ آرائی سے بچا جائے۔ یہودیوں کی یہ دیرینہ خواہش ہے کہ مسلمان اور عیسائی مغربی ایشیا میں لڑ جھگڑ کر کمزور ہوں اور ہم اپنی عالمگیر ریاست کا خواب شرمندہ تعبیر کرسکیں۔ ہم نے امریکہ کو قائل کرنے اور معقولیت پر آمادہ کرنے کی بجائے خود ہی اس کے مطالبات کی فہرست کو قبول کرکے اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار لی ہے اور ایک ایسی جنگ میں الجھنے پر تیار ہوگئے جس کے سارے نقصانات ہمارے حصے میں اور فوائد امریکہ کے کھاتے میں جائیں گے۔

یہ تک نہیں سوچا گیا کہ مشرق کی طرف مغرب کی سرحد کو بھی اپنے لئے علاقہ غیر بنالینا اور انتشار و بدامنی کو دعوت دینا کہاں تک درست ہے اور امریکہ ایک بار یہاں آنے کے بعد کس طرح واپس جائے گا؟ یہ اطلاعات بھی شائع ہو رہی ہیں کہ امریکہ افغانستان میں حیاتیاتی ہتھیار استعمال کرکے آکسیجن ختم کردے گا جس کے بعد کسی کا غاروں اور محفوظ ٹھکانوں میں چھپنا ممکن نہیں ہوگا۔ بعض دوسرے تباہ کن ہتھیار استعمال کرنے کی دھمکی بھی مل رہی ہے جس پر خدانخواستہ عمل کیا گیا تو افغانستان اور لازماً پاکستان کے کچھ علاقوں میں تباہی پھیلے گی۔ کینسر اور سانس کی بیماری سارے علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی، نئی نسلیں متاثر ہوں گی اور یہ انسانیت کے ساتھ ظلم ہوگا۔ آئندہ نسلوں کو مفلوج، اپاہج اور ذہنی طور پر معذور کرنے کا یہ جرم وہ ریاست کرنا چاہتی ہے جس نے کیمیائی ہتھیاروں پر پابندی کے معاہدے کے حوالے سے زوردار مہم چلائی اور حیاتیاتی ہتھیاروں کے خاتمے کی مہم چلا

رہی ہے۔ جاپان اور عراق کے بعد اب افغانستان کو تباہ کرنے کے ان عزائم سے عالمی برادری کو آگاہ کرنے کی بجائے تعاون کا فیصلہ کرلیا گیا ہے جس کے مضمرات کا اندازہ اس وقت ہوگا جب ہم اس دلدل میں بری طرح پھنس چکے ہوں گے۔ خدا تعالیٰ پاکستان کے حال پر رحم فرمائے اور ہمیں درست فیصلے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔



# امریکہ اور طالبان کی تیاریاں

صدر بش اپنی قوم کو اب تک متعدد مرتبہ جنگ کے لئے تیار رہنے کا حکم دے چکے تھے۔ ایشیا اور امریکی دفاعی اڈوں پر موجود 90 ہزار فوجی اور بحیرہ ہند میں امریکہ کا گائیڈڈ میزائلوں سے لیس بحری بیڑہ اپنے کمانڈر انچیف کے حکم کا منتظر کھڑا تھا۔ قریباً تمام ممالک نے جہاں سے امریکی چاہتے تھے انہیں لاجسٹک سپورٹ مہیا کی اور امریکی فوج جنگ کے لئے تیار تھی لیکن دفاعی ماہرین سمجھتے تھے کہ امریکی صدر کے لئے اختیار کا استعمال بھی بڑا امتحان ہے۔ امریکہ کے ایشیا میں 50 سال سے جاری فوجی کردار نے اسے علاقے میں کہیں بھی حملہ کے لئے اڈے دلوائے۔ جنوبی کوریا میں امریکہ کے 37 ہزار فوجی جزیرہ نما کوریا کو تقسیم کرنے والی لائن پر مسلح کھڑے ہیں۔ امریکہ نے یہاں 1950ء سے 1953ء تک کا کمیونسٹ شمالی کوریا کے خلاف جنوبی کوریا سے مل کر جنگ کی۔ جاپان میں جنگ عظیم دوم سے ہی امریکی فوجی تعینات ہیں۔ یہاں تازہ ترین صورتحال یہ تھی کہ 54 ہزار فوجیوں میں سے آدھے سے زیادہ اوکیناوا جزیرے میں پناہ لئے ہوئے ہیں۔

افغانستان کے قریب بحر ہند کا جزیرہ ڈیگو گارشیا تھا جہاں اس وقت 15 بی 52 بمبار طیارے جن میں سے ہر ایک 20 کروز میزائل لے جا سکتا ہے اور ایف۔ 117 سٹیلتھ لڑاکا طیارے کھڑے ہیں۔ بھارت کے مغرب میں بحر ہند کی خلیج میں امریکہ کا کارل ونسن ایئر کرافٹ کیریئر تیار کھڑا ہے جو کہ امریکی جنگی گروپ کی قیادت کر رہا تھا جبکہ پاکستان کے قریب بحیرہ عرب میں 12 امریکی جہازوں کا ایک اور گروپ کھڑا تھا۔ ادھر امریکی بحریہ نے اپنے جہازوں کے لئے تیل کی وافر رسد کے لئے کویت سے دو جہاز کرائے پر لئے تھے۔

تمام امریکی فوجیوں کی چھٹیاں منسوخ کر دی گئی تھیں اور ایشیا میں عام امریکی اڈوں پر نقل و حرکت توجہ کے قابل تھی۔ گائیڈڈ میزائل کروز یو ایس ایس ونسنز او یو ایس ایس کرٹس ولبر جو گائیڈڈ میزائل ڈسٹرائر بھی تھا ٹوکیو کے قریب یوکاسوکا کی بندرگاہ سے چل پڑا تھا۔ اس اطلاع کے راوی امریکی بحریہ کے ترجمان لیفٹیننٹ چک میپل تھے۔ گائیڈڈ میزائل کروز کاؤپنز ہفتہ کو یوکوسوکا سے روانہ ہوا تھا جبکہ جاپانی ذرائع کے مطابق طیارہ بردار کٹی ہاک رواں ہفتے کے دوران روانہ ہوگا۔

بحریہ کے ترجمان نے اطلاعات کی تصدیق کرتے ہوئے تفصیلات بتانے سے انکار کیا کہ کس جہاز کا کیا مشن ہے! دریں اثناء فلپائن کے صدر نے امریکہ کے دو پرانے اڈے کلارک اور سبک کے استعمال کی پیشکش کی۔ جنوبی کوریا کے صدر کم ڈی جنگ نے بھی پیر کے روز امریکی صدر کو اپنے تعاون کی پیشکش کی۔

جاپان اور بھارت پہلے ہی تعاون کا اعلان کر چکے تھے تاہم جاپان نے اپنے فوجی فراہم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ جنوبی کوریا کے سیاسی رہنماؤں نے اپنی حکومت کو محتاط تعاون کرنے کا مشورہ دیا۔ ماہرین کا خیال تھا کہ حملوں میں کروز میزائل لازمی طور پر



استعمال کئے جائیں گے تاہم جاپان اور جنوبی کوریا سے فوجی شاید نہ لے جائے جائیں۔

ایک سینئر امریکی سفارتکار نے عندیہ دیا کہ یہ مشرقی ایشیا سے فاصلے کا سوال ہے اور یہ فوجی وہاں جا کر کیا کریں گے۔ ایک یورپی دفاعی اتاشی نے سیول میں کہا کہ دہشت گردی والے کیمپوں کے خلاف چھوٹے پیمانے پر کارروائی ہو سکتی تھی۔ آسٹریلوی ریڈیو کے مطابق امریکہ نے آسٹریلیا سے بھی مطالبہ کیا کہ وہ خلیج میں موجود اپنے بحری بیڑے کو اس کی مدد پر مامور کرے۔

وائس آف جرمنی نے اپنی رپورٹوں میں بتایا کہ افغانستان کے خلاف ایک بڑے حملے کی تیاریاں زور شور سے جاری ہیں۔ اس کے ساتھ ہی مغربی ممالک کے اقتصادی حلقوں نے اس خدشے کا اظہار کیا کہ افغانستان پر امریکی حملہ وسیع پیمانے پر اقتصادی نقصانات کا باعث بن سکتا تھا۔

O

افغان مجاہدین جن کے لئے لڑائی لڑنا کوئی نئی بات نہیں تھی اپنے محدود وسائل کے ساتھ تیاریوں میں لگے ہوئے تھے انہوں نے فوری طور پر افغانستان کی حدود میں ہر قسم کے طیاروں کی پرواز بند کر دی اور اپنی فوجوں کو حکم دے دیا کہ وہ اس پابندی کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف ایکشن کریں۔ تاہم اقوام متحدہ اور ریڈ کراس کے طیارے پیشگی اجازت لے کر افغانستان آ سکتے تھے۔ افغان حکومت کی طرف سے لگائی گئی اس پابندی سے انٹرنیشنل فلائٹ شیڈول کے متاثر ہونے کا امکان تھا کیونکہ افغانستان ایشیا سے یورپ کے لئے ایک بڑا فضائی راستہ تھا۔ اے ایف پی نے کہا کہ جلال آباد روڈ پر ٹینکوں کی زبردست نقل و حرکت دیکھنے میں آئی جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ طالبان جنگ کی تیاری کر رہے

تھے۔سرحدوں پر اس کی فوج بھی مکمل تیاری کی حالت میں ہے۔قندھار اور ہرات سمیت اکثر شہروں کی آبادی محفوظ مقامات پر منتقل ہوگئی ہے اور عوام بالکل خوفزدہ نہیں ہیں۔ایک اطلاع کے مطابق پاکستانی سرحد کے قریب افغان علاقے 'دلیش' میں کھڑی سینکڑوں گاڑیاں لوگوں نے امریکی حملے کے خدشے کے پیش نظر وہاں سے ہٹالی ہیں۔افغان سمگل شدہ گاڑیاں اس علاقے میں کھڑی کرتے ہیں جو وہاں سے پاکستان بھیج دی جاتی ہیں۔

کابل سے رائٹر کے مطابق طالبان نے روسی سکڈ میزائلوں سمیت بھاری تعداد میں جنگی سازوسامان پاکستان کے ساتھ سرحد کے قریب اپنی پوزیشنوں پر پہنچا دیا ہے۔پاکستان کے ایک آرمی افسر کیپٹن عابد بھٹی نے افغان سرحد کے قریب پاکستانی علاقے میں ایک میل اندر ایک فوجی چیک پوسٹ پر اخباری نمائندوں کو بتایا کہ ہم نے پہلے ہی تیاری مکمل کرلی ہے۔ہم اپنے مادروطن کے تحفظ کے لئے تیار ہیں۔پاکستان کی سرحد بہت محفوظ ہے۔اسلام آباد سے ایک اور فوجی افسر نے اطلاع دی ہے کہ طالبان حکمرانوں نے خیبر پاس کے قریب پاکستان کی سرحد کے پار بیس سے پچیس ہزار کی فورس متعین کردی ہے۔تاہم افغانستان کے وزیر اطلاعات مولوی قدرت اللہ نے اس کی تردید کرتے ہوئے کہا ہے کہ 25 ہزار طالبان دستوں کی تعیناتی کی خبر میں کوئی صداقت نہیں ہے۔پشاور سے ملی اطلاعات کے مطابق افغانستان میں برسراقتدار طالبان حکومت نے ممکنہ امریکی حملے سے نمٹنے کے لئے سرکاری فوج کے علاوہ عام لوگوں پر مشتمل قومی لشکر تشکیل دینے کا فیصلہ کیا۔

اس سلسلے میں گزشتہ روز طالبان حکام کا ایک اعلیٰ سطحی اجلاس صوبہ قندھار میں امیرالمومنین ملامحمد عمر کی زیرصدارت منعقد ہوا۔اجلاس میں ممکنہ امریکی حملے سے پیدا ہونے والی صورتحال کا جائزہ لیا گیا اور پوری افغان قوم میں صورتحال کا ادراک کروانے کے لئے



بیداری کی ضرورت پر زور دیا گیا۔شرکاء نے اس امر کا اظہار کیا کہ طالبان فوج کے علاوہ عام آدمی کو بھی جذبہ جہاد سے سرشار کر کے اس جنگ میں شریک کیا جائے۔اجلاس کے بعد صوبوں کو ہدایات جاری کی گئیں کہ وہ افغانوں کے خلاف مستقبل قریب میں لڑی جانے والی ممکنہ جنگ کے لئے دیگر نوعیت کی تمام تیاریوں کے علاوہ عام لوگوں کو ذہنی طور پر تیار کریں۔تاکہ سرکاری فوج کی مصروفیت کی صورت میں عام لوگوں پر مشتمل قومی لشکر سول ڈیفنس کے ساتھ ساتھ مقامی ضروریات کو بھی پورا کرے۔

اس صورتحال سے ملک کی سنجیدہ لیڈرشپ ہرگز بے فکر نہیں تھی دفاع پاکستان و افغانستان کونسل نے فوراً ایک ہنگامی اجلاس کیا جس سے قاضی حسین احمد مولانا فضل الرحمٰن، مولانا سمیع الحق، مولانا اعظم طارق، حافظ سعید اور جنرل حمید گل نے خطاب کیا اور طالبان سے اظہار یکجہتی کے لئے 21ر ستمبر کو ہڑتال کی کال دی گئی۔

# اسامہ چاہئے......زندہ یا مردہ!

17 ستمبر کو صدر جارج بش نے ایک دھواں دھار جذباتی قسم کا خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں اسامہ بن لادن چاہئے ہر حالت میں...... زندہ یا مردہ۔ انہوں نے بتایا کہ ان کا صدر جنرل پرویز مشرف سے مکمل رابطہ ہے اور جنرل پرویز مشرف کے ساتھ ان کی اچھی اور کھلی گفتگو ہوئی ہے جس میں ان پر یہ واضح ہو گیا ہے کہ پاکستان امریکہ سے تعاون کرنا چاہتا ہے۔ انہوں نے پاکستان کے ردعمل کو بہت مثبت قرار دیا۔ جب صدر بش سے پوچھا گیا کہ امریکہ نے پاکستان سے جو مانگا ہے اس کی تفصیلات بتائی جائیں تو انہوں نے کہا کہ ایسا کرنے کی مجھے آزادی نہیں ہے۔ جب ان کی توجہ اس طرف دلائی گئی کہ اسامہ نے حملوں میں ملوث ہونے کی تردید کی ہے تو انہوں نے کہا کہ وہی مرکزی ملزم ہیں۔

صدر مشرف سے گفتگو کے حوالے سے ایک اور سوال پر انہوں نے کہا کہ پاکستان ہمارے ساتھ بہت تعاون کر رہا ہے۔ وہ حملوں کی ذمہ دار دہشت گرد تنظیموں کو تلاش کرنے اور انہیں ختم کرنے میں ہمارا ساتھ دے گا۔ صدر بش نے کہا کہ انہوں نے



اتوار کو بھارتی وزیر اعظم اٹل بہاری واجپائی کی فون کال بھی وصول کی ہے۔

انہوں نے کہا کہ دنیا بھر سے لیڈروں نے ہمارا ساتھ دینے کی یقین دہانی کرائی ہے۔ انہوں نے اس موقع پر پاکستان، بھارت اور روس کے تعاون کی یقین دہانی کا خصوصی طور پر ذکر کیا۔ قبل ازیں صدر بش کیمپ ڈیوڈ میں اپنی نیشنل سیکورٹی ٹیم سے امریکی ردعمل پر بات چیت کے بعد وائٹ ہاؤس واپس پہنچے تھے۔

نیٹ نیوز کے مطابق صدر بش نے مزید کہا کہ امریکہ میں حملہ کرنے والوں نے بہت بڑی غلطی کی، انہوں نے سوئے ہوئے جن کو جگا دیا ہے۔ انہوں نے کہا وقت آ گیا ہے کہ 21 ویں صدی کی پہلی جنگ ہم جیت لیں تا کہ ہمارے بچے اور ان کے بچے امن کے ساتھ رہ سکیں۔ بش نے کہا کہ ہماری معیشت کو بہت نقصان پہنچایا گیا مگر لوگ اپنے کاروبار پر واپس جا کر دنیا کو دکھا دیں کہ ہم تعمیر نو شروع کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ امریکیوں کے تحفظ کے لئے جو بھی اقدامات ہو سکے کریں گے۔ ایک سوال پر کہ آپ نے ہر اس طیارے کو مار گرانے کا حکم دیا ہے جو پیشگی خبردار کرنے کے باوجود اپنے روٹ سے ہٹ کر پرواز کرے گا کیا یہ فیصلہ نہایت سخت نہیں؟ صدر بش نے کہا کہ یہ اقدام امریکی عوام کی جان و مال کے تحفظ کے لئے کیا گیا ہے۔

پاکستان کے صدر و جنرل پرویز مشرف سے ٹیلی فون پر رابطہ کرنے کے حوالے سے تفصیلات بتاتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ان کی جنرل مشرف سے تقریباً پندرہ منٹ تک ٹیلی فون پر بات چیت ہوئی ہے۔ میں نے عالمی سطح پر دہشت گردی کے خلاف کی جانے والی کوششوں میں پاکستان کے تعاون کرنے کے اعلان پر ان کا شکریہ ادا کیا ہے۔

ہم نے حالیہ دہشت گردی کے حملوں کے بعد ان سے تعاون کی درخواست کی تھی

جوانہوں نے مان لی ہے اس پر میں صدر مشرف حکومت پاکستان اور عوام کا بے حد شکر گزار ہوں۔ انہوں نے توقع ظاہر کی کہ امریکہ اور پاکستان مل کر دہشت گردی کے خاتمے کے لئے کوششیں جاری رکھیں گے۔ کے پی آئی کے مطابق بش نے نیویارک اور واشنگٹن میں ہونے والی دہشت گردی کے مرتکب افراد کے خلاف بھرپور جنگ شروع کرنے کا اعلان کیا اپنے بیان میں انہوں نے کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ عالمی دہشت گردوں کا قلع قمع کر دیا جائے ہم دہشت گردوں کے خلاف جنگ کا آغاز کریں گے اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک ہمارا مقصد پورا نہیں ہو جاتا ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ نیویارک اور واشنگٹن میں ہونے والی دہشت گردی اسامہ بن لادن نے کی اب انہیں جوابی کارروائی کے لئے بھی تیار ہونا چاہیے ہم دہشت گردی کے خاتمے کے لئے بھرپور اور مستقل لڑائی لڑیں گے۔

پاکستان نے دہشت گردوں تک رسائی کے لئے ہمیں بھرپور امداد کی یقین دہانی کرائی ہے اس ضمن میں ہماری جو ضروریات ہیں وہ پاکستان پورا کرے گا۔ اس طرح کی یقین دہانی بھارتی وزیراعظم اٹل بہاری واجپائی نے بھی کرائی ہے اور ہمارے سعودی دوست بھی ہر طرح کی مدد دینے کے لئے تیار ہیں۔ امریکی وزیر خارجہ کولن پاول نے بھی پاکستان کی جانب سے بھرپور امداد و تعاون کے اعلان پر اطمینان کا اظہار کیا ہے بی بی سی کے مطابق انہوں نے کہا کہ ہم ہر قیمت پر دہشت گردوں کا خاتمہ کریں گے۔

اے ایف پی کے مطابق پنٹاگون کے دورہ کے دوران صدر بش نے کہا کہ ''زندہ یا مردہ'' ہمیں اسامہ ہر حال میں چاہیے۔ ان سے پوچھا گیا تھا کہ آیا انہیں اسامہ مردہ حالت میں چاہیے تو انہوں نے کہا کہ میں انصاف چاہتا ہوں۔ مغرب میں ایک اصطلاح استعمال ہوتی رہی ہے ''زندہ یا مردہ مطلوب ہے'' اور میں اسے ہی دہرا رہا ہوں۔ بش نے وزیر دفاع رمزے فیلڈ سے امریکی مادر وطن کے دفاع کے لئے ذخائر کی موبلائزیشن کے حوالے سے بھی گفتگو کی۔ رائٹر کے مطابق مذاکرات کے بعد طالبان کے ترجمان عبدالحئی مطمئن نے کہا کہ وہ اسامہ بن لادن کو کسی کے حوالے نہیں کریں گے۔ رائٹر کے مطابق ملا عمر نے پاکستانی وفد سے کہا ہے کہ وہ اسامہ کو افغانستان سے نہیں نکالیں گے۔



اس دوران مصدقہ ذرائع سے ایسی اطلاعات موصول ہونے لگی تھیں کہ صوبہ سرحد اور بلوچستان میں متعدد قبائل اور سرحدی علاقوں کے عوام طالبان کا ساتھ دینے اور ممکنہ امریکی حملے کا مقابلہ کرنے کے لئے تیاریاں کر رہے ہیں۔ قبائلیوں نے اپنے وسائل یکجا کرنے شروع کر دیئے تھے اور پاکستان انٹیلی جنس نے اپنی ایک اہم رپورٹ حکومت کو پہنچائی تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ یہ قبائل طالبان کے ساتھ بڑے مضبوط مذہبی، لسانی اور ثقافتی رشتوں میں جڑے ہوئے ہیں خصوصاً بلوچستان اور صوبہ سرحد کے پشتو بولنے والے پٹھان طالبان سے گہری ہم آہنگی رکھتے ہیں۔

وہ تمام خفیہ ذرائع جو قبائلی اور سرحدی علاقوں کی نگرانی پر مامور تھے ان کی یہی رپورٹس آ رہی تھیں کہ باجوڑ، دیر، کوہاٹ، بنوں، پاڑا چنار اور دوسری ٹرائیبل ایجنسیوں میں خاصا جوش و خروش اس مسئلے پر پایا جاتا ہے۔ مساجد میں اعلانات ہو رہے ہیں اور ''غیر ملکی فوج'' کے خلاف جہاد کرنے کے لئے عوام اسلحہ جمع کر رہے ہیں۔

تحریک نفاذ شریعت محمدی کے سربراہ صوفی محمد جن کے پیروکاروں کی تعداد لاکھوں میں ہے طالبان سے مکمل ہم آہنگی اور ان کے شانہ بشانہ امریکی حملہ آور افواج کے خلاف جہاد کا اعلان پہلے ہی کر چکے تھے۔ اسے صوبہ سرحد میں طالبان کا مضبوط لیڈر سمجھا

جاتا ہے۔ اسلام آباد میں حکام نے بتایا کہ صوبہ سرحد کے مضبوط احمد زئی قبیلے نے غیر ملکی فوجوں سے نبرد آزما ہونے کے لئے عملی اقدام کئے ہیں۔ یہ قبیلہ اپنے دائرہ اثر میں سرحد پار قبائل کو افغانستان میں مطلوبہ امداد دے گا۔ بلوچستان کے پشتون علاقوں گلستان، چمن پشنی ژوب میں مخصوص صورتحال ہے۔ یہ طالبان درسگاہوں کے علاقے ہیں جہاں سے طالبان تحریک کو طاقت حاصل ہورہی تھی۔

مدرسوں سے ملحق مساجد کچھ بلوچی اور پشتون بولنے والے علاقوں میں لوگوں کو جہاد کے لئے تیار رہنے کی تلقین کررہی تھیں۔ دارالحکومت میں حکام کو بتایا گیا کہ پنجپئی اور زیرک قبائل کے بزرگ جو افغانستان میں سرحد پار بھی ذاتی روابط رکھتے ہیں مسلح مزاحمت کی تیاری کررہے تھے۔ دریں اثناء دولت مند افغان تاجروں نے جو نورزئی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں اور قندھار میں طالبان قیادت سے گہرے ذاتی مراسم رکھتے ہیں بلوچستان کے طالبان موافق قبائل کو بڑے عطیات دینے کا وعدہ کیا تاکہ وہ فوجی کارروائی کی تیاری کرسکیں۔

اسی تناظر میں بلوچستان کے سرحدی علاقے میں آباد طالبان کے سخت مخالف پشتون اچکزئی قبیلے میں بھی ٹینشن پیدا ہوگئی تھی۔ افغانستان کی جنگ کے دوران اس قبیلے نے جہاد کے خلاف قوتوں کا ساتھ دیا تھا یہی وجہ ہے کہ کوئٹہ کے سیکورٹی حلقوں میں یہ تشویش پائی جاتی تھی کہ اچکزئی قبیلہ حملہ آور فوجوں کا ساتھ دے گا۔ ایک دوسری سطح پر ملک کی دو سب سے بڑی مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد اور جمعیت علمائے اسلام کے مولانا فضل الرحمٰن نے اتوار کی شب صدر جنرل پرویز مشرف سے ملاقات کے دوران صاف صاف کہہ دیا تھا کہ ملک کے مذہبی حلقے حکومت کے کسی



ایسے فیصلے کو برداشت نہیں کریں گے جس میں غیر ملکی فوج کو زمینی سہولتیں دینے کی ہامی بھری گئی ہو، اسی ملاقات کے دوران صدر پرویز مشرف اور دوسرے جرنیل بھی رہنماؤں کو یقین دہانی کراتے رہے کہ فوجی حکومت پاکستان کی خودمختاری کے منافی کوئی فیصلہ نہیں کرے گی۔ اس اعلان کا واضح مطلب یہ تھا کہ کسی بیرونی فوج کو پاک سرزمین پر قدم نہیں رکھنے دیئے جائیں گے۔ صدر پرویز نے اتوار کی رات مذہبی رہنماؤں کو بتایا کہ صدر بش نے مجھ سے بات کی اور پوچھا کہ پاکستان دہشت گردی کا ساتھ دے گا یا امریکا کا مگر اس گفتگو میں امریکیوں نے کوئی خاص درخواست نہ کی ہم اپنا جواب ان درخواستوں کی روشنی میں مرتب کریں گے۔

O

ایک طرف حکومت اعلیٰ ترین سطح پر اس صورتحال سے نمٹنے کی زبردست کوششوں میں مصروف تھی اور دوسری طرف افغانستان پر ممکنہ امریکی حملے کے خلاف ملک کے 5900 دینی مدارس کے طرف سے جن میں تقریباً پانچ لاکھ طلبہ زیر تعلیم ہیں، شدید جذبات کا اظہار کیا جارہا تھا۔ انٹیلی جنس رپورٹوں کے مطابق ان دینی مدارس میں یہ افواہیں تیزی سے گشت کررہی تھیں کہ حکومت نے امریکی فوج کو پاکستانی زمین پر اترنے کی اجازت دے دی ہے ان افواہوں سے حکومتی حلقوں میں تشویش بڑھ رہی ہے۔ ملک کے ان 5900 دینی مدارس میں سے تقریباً 2550 پنجاب میں ہیں اور ان کی 80 فیصد تعداد صرف لاہور میں تھی۔ پنجاب کے ان مدارس میں سے 780 کا تعلق دیوبند مکتبہ فکر سے ہے جن کا طالبان کی تحریک سے گہرا تعلق ہے یہ مدارس جہادی تنظیموں سے بھی مربوط ہیں جو افغانستان اور کشمیر میں جنگیں لڑ چکی ہیں۔ سیکورٹی کے ایک سینئر عہدیدار نے بتایا کہ پنجاب کا ہر وہ جوان

جو افغانستان یا کشمیر میں لڑ چکا ہے اس کی جڑیں انہیں سنی مدارس میں سے کسی نہ کسی ایک میں پیوست ہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ ان مدارس سے یہ توقع رکھنا غیر فطری ہوگا کہ افغانستان پر امریکی حملے کی صورت میں وہ خاموش رہیں گے۔ جبکہ وفاقی حکام امن وامان کی صورت حال بہتر بنانے پر بھرپور توجہ دے رہے تھے۔

صوبہ سرحد کے 650 مذہبی مدارس میں کشیدگی بڑھ رہی تھی ان مدارس میں تقریباً ایک لاکھ طلباء زیر تعلیم ہیں افغانستان کے حکمران طالبان کا تعلق بھی انہی سے ہے یہ دینی مدارس زیادہ تر مولانا فضل الرحمٰن کی جماعت جمعیت علمائے اسلام سے منسلک ہیں جس کے بہت سارے رہنما روزانہ طالبان کی فوجی اور سیاسی قیادت کے ساتھ رابطے میں ہوتے ہیں خیال کیا جاتا تھا کہ اتوار کو صدر پرویز مشرف کے ساتھ ملاقات کے دوران مولانا فضل الرحمٰن نے سب سے زیادہ باتیں کیں مولانا فضل الرحمٰن کی جے یو آئی اور قاضی حسین احمد بالا دست سیاسی طاقت ہیں جو بلوچستان میں سات سو دینی مدارس چلا رہے ہیں جن میں 50 ہزار سے زائد طلباء زیر تعلیم ہیں بلوچستان کے تقریباً تمام دینی مدارس میں افغانی طلباء موجود ہیں بلوچستان اور صوبہ سرحد کے دینی مدارس کی طالبان تحریک اور اسامہ بن لادن کے درمیان اس حوالے سے ایک رغبت موجود ہے صوبہ سرحد اور بلوچستان کے تقریباً 2 سو افراد نے اس سال جنوری میں اسامہ بن لادن کے بیٹے کی شادی میں شرکت کی جو قندھار کے قریب کسی نامعلوم مقام پر ہوئی تھی کوئٹہ میں سلامتی کے ذرائع کا کہنا تھا کہ اسامہ بن لادن کی جانب سے پاکستان سے چیدہ چیدہ شخصیات کو ذاتی طور پر مدعو کرنا مذہبی لوگوں سے محبت اور ان پر اعتماد کا اظہار ہے۔ صورتحال بڑی تشویشناک اور الارمنگ تھی اور حکومت کو اگلا کوئی بھی قدم بہت سوچ سمجھ کر اٹھانا تھا۔



امریکہ اور پاکستان کے درمیان طے پا جانے والے معاملات پر شاید عمل درآمد کا آغاز ہو چکا تھا کیونکہ وزیر خارجہ عبدالستار نے اپنے ایک انٹرویو میں جو انہوں نے رائٹر کو دیا تھا یہ بات کھل کر کہہ دی تھی کہ پاکستان میں غیر ملکی فوج کی موجودگی خارج از امکان نہیں اور یوں لگتا ہے کہ طالبان باہر کے طوفان سے بے خبر ہیں کیونکہ ان کے پاس بیرونی اطلاعات کا ذریعہ غالباً ریڈیو اور ٹیلی ویژن ہیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ خبر بھی آئی کہ امریکہ نے پاکستان کو یقین دہانیوں پر عمل درآمد کا آغاز کر دیا ہے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق امریکی سفیر وینڈی چیمبرلین نے وزارت خزانہ میں پاکستان کے وزیر خزانہ واقتصادی امور جناب شوکت عزیز اور وزیر تجارت صنعت و پیداوار عبدالرزاق داؤد سے ملاقات کی۔ دونوں وزرائے کرام نے امریکی سفیر وینڈی چیمبرلین سے پاکستان کی اقتصادی مجبوریوں، مشکلات اور مسائل کے حل کے حوالے سے بات چیت کی۔ اس ملاقات سے قبل امریکا کے صدر جارج بش نے اپنے سیکورٹی اور اقتصادی مشیروں کے ساتھ غیر معمولی اجلاس منعقد کیا جس میں پاکستان کے ذمے واجب الادا قرضوں کی ادائیگی اور پاکستان کے ذمے واجب الادا قرضوں کی ادائیگی اور پاکستان کو موجودہ اقتصادی بحران سے نکالنے، اس کی سلامتی اور قومی یک جہتی کو مشرق ومغرب سے لاحق خطرات سے حفاظت، اس تناظر میں مسئلہ کشمیر کے حل سے متعلق پاکستان کے لئے ضروری یقین دہانیوں پر عملدرآمد کا خاکہ تیار کیا گیا۔ اس امر کی فوری اطلاع امریکی انتظامیہ نے پیر کو اسلام آباد میں تعینات اپنی سفیر وینڈی چیمبرلین کو دی جنہوں نے سہ پہر کو پاکستان کے وزیر خزانہ واقتصادی امور شوکت عزیز اور وزیر تجارت صنعت و پیداوار عبدالرزاق داؤد کو امریکی پیشکش سے آگاہ کیا جبکہ پاکستان کے وفاقی وزراء نے امریکی سفیر وینڈی چیمبرلین سے ملاقات کے بعد جنرل پرویز

مشرف کو اپنی رپورٹ پیش کر دی۔

O

معاملات کچھ بھی رہے ہوں اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ابھی تک پاکستانی حکومت اپنے پتے بڑی احتیاط سے کھیل رہی تھی۔ صدر جنرل مشرف سے ملاقات کرنے والی ایک اہم شخصیت نے بتایا کہ بعض اعلانات اور فیصلوں سے کچھ حلقوں اور ذہنوں میں یہ تاثر پیدا ہوا کہ پاکستان نے طالبان کے بارے میں اپنے بنیادی رویئے میں کوئی تبدیلی پیدا کر لی ہے۔ پاکستان اس وقت بھی جو کچھ کر رہا تھا وہ پاکستان کے اپنے مفاد اور اس کے تحفظ ذات کے تقاضوں کے علاوہ خود طالبان کے بھی بہترین مفاد میں تھا۔ اسامہ بن لادن کا 11 ستمبر کے واقعات میں کوئی ہاتھ ہے یا نہیں، یہ ایک تحقیق طلب مسئلہ ہے اور ابھی تک امریکہ بھی اس حوالے سے کوئی قطعی ثبوت پیش نہیں کر سکا لیکن جیسا کہ صدر بش نے بار بار کہا ہے ان کے نزدیک سب سے زیادہ شک اسامہ بن لادن ہی پر کیا جا رہا ہے۔ چونکہ امریکہ کو کئی حوالوں سے 11 ستمبر کے واقعات سے شدید نقصان پہنچا ہے، مالی سے زیادہ نفسیاتی، اس لئے اس وقت اس پر انتقام کا بھوت سوار ہے۔ بدقسمتی سے بعض پہلے واقعات کا بھی سلسلہ امریکہ نے اسامہ بن لادن سے جوڑا تھا۔ بالخصوص کینیا اور تنزانیہ کے امریکی سفارتخانوں اور یمن کی بندرگاہ میں بحری جہاز ایس ایس کول پر حملوں کا شک بھی اسامہ بن لادن پر ظاہر کیا گیا تھا۔ اول الذکر حادثے میں ملوث ہونے کے الزام میں چار ایسے آدمیوں کو سزا بھی سنائی جا چکی ہے جنہیں امریکی استغاثہ نے اپنی دانست میں اسامہ بن لادن کی کسی ایسے ملک کو سپردگی پر آمادہ ہو جائیں جس کی غیر جانبداری مسلمہ ہو اور جس میں عالمی پائے کے غیر جانبدار جج اسامہ بن لادن کے خلاف پائے جانے والے الزامات اور



شواہد کا جائزہ لے کر کوئی فیصلہ دے سکیں لیکن طالبان اس پر آمادہ نہیں ہوئے۔

اس وقت بھی پاکستان بھرپور کوشش کر رہا تھا کہ اسامہ بن لادن اور افغانستان کے خلاف امریکی فوجی کارروائی رک جائے۔ اس غرض سے ایک اعلیٰ سطحی وفد پیر کے روز افغانستان گیا۔ مقصد یہ تھا کہ غیر جانبدار ملک میں غیر جانبدار ججوں کے ذریعے اسامہ بن لادن کے ملوث ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ لینے کے لئے انہیں افغانستان سے باہر بھیج دیا جائے۔ ایسا ہو جائے تو بہت بڑی تباہی سے بچا جا سکتا تھا پاکستان کی یہ کوشش افغانستان کے بہترین مفاد میں کی جا رہی تھی۔ بدقسمتی سے ماضی میں طالبان نے بہت سے امور میں پاکستان کے مشوروں کو لائق اعتنا نہیں سمجھا اور اگر اب بھی وہ انکار کرتے ہیں تو پاکستان کے نزدیک یہ غلط فیصلہ ہوتا۔ ایسے میں پاکستان کو کیا کرنا چاہئے؟ کیا طالبان کے غلط فیصلے کی حمایت کرتے ہوئے اپنے لئے وہ تمام خطرات مول لے لینے چاہئیں جو ایک یقینی تلوار کی صورت میں اس کے سر پر لٹک رہے ہیں؟ امریکہ نے اب تک پاکستان کو پیغامات دیئے ہیں کہ پاکستان امریکی کارروائی میں تعاون کرتا ہے تو وہ 21 ویں صدی کا ایک کامیاب ملک بن سکتا ہے۔ دوسری صورت میں وہ پتھر اور دھات کے زمانے میں واپس جانے کے لئے تیار ہو جائے۔

پاکستان سے انتہائی دوٹوک لفظوں میں کہا گیا کہ درپیش صورتحال میں وہ صرف دوست ہو سکتا ہے یا دشمن۔ صورتحال یا سفید ہوگی یا سیاہ۔ کوئی درمیانی شکل ممکن نہیں ہو گی۔ یہ بھی کہا گیا کہ پاک امریکہ تعلقات کی پوری تاریخ کو آپ بھول جائیں آج جو فیصلہ آپ کریں گے اس سے تعلقات کا ایک نیا دور شروع ہوگا جو دوستانہ بھی ہو سکتا ہے اور ...ورانہ بھی۔ دوستانہ ہونے کی صورت میں پاکستان کو کم از کم نصف درجن میدانوں میں

ریلیف مل سکتا ہے۔ اقتصادی، دفاعی امداد، پابندیوں کا خاتمہ، تنازع کشمیر کے حل میں مدد، آئندہ کے افغانستان کی صورتگری میں پاکستان کی مشاورت اور امکانی کارروائی کے نتائج سے عہدہ برآ ہونے میں پاکستان کی مدد۔ معاندانہ ہونے کی صورت میں پاکستان کی جوہری تنصیبات تہس نہس کی جا سکتی ہیں۔

پاکستان کی معیشت کو تباہ کر دیا جائے گا۔ اسے کشمیر کو بھولنا پڑے گا اور ہر وہ بات کی جائے گی جو پاکستان کو سزا دینے کے لئے کی جا سکتی ہے۔ اب آپ غور فرمائیے کہ جس حکومت کو اس نوعیت کا چیلنج درپیش ہو، جس کے سامنے اس قسم کے آپشنز رکھے جا رہے ہوں کیا اس کے لئے درست فیصلہ کرنے میں کوئی دقت ہو سکتی ہے؟ کیا اس پر دو آراء ہو سکتی ہیں کہ درپیش صورتحال میں درست فیصلہ ہو سکتا ہے؟ جواب واضح ہے۔ پاکستان کے پاس مزاحمت کا راستہ موجود نہیں تھا۔ وہ اس کی استعداد نہیں رکھتا۔ تو پھر کیا طالبان کی بڑی حد تک ناقابل فہم ضد کی لاج رکھنے کے لئے پاکستان کو تباہی کے گڑھے میں دھکیل دیا جائے؟ کوئی ذمہ دار حکومت کیا ایسا فیصلہ کر سکتی ہے؟ جنرل مشرف نے کہا کہ مجھے عوامی جذبات کا پورا احساس ہے اور میں چاہوں تو امریکہ کو گالی دے کر وقتی طور پر ہیرو بن سکتا ہوں لیکن کیا ایسا کرنا دانشمندی ہوگی؟ ”اس لئے میں نے وہ راستہ اختیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے جو پاکستان کے بہترین مفاد میں ہے۔“

حکومت بیک وقت کئی محاذوں پر کام کر رہی تھی۔ یا طالبان کو کم تر برائی کا راستہ اختیار کرنے کا مشورہ جذبہ خیر خواہی کے تحت دیا جا رہا تھا اور آخر وقت تک کوشش کہ وہ ہمارا مشورہ قبول کر لیں۔ ہم ان کے بھائی ہیں، خیر خواہ ہیں لیکن بدقسمتی سے ایسا نہیں ہوتا تو پاکستان تحفظ ذات کے تقاضوں کی تکمیل پر مجبور ہوگا۔



جنرل مشرف نے کہا اور امریکی وزیر خارجہ کولن پاؤل نے بھی اس کی تصدیق کی ہے کہ امریکہ نے ابھی تک پاکستان کو ان متعین اقدامات سے آگاہ نہیں کیا جن کی وہ پاکستان سے توقع رکھتا ہے۔ ابھی تک خود امریکہ نے بھی ایکشن کی امکانی شکلوں اور جہتوں پر آخری ذہن نہیں بنایا۔ ہاں پاکستان نے امریکہ کو طالبان کے سخت رویئے کے جاری رہنے کی صورت میں تعاون کی اصولی یقین دہانی ضرور کرائی ہے۔ جب یہی طے نہیں ہوا کہ امریکہ افغانستان میں اور اس کے خلاف کیا کارروائی کرے گا تو تعاون کی متعین شکلیں طے کرنے کا مرحلہ کس طرح آ سکتا ہے؟ اس وقت تک پاکستان نے یہ واضح کیا تھا کہ وہ اپنی سرحدوں کے باہر امریکہ سے کسی قسم کا تعاون نہیں کر سکے گا۔ وہ جس قدر بھی تعاون کرے گا وہ سلامتی کونسل کی قراردادوں کے تابع ہوگا۔ جس کوشش میں اسرائیل یا انڈیا شریک ہوں گے کارروائی کے اس حصے میں پاکستان ملوث نہیں ہوگا۔ پاکستان او آئی سی کا ہنگامی اجلاس بلانے کی کوشش بھی کر رہا تھا تاکہ اس کے پلیٹ فارم سے لائحہ عمل طے کیا جائے۔ سعودی عرب کے ولی عہد شہزادہ عبداللہ نے صدر مشرف کو پیغام بھیجا ”ہم پاکستان کی سلامتی کے لئے انتہائی فکرمند ہیں۔ آپ جو فیصلہ کریں سوچ سمجھ کر کریں“ گویا مشرف حکومت کا سعودی عرب سے کلی ارتباط عمل ہے۔ صدر مشورے کے لئے چین بھی جانا چاہ رہے تھے لیکن اس دوست ملک نے کہا ”چونکہ آپ اسلام آباد میں بے حد مصروف ہیں ہم اپنا اعلیٰ نمائندہ مشورہ لینے اور دینے کے لئے آپ کے پاس بھیج دیتے ہیں“ ابھی کوئی فیصلہ نہیں صدر مشرف بیجنگ جا بھی سکتے تھے اور نہیں بھی۔

صدر مشرف نے ہمیں بتایا کہ میں نے یہ احمقانہ راستہ اختیار نہیں کیا کہ امریکیوں سے کہتا پہلے یہ بتاؤ ہمیں کیا دو گے پھر میں بتاؤں گا کہ ہم کس حد تک تعاون کر سکتے ہیں۔

ایسا کرنا قومی وقار کے بھی خلاف ہوتا امریکیوں پر بھی برا اثر پڑتا اور شاید کوئی فائدہ بھی نہ ہوتا۔ میں نے صرف انہیں اصولی تعاون کا یقین دلایا ہے۔ البتہ یہ ضرور کہا ہے (ٹیلی فون پر خود صدر بش کو) کہ آپ نے 10 سال سے ہمیں پابندیوں اور مخالفانہ کارروائیوں کا ہدف بنا رکھا ہے۔ ہم نے افغانستان میں آپ کا ساتھ دیا۔ اس جنگ کے پھیلائے ہوئے کانٹے ہم اپنی پلکوں سے چن رہے ہیں اور آپ مدد کرنے کی بجائے ہماری مشکلات میں اضافہ کرتے رہے ہیں۔ پاکستان کے عوام امریکہ سے ناراض ہیں۔ آپ کا ساتھ دینے کی صورت میں مجھ بے پناہ داخلی مشکلات پیش آسکتی ہیں۔ آپ سمجھیں کہ آپ کے ساتھ تعاون کرنا ہمارے لئے کس قدر مشکل ہے لیکن ہم پھر بھی آپ کی مدد کریں گے۔

صدر بش نے ساری صورتحال کو سمجھتے ہوئے مشرف کا شکریہ ادا کیا اور شکایات دور کرنے کا وعدہ کیا۔ میٹنگ میں صدر مشرف سے پوچھا گیا کہ آپ کو امریکیوں کے وعدوں پر اعتماد ہے؟ انہوں نے جواب دیا میں ہرگز اعتبار اور وعدوں کی بنیاد پر فیصلے نہیں کر رہا اس وقت جو کچھ میں کر رہا ہوں وہ درپیش صورتحال کا تقاضا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستانی قوم کو صورتحال کی سنگینی کا احساس کرنا چاہئے اور حکومت کے عزائم اور مقاصد کے بارے میں کسی بھی وجہ سے شک وشبہات میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے۔ ہاں البتہ ہمیں دعا کرنی چاہئے کہ پاکستان اس بحران کے نقصانات سے بچ جائے اور فوائد حاصل کر سکے۔

پاکستان نے بحران کے آغاز کے بعد جو لائن لی اس پر ہندوستان انتہائی دکھی اور ناخوش تھا۔ اس کا خیال تھا کہ پاکستان امریکہ سے کسی بھی قسم کا تعاون کرنے سے انکار کر دے گا اور اس کی اسے وہ سزا بھگتنی پڑے گی جو ہندوستان بھی اسے نہیں دے سکتا۔ جنرل مشرف کے موقف نے ہندوستانیوں کے غبارے سے ہوا نکال دی۔ ہندوستان امریکہ کو ہر



نوعیت کا تعاون پیش کرنے کے لئے سخت بے چین تھا لیکن اس کی بدقسمتی یہ ہے کہ درپیش صورتحال میں جس طرح پاکستان کی امداد موثر ہو سکتی ہے ایران کے سوا کسی ملک کی نہیں ہو سکتی لیکن ایران اور امریکی کا ماضی قریب کا تجربہ کسی قسم کے ایران امریکی تعاون میں حائل ہے واحد چوائس پاکستان رہ جاتا ہے۔ پاکستان اپنی اس ''اجارہ داری'' سے بھی فائدہ نہیں اٹھانا چاہتا لیکن طالبان پاکستان کا ہر مشورہ مسترد کرتے رہیں تو اپنی حفاظت کے لئے وہ درکار اقدامات کرنے پر مجبور ہوگا۔ موجودہ صورتحال پر ہندوستان پیچ وتاب کھا رہا تھا اس کا میڈیا چیخ چیخ کر اپنی بدبختی کا نوحہ الاپ رہا تھا۔

# امریکہ کا ممکنہ جنگی پلان کیا ہے؟

امریکہ کی طرف سے اب تک اپنی جنگ حکمت عملی واضح نہیں کی گئی تھی صرف پاکستانی حکومت کو یہ اشارے مل رہے تھے کہ امریکہ نہ صرف اس کی فضائی حدود استعمال کرنا چاہتا ہے بلکہ اسے اپنی پیدل افواج کے لئے پشاور اور کوئٹہ کے ہوائی اڈے بھی درکار ہیں جن کے ذریعے محدود پیمانے پر امریکہ کابل کے اندر آپریشن کرنا چاہتا ہے افغانستان کے خلاف زمینی اور فضائی حملوں کے بعد امریکی میرینز کے ائیر بورن ڈویژن نمبر 101 اور 82 کی سپیشل فورس کو ہنگامی طور پر پشاور اور کوئٹہ میں ترجیحی سہولیات درکار ہوں گی۔

یہ ایئر بورن ٹروپس کیریئر امریکہ کے طیارہ بردار جہازوں سے مکران اور بحرین کے ساحلوں سے افغانستان میں مختلف اہداف کیلئے پرواز کریں گے۔ امریکی نیوی کو بحیرہ عرب میں جو سہولتیں حاصل ہیں ان سے ایک محدود جنگ تو لڑی جا سکتی ہے لیکن زمینی لڑائی کیلئے ٹھوس مدد اور ساز و سامان کا کوئی نعم البدل اسے میسر نہیں ہے۔ پاکستان نیوی کے ایک سینئر افسر کا کہنا تھا کہ بحیرہ عرب میں مکران کے ساحل سے کچھ دور حالیہ برسوں میں امریکی



بحریہ کی سرگرمیاں غیر معمولی اور بے مثال رہی ہیں۔ صدر جنرل پرویز مشرف کو متعلقہ ملٹری ڈیپارٹمنٹس نے بتایا کہ افغانستان کے خلاف ممکنہ ملٹری ایکشن کے ہدف میں طالبان کا ہیڈ کوارٹر قندھار، کابل میں حکومت اور عرب رہائشی بلاکس، جلال آباد میں کچھ حکومتی اسٹرکچر اور بڑے شہروں میں 18 رن وے اور پل شامل ہو سکتے ہیں۔

واشنگٹن اور اسلام آباد کے درمیان پس پردہ بات چیت جو امریکہ کے متوقع تعاون کیلئے جاری تھی فائنل اسٹیج میں داخل ہونے والی تھی اس سلسلے میں ایک اعلیٰ سطحی امریکی وفد تعاون کی درخواستوں کی ایک فہرست کے ساتھ اسلام آباد پہنچنے والا تھا جس میں پاکستان سے مطلوبہ فوجی تعاون کی تفصیل تھی۔ تاہم اس سے پہلے کہ ملٹری آپریشن شروع ہو کراچی میں نیوی کے سینئر ذرائع نے انکشاف کیا کہ امریکی بحریہ بعض جائزہ پروازوں کیلئے پاکستان کی فضائی حدود استعمال کرنا چاہے گی۔

یہ پروازیں اورین P3 سرویلینس ایئر کرافٹس کی ہوں گی جو امریکی طیارہ بردار جہاز کارونسن اور یو ایس ایس انٹر پرائز سے اڑیں گی۔ اسلام آباد میں ابھی اس ضمن میں حتمی فیصلہ ہونا تھا کہ امریکی بحریہ کے طیاروں کو پاکستان کی فضائی حدود استعمال کرنے کی اجازت دی جائے یا نہیں۔ پی۔3 اورین کو افغانستان کی جاسوسی کرنے کیلئے پاکستانی حکام سے پیشگی اجازت حاصل کرنا ہو گی کیونکہ اس مقصد کیلئے اسے دور تک فضا کے اندر جانا ہو گا، اس کی زمین سے معلومات حاصل کرنے کی زیادہ سے زیادہ رینج 90 میل ہے اور یہ جاسوس طیارہ مسلسل 18 گھنٹے کی پرواز کر سکتا ہے اگر جنرل پرویز مشرف کی انتظامیہ نے اجازت دی دی تو امریکی افواج کو کوئٹہ اور پشاور کے ہوائی اڈوں پر دستیاب آپریشنل سہولتیں بھی درکار ہوں گی خصوصاً ہنگامی صورتحال یا آپریشن کے دوران کسی بھی دوسری ضرورت کی

خاطر، آپریشن کے رن اپ کے دوران امریکی افواج دونوں ہوائی اڈوں پر بعض ہنگامی انتظامات بھی کرنا چاہیں گی۔

پاکستان کے جنوب مغرب میں کوئٹہ کا سمنگلی ہوائی اڈہ جو طالبان کے ہیڈکوارٹرز قندھار سے نصف گھنٹے سے بھی کم پرواز کے فاصلے پر ہے۔ امریکی افواج کے زمینی حملے کیلئے بہترین مقام ہے مگر اس بات کا امکان نظر نہیں آتا کہ پاکستان امریکہ کی قیادت میں مخلوط افواج کو زمینی حملے کیلئے کوئٹہ کو اسٹیج پوائنٹ کے طور پر استعمال کرنے کی اجازت دے گا۔ واضح رہے کہ کوئٹہ ایئر پورٹ پر بڑے ہوائی جہازوں اور جیٹ طیاروں کیلئے ایندھن کی بڑی تعداد ذخیرہ کرنے اور رسد کی سہولتیں بھی دستیاب ہیں پاک فضائیہ کے ذرائع نے بتایا کہ اسی طرح امریکی افواج پشاور ایئر پورٹ پر دستیاب آپریشنل سہولتوں کو بھی استعمال کرنا چاہیں گی کیونکہ یہ بھی کوئٹہ ایئر پورٹ کی طرح فوجی اور کمرشل دونوں مقاصد کیلئے کام میں لایا جاسکتا ہے۔ شمالی پاکستان میں واقع پشاور ایئر پورٹ فیلڈ مارشل ایوب خان کے عہد اقتدار میں ساٹھ کے عشرے کے دوران امریکی ایئر فورس نے تعمیر کیا تھا جسے پشاور کے نزدیک بڈابیر کے مقام پر فوجی اڈہ فراہم کیا گیا تھا۔ یہاں سے بھی امریکی حملوں کے دو ممکنہ اہداف جلال آباد اور کابل ایک گھنٹے سے بھی کم عرصے کی پرواز کے فاصلے پر واقع ہیں، پاک فضائیہ کے ذرائع نے بتایا کہ امریکی افواج کو جس اسٹینڈ بائی اور ایمرجنسی سہولتوں کی ضرورت پڑسکتی ہے وہ صرف پشاور ایئر پورٹ ہی کے علاقے میں دستیاب ہیں کیونکہ یہ نہایت محفوظ فوجی علاقے میں واقع ہے جہاں ہنگامی نوعیت کی طبی سہولتیں بھی دستیاب ہیں پاک فوج کے ذرائع محسوس کرتے ہیں کہ اگرچہ امریکن افواج کو قندھار اور اس کے نواحی علاقوں پر فوجی آپریشن کیلئے بہت زیادہ زمینی سہولتوں کی ضرورت نہیں ہوگی کیونکہ انہیں یہ سہولتیں یو



ایس ایس کارل ونسن اور یو ایس ایس انٹر پرائز سے بھی مہیا ہوسکتی ہیں مگر اس کے اسپیشل اور فضا سے اتارے گئے یونٹوں کو جو جلال آباد اور کابل جیسے اہداف پر آپریشن میں مصروف ہوں گے شمالی پاکستان میں دوستانہ زمینی سہولتوں کی ضرورت ہوگی۔

پاک بحریہ کے ذرائع نے بتایا کہ بلوچستان کے مکران ساحل کے قریب واقع جیوانی، پسنی، گوادر اور اورٹارہ جیسے چھوٹے ہوائی اڈوں پر بھی محدود پیمانے پر زمینی آپریشن کیلئے سہولتیں موجود ہیں، کوئٹہ اور پشاور کے حکام نے بتایا کہ بعض کنٹونمنٹوں کے فوجی اسپتالوں کو فوجی ایمرجنسی کی ضروریات پوری کرنے کیلئے ہنگامی طبی سہولتوں سے آراستہ کیا جا رہا ہے۔ یہ بھی اطلاعات ہیں کہ ان اسپتالوں میں دستیاب طبی خدمات کو اپ گریڈ کرنے کیلئے امریکی امداد فراہم کی جا رہی ہے۔ مکران کوسٹ اور پشاور کوئٹہ فضائی اڈوں کے درمیان کراچی میں فضائیہ کے دو بڑے اڈوں پر جیٹ طیاروں کو ایندھن فراہم کرنے کے لئے جے پی۔1 کی سہولتیں بھی دستیاب ہیں جنہیں ہنگامی سہولتوں کے ساتھ تیار رکھنے کی ضرورت ہوگی۔

ایک سینئر فوجی ذریعے نے جو امریکی اسپیشل فورسز کے ساتھ مشترکہ کمانڈو مشقوں میں حصہ لے چکا تھا کہا کہ امریکہ کو ایمرجنسی کیلئے وسیع پیمانے پر زمینی سہولتوں کی ضرورت پڑے گی جن میں ایم ایچ 60 بلیک ہاک اور سی ایچ۔ 47 چنیوک ہیلی کاپٹرز اے سی۔130 سپیکٹر گن شپ، ایم ایچ۔53 پیو ہیلی کاپٹرز اور ایم سی۔130 کمبیٹ ٹیلون طیارے شامل ہیں جو مختلف بحری اور زمینی سہولتوں سے امریکی ایلیٹ فوجوں کو افغانستان کے اندر ان اہداف تک لے کر جائیں گے جو پہلے ہی نشانہ بنائے جا چکے ہوں گے کسی زمینی حملے سے قبل امریکی فوجوں کو سمارٹ بم سے لے کر ٹوماہاک کروز میزائل کے علاوہ اونچی پروازیں کرنے

والے بمبار طیاروں سے زبردست بمباری کر کے زمین ہموار کرنا پڑے گی۔

پاکستانی فوجی ذرائع کو اس بات کا امکان نظر آرہا ہے کہ امریکہ کو فوجی تعاون کیلئے پاکستان پر انحصار کرنا پڑے گا کیونکہ بھرپور فوجی تعاون کے معاملہ میں روس ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ تاجکستان ازبکستان اور قازقستان کی سی آئی ایس ریاستیں جو طالبان کے خلاف ہیں اور ان کی سرحدیں افغانستان سے ملتی ہیں انہوں نے اب تک فوجی کارروائی کے سلسلے میں امریکی درخواست کا کوئی مثبت جواب نہیں دیا ہے اگر روس ان اہم وسطی ایشیائی جمہوریتوں کو امریکہ سے تعاون کرنے کی اجازت دے بھی دیتا ہے تو ازبکستان اور تاجکستان کے فضائی اڈوں سے افغانستان کو نشانہ بنانے والے اہداف تک سفر بہت پرخطر ہوگا لہٰذا امریکہ کی خواہش ہوگی کہ اسے پاکستان سے مکمل اور بلا رکاوٹ فوجی حمایت حاصل ہو۔ پاکستان آرمی کے اسپیشل سروسز گروپ میں سینکڑوں جوان اور افسر ہیں جو ماضی میں کئی سال قبل اور آخری مرتبہ 1998ء میں امریکہ کی اسپیشل فورسز کے ساتھ مشترکہ مشقوں میں حصہ لے چکے ہیں۔ اگرچہ اس بات کا کوئی امکان نہیں کہ اسپیشل سروسز گروپ کے یہ جوان اور افسر اپنے ہم منصبوں کو افغانستان کے اندر مصروف جنگ دیکھ سکیں لیکن یہ وہی مشقیں ہوں گی جو مشکل پہاڑی دروں میں دشمنوں کے مقابلہ کیلئے کی گئی تھیں اور اب آنے والے ہفتوں میں اس معاملے میں امریکی فوجوں کی آزمائش ہوگی۔

O

18 ستمبر کو میڈیا بتا رہا تھا کہ ترکی اور جاپان میں امریکی بحریہ نے اپنی جنگی مشقیں شروع کر دی ہیں اور امریکی بحری بیڑہ پاکستانی ساحلوں کی طرف بڑھ رہا ہے۔ ڈیگو گارشیا میں بی۔52 بمبار طیارے حملے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔ ایک بیڑہ مشرقی



تیمور سے خلیج کی جانب روانہ ہو چکا ہے اور دنیا بھر میں امریکی فوج تیاری پکڑ رہی ہے۔

اس کے ساتھ ہی یہ خبر بھی آئی کہ بنگلہ دیش نے امریکہ کو اپنے اڈے فراہم کر دیئے ہیں۔

اس روز جنرل پرویز مشرف کا بیان شائع ہوا جس میں انہوں نے کہا کہ امریکہ نے لاجسٹک اور فضائی حدود کے استعمال کی اجازت مانگی ہے ہم اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ نے پاکستان سے انٹیلی جنس نیٹ ورک میں تعاون کی درخواست بھی کی ہے لیکن ہم جو بھی فیصلہ اس ضمن میں کریں گے وہ قوم کے مفاد میں ہوگا البتہ دفاعی اور اقتصادی مفادات کا ہر ممکن تحفظ کیا جائے گا۔

18 ستمبر کو صدر بش نے ایک بیان میں کہا کہ دہشت گردی ختم کر کے رہیں گے اور پاکستان کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ پاکستان نے ہمیشہ ہر موڑ پر اہم کردار ادا کیا ہے اور ایک مرتبہ پھر دہشت گردی کے خلاف نئے انداز سے سرگرم عمل ہے جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے انہوں نے جنرل پرویز مشرف کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ جنرل مشرف مخلص پاکستانی لیڈر ہیں اور امریکہ سے مکمل تعاون کر رہے ہیں ہم اس مرتبہ ایسی غلطی نہیں کریں گے کہ مستقبل میں پریشانی کا سامنا کرنا پڑے۔

اسی روز وزارت خارجہ کے ترجمان نے صحافیوں کو ایک بریفنگ دیتے ہوئے کہا کہ اقوام متحدہ کی قرارداد کے تحت افغانستان پر حملہ ہو سکتا ہے انہوں نے کہا جو پاکستانی وفد کابل گیا تھا وہ مذاکرات کرنے نہیں بلکہ طالبان کو یہ بتانے گیا تھا کہ ان کے خلاف کتنی ہولناک کارروائی ممکن ہے اور اس سے بچنے کے لئے وہ اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے کر دیں انہوں نے کہا پاکستانی فوج الرٹ ہے اور ہم نے افغانستان کے ساتھ اپنی

سرحدیں بند کر دیں ہیں۔ پاکستانی حکومت نے طالبان کی طرف سے دو روز قبل جاری کردہ اس بیان کا سخت نوٹس لیا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ امریکہ کی مدد کرنے کی صورت میں مجاہدین پاکستان میں بھی گھس سکتے ہیں اور اسے اپنا دشمن تصور کیا جائے گا۔

18 ستمبر کو ملا عمر نے اسامہ بن لادن کی پاکستان کو حوالگی کے لئے جو شوریٰ طلب کی تھی اس کو اگلے دن تک ملتوی کر دیا گیا اب ان کے جواب پر ہی اگلی صورتحال کا اندازہ لگایا جا سکتا تھا۔ البتہ مختلف ذرائع سے یہ خبریں ملیں کہ طالبان اسامہ بن لادن کی مشروط حوالگی پر رضا مند ہو گئے ہیں جس میں ان کا غیر جانبدارانہ ملک میں ٹرائل، طالبان پر پابندیوں کا خاتمہ اور شمالی اتحاد کی امداد بند کرنا شامل تھے۔

اسی روز کابل کے ریڈیو صدائے شریعت سے اسامہ بن لادن کا انٹرویو جاری ہوا جس میں انہوں نے کہا کہ پاکستان وفد مجھے گرفتار کر کے امریکہ کے سامنے پیش کرنے کے لئے آیا تھا لیکن یہ ناممکن ہے ملا عمر کبھی ایسا نہیں کریں گے پاکستانی وفد کی آمد امریکی منصوبے کا حصہ ہے۔



# حملے میں ''موساد'' کے ملوث ہونے کا اہم ثبوت

افغانستان پر جارحانہ کارروائی کے حوالے سے پاکستان کے سابق وزیر خارجہ نیاز اے نائیک کے اس بیان نے جو 19؍ستمبر کے اخبارات میں شائع ہوا پاکستانیوں کو چونکا کر رکھ دیا انہوں نے کہا مجھے ڈیڑھ ماہ پہلے امریکہ کے اس منصوبے کا علم ہو چکا تھا کہ وہ افغانستان پر حملہ کر کے طالبان اور اسامہ بن لادن کے اہم ٹھکانے تباہ کرنے والا ہے اور میں نے اس کی اطلاع پاکستان حکام کو دے دی تھی۔ انہوں نے کہا جرمنی میں ''ٹریک ٹو ڈپلومیسی'' کے تحت ہونے والے ایک اجلاس میں یہ منصوبہ میرے علم میں آیا تھا جس کا مقصد طالبان کی حکومت کو ختم کر کے افغانستان میں سابقہ بادشاہ شاہ ظاہر شاہ کی لبرل حکومت قائم کرنا تھا۔ بی بی سی کو دیئے گئے انٹرویو میں نیاز نائیک نے کہا انہیں افغانستان پر امریکی حملے کے منصوبہ کے بارے میں پہلے سے اطلاع تھی اور انہوں نے پاکستانی حکومت کو اس بارے میں مطلع بھی کیا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ جرمنی کی حکومت کی دعوت پر گزشتہ

جولائی میں برلن میں غیر سرکاری سفارتکاری یعنی ٹریک ٹو ڈپلومیسی کا ایک اعلیٰ اختیاراتی اجلاس ہوا تھا اور اس میں امریکی نمائندوں نے افغانستان کے بارے میں اپنے منصوبہ کا ذکر کیا تھا۔

نیاز اے نائیک نے بتایا کہ اس اجلاس میں شریک امریکہ کے چار نمائندوں میں ایک سابق سفیر اور وزارت خارجہ کے سابق سینئر اہلکار قاسم رفعت بھی شامل تھے۔ ان نمائندوں نے یہ اشارہ کیا تھا کہ اگر طالبان نے اپنے رویہ میں تبدیلی پیدا نہ کی اور پاکستان نے طالبان پر اثر انداز ہونے میں مدد نہ کی تو امریکہ کے پاس افغانستان کے خلاف کھلی فوجی کارروائی کرنے کے سوا کوئی دوسرا چارہ نہیں ہوگا۔

نیاز اے نائیک نے بتایا کہ اس پروگرام کے مطابق امریکہ یہ حملہ اکتوبر کے شروع میں کرتا۔ انہوں نے کہا اس مجوزہ حملے کا ایک وسیع تر مقصد تھا۔ پہلا مقصد اسامہ بن لادن کو پکڑنا اور دوسرا اس حملے میں افغانستان کے سخت گیر عناصر مثلاً ملا محمد عمر اور دوسرے افغان رہنماؤں کا ختم کرنا تھا۔ اس طرح وہاں اعتدال پسند رہنماؤں کی ایک نسبتاً کم قدامت پسند حکومت کی تشکیل میں مدد دینا تھا۔ یہ امید کی جا رہی تھی کہ سابق شاہ ظاہر شاہ کو ایک عبوری حکومت کے سربراہ کے طور پر افغانستان واپس لایا جا سکتا ہے جو ملک کے لئے آئین وضع کرتی اور ایک نئی حکومت تشکیل دیتی۔

نیاز اے نائیک نے بتایا کہ برلن میں اس اجلاس میں امریکہ کے علاوہ روس، پاکستان اور ایران کے بھی اعلیٰ نمائندے شریک ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا اگرچہ امریکہ نے افغانستان پر حملے کا منصوبہ نیویارک اور واشنگٹن کے تباہ کن حملوں سے چھ ہفتے قبل ہی بنایا۔ اب ہزاروں افراد کی ہلاکت کے بعد اسے اپنے اس منصوبہ پر عمل کرنے کا ایک بہانہ



اور جواز بھی مل چکا ہے۔ انہوں نے کہا پہلے بنائے گئے اس منصوبہ کے مطابق افغانستان پر یہ حملہ کئی جانب سے ہو سکتا ہے۔

O

اس روز کی دوسری اہم ترین خبر یہ تھی کہ حملے کے روز ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں کام کرنے والے 4 ہزار اسرائیلی غیر حاضر تھے۔ خلیجی اخبار الوطن کی اطلاع کے مطابق یہ اسرائیلی ٹریڈ سنٹر کے مختلف دفاتر میں کام کرتے تھے۔ اسرائیلیوں نے پہلے تو ان کی موت کا ڈرامہ کیا پھر اطلاع ملی کہ ایک بھی اسرائیلی حملے میں نہیں مرا۔ یہ سوال اٹھایا جا رہا تھا کہ اس پراسرار گمشدگی کے اسباب کیا ہیں؟ اخبار نے بتایا امریکی حکام اس بات کی تحقیق کر رہے ہیں کہ ان ملازمین کو حملے سے قبل کس طرح اطلاع ہوئی تھی۔ اسرائیلی حکام نے اس بارے میں کسی قسم کے سوال کا جواب دینے سے انکار کر دیا ہے۔ نیویارک میں امریکی خفیہ ایجنسی ایف بی آئی نے پانچ اسرائیلی باشندوں کو بھی گرفتار کر لیا ہے۔ ایف بی آئی کے مطابق یہ افراد ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے جلنے کی ویڈیو فلم بنا رہے تھے جب انہیں گرفتار کیا گیا تو یہ پانچ اسرائیلی افراد گھبرائے ہوئے تھے اور کسی بات کا ٹھیک جواب نہیں دے رہے تھے۔ تہران ریڈیو کے مطابق امریکہ میں انجام پانے والے حالیہ خودکش ہوائی حملوں کو اسلامی گروہوں سے منسوب کرنے کے بین الاقوامی صیہونی ازم کی کوششوں کے باوجود ایسی رپورٹس مل رہی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ان دہشت گردانہ حملوں میں صیہونیوں کا ہاتھ تھا۔

ریڈیو تہران کے مطابق حالیہ حادثوں میں ایک بھی صیہونی ہلاک نہیں ہوا جس سے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عالم تجارتی مرکز میں چار ہزار سے زیادہ صیہونی کام کرتے تھے تو کیا وجہ ہے کہ اس مرکز کی تباہی میں ایک بھی صیہونی ہلاک نہیں ہوا۔

ایک اور رپورٹ کے مطابق امریکی تحقیقاتی ادارے ایف بی آئی نے نیوجرسی میں قائم ایک کمپنی کے پانچ اسرائیلی ملازمین کو ان کی مشکوک حرکات کی وجہ سے گرفتار کیا۔ گرفتار شدہ اسرائیلی باشندوں کے رشتہ داروں کے مطابق ان افراد کو ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملے کے بعد اس کے قریب واقع اپنی کمپنی کے جلتے ہوئے دفتر کی ویڈیو فلم بناتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا جس کے بعد انہیں نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا گیا ہے۔ ایک گرفتار شدہ اسرائیلی باشندے کی ماں نے کہا کہ اس کے بیٹے نے گرفتار ہونے کے بعد سے لے کر اب تک اپنے ایک دوست کو صرف ایک مرتبہ فون کر کے بتایا کہ ان پر بے پناہ تشدد کیا جا رہا ہے جبکہ ان کو ایک اندھیرے زمین دوز کمرے میں رکھا گیا ہے۔

یہودیوں کی طرف سے ممکنہ دہشت گردی کے آپشن کو سی آئی اے نے کبھی نظر انداز نہیں کیا اور امریکی پریس کے حوالے سے یہ علم ہو رہا تھا کہ اس مسئلے پر ایف بی آئی اور سی آئی اے میں اختلافات بڑھ رہے ہیں۔



# اسامہ بن لادن...... نئے انکشافات

18 رمئی 1996ء کو اسامہ بن لادن سوڈان سے نکلے اور افغانستان پہنچ گئے اس ے پہلے وہ افغانستان ہی سے سوڈان گئے تھے جہاں ان کا قیام ساڑھے پانچ سال رہا یہاں ہوں نے مختلف شعبوں میں سرمایہ کاری بھی کی تھی۔ اسامہ بن لادن اپنی فیملی اور ساتھیوں ے ہمراہ شمالی افغانستان کے شہر جلال آباد میں آئے اور وہاں افغان مجاہدین کے ایک کمانڈر نبر محمود کے پاس پناہ لی، جو ایک دوسرے کو افغان جہاد کے دنوں سے جانتے تھے۔

افغانستان میں سوویت قابض فوجوں کے خلاف جہاد میں اسامہ بن لادن تقریباً سال تک لڑتے رہے تھے اور روسی فوج کے واپس جانے کے بعد وہاں سے چلے آئے ان کے افغانستان چھوڑنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ افغان مجاہدین کے مختلف گروپ میں ہی لڑنے لگے تھے۔ انہوں نے کئی بار ان گروپوں کے درمیان مفاہمت کی کوشش کی تھی مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے۔

طالبان نے جب 12 رستمبر 1996ء کو جلال آباد پر قبضہ کیا تو اسامہ بن لادن

وہیں تھے۔ بعد میں 27 ستمبر کو طالبان نے کابل پر بھی قبضہ کرلیا اور اس وقت کے صدر برہان الدین ربانی اور ان کے وزیر دفاع احمد شاہ مسعود وہاں سے فرار ہو گئے۔ ابتداء میں طالبان اور اسامہ بن لادن کو ایک دوسرے پر اعتماد نہیں تھا کیونکہ طالبان کا خیال تھا کہ سعودی عرب میں پیدا ہونے والا یہ مجاہد ان کے مخالفین جن کے سربراہ ربانی اور مسعود تھے، کی حمایت کرتا ہے، تاہم اسامہ بن لادن اور طالبان کے نمائندے ملا محمد صادق کے درمیان چند ملاقاتوں کے بعد یہ غلط فہمیاں دور ہو گئیں۔ بعد میں طالبان نے اسامہ بن لادن سے کہا کہ وہ قندھار منتقل ہو جائیں جو طالبان اسلامی تحریک کا روحانی صدر مقام اور ان کے سپریم لیڈر ملا محمد عمر کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ اسامہ بن لادن کی بیویاں (کہا جاتا ہے کہ چار ہیں) اور ان کے متعدد بچے چند روز پہلے تک قندھار ہی میں مقیم تھے اور اب امریکی حملوں سے بچنے کے لئے انہیں دیہی علاقے میں بھیج دیا گیا تھا۔ جہاں تک اسامہ بن لادن کا تعلق ہے، وہ اپنے ٹھکانے بدلتے رہتے ہیں اور اپنی درجنوں کمین گاہوں میں پھرتے رہتے ہیں جن میں خوست بھی شامل ہے، جس پر امریکہ نے 20 اگست 1998ء کو میزائلوں سے حملہ کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ دوسری کمین گاہیں قندھار کے نزدیک اور عروزگان، غروز، لوگر، کابل اور ننگر ہار صوبوں میں واقع ہیں۔

ابن لادن ہمیشہ میڈیا سے بات چیت کرنے کے خواہشمند رہتے ہیں تاکہ وہ اپنا پیغام اور سیاسی ایجنڈا پیش کرسکیں۔ وہ اپنی پوزیشن کی وضاحت کی بھی ضرورت محسوس کرتے ہیں کیونکہ اکثر اوقات ان پر الزامات لگائے جاتے ہیں کہ وہ ساری دنیا میں دہشت گردی کی کارروائیوں میں ملوث ہیں۔ 1996ء میں افغانستان واپس آنے کے بعد انہوں نے پہلا انٹرویو لندن کے اخبار ''دی انڈی پنڈنٹ'' کے رابرٹ فسک کو دیا تھا۔ اس انٹرویو



میں انہوں نے اپنا افغانستان واپس آنے کا اعلان کیا اور مطالبہ کیا کہ امریکی، برطانوی اور فرانسیسی فوجیں سعودی عرب سے نکل جائیں۔

یہ 1998ء کی بات ہے کہ ان کا نام اخباروں میں چھپنے لگا کہ وہ متعدد ملکوں میں اسلامی بنیاد پرست گروپوں کو مالی امداد دیتے ہیں۔ اس سال ان کی قدر و منزلت بڑھ گئی کیونکہ مغربی میڈیا نے ان کے انٹرویو لینا شروع کردیئے تھے اور سی این این اور اے بی سی کی ٹیمیں ان سے بات چیت کے لئے جلال آباد بھی پہنچ گئیں۔ انہوں نے 25 مئی 1998ء کو خوست میں پاکستانی صحافیوں کی بھی ایک پریس کانفرنس بلائی اور عیسائیوں اور یہودیوں کے خلاف (یا ان کی وضاحت کے مطابق امریکہ اور اسرائیل کے خلاف) بین الاقوامی اسلامی محاذ برائے جہاد قائم کرنے کا اعلان کیا۔ نیروبی (کینیا) اور دارالسلام (تنزانیہ) میں امریکی سفارتخانوں میں بم دھماکوں نے ان کا امیج ہمیشہ کے لئے تبدیل کرکے رکھ دیا۔ امریکہ نے دہشت گردی کے ان حملوں کے لئے انہیں کو ذمہ دار ٹھہرایا اور صدر کلنٹن نے انہیں امریکہ کا دشمن نمبر ایک قرار دیا۔

بارہ روز بعد خوست میں اسامہ کے تربیتی کیمپوں کو نشانہ بنانے کے لئے امریکہ نے ایک بحری جہاز سے 80 ٹوم ہاک کروز میزائل پھینکے۔ امریکی انٹیلی جنس رپورٹوں کے برعکس اسامہ بن لادن اس رات کیمپ میں تھے ہی نہیں اور نہ ہی وہاں ان کے ساتھیوں کے ایک بڑے اجتماع کا پروگرام تھا۔ ابن لادن کے چار عرب اور ایک تاجکستانی پیروکار اور 20 سے زائد پاکستانی، افغان اور کشمیری باشندے ان میزائلوں سے ہلاک ہوئے تھے۔ مرنے والوں میں بیشتر بے گناہ دیہاتی افغان تھے۔ میزائلوں کے گرنے سے کیمپ کو کچھ نقصان پہنچا مگر اس کا انفسر اسٹرکچر قائم رہا۔ جیسا کہ دعویٰ کیا جاتا رہا ہے کیمپ نہ تو ہائی ٹیک

تھے اور نہ ہی وہاں جدید مواصلاتی سہولتیں موجود تھیں۔

اسامہ بن لادن نے اپنا آخری انٹرویو 23 دسمبر 1998ء کو دیا تھا۔ اس کے بعد اس نے کوئی انٹرویو نہیں دیا کیونکہ طالبان نے ان کے بولنے پر پابندی لگا رکھی ہے۔ ابن لادن طالبان کو ناراض نہیں کرنا چاہتے کیونکہ افغانستان میں قیام رکھنا ان کی ضرورت ہے کیونکہ ان کے پاس کوئی اور آپشن نہیں۔ جب انہوں نے 25 مئی 1998ء کو طالبان کی اجازت کے بغیر اپنی مشہور پریس کانفرنس کی تھی تو طالبان کے لیڈر ملا عمر بڑے ناراض ہوئے تھے۔ اس موقع پر ملا عمر نے کہا تھا کہ افغانستان میں صرف ایک حکمران ہو سکتا ہے، وہ خود یا ابن لادن۔ اس پر ابن لادن نے اعلان کیا کہ وہ ملا عمر کو امیر المومنین سمجھتے ہیں اور وہ ان کی حکومت کی ہر پالیسی کی حمایت کرتے ہیں۔ اس سے پہلے طالبان دعویٰ کرتے تھے کہ وہ ابن لادن کی سرگرمیوں کی نگرانی کر رہے ہیں۔ ان کا یہ کہنا بھی تھا کہ انہوں نے ابن لادن سے سیٹلائٹ فون، فیکس مشین اور جدید مواصلات کے دوسرے آلات چھین لئے ہیں تا کہ دنیا میں ان کا اپنے پیروکاروں سے کوئی رابطہ نہ رہے۔ اب بھی طالبان یہی کہتے ہیں کہ ابن لادن کے پاس کوئی فون یا فیکس نہیں ہے اور اسی وجہ سے ان کا باقی دنیا سے کوئی رابطہ نہیں، تاہم یہ ممکن ہے کہ افغانستان میں ابن لادن کے عرب پیروکاروں کی ٹیلی فون فیکس اور کمپیوٹر کی سہولتیں موجود ہیں۔

اگرچہ اسامہ بن لادن نے دسمبر 1998ء کے بعد سے طالبان کی طرف سے اپنے اوپر لگائی جانے والی پابندی پر عملدرآمد کیا ہے کہ وہ میڈیا کو انٹرویو نہیں دیں گے، لیکن حال ہی میں انہوں نے منحرف ہونے کی اس طرح کوشش کی کہ وہ اپنی آڈیو اور ویڈیو کیسٹس تیار کر کے انہیں مسلمان علماء، سیاستدانوں اور میڈیا کے افراد تک پہنچانا چاہتے تھے۔ اس



طرح کی ویڈیوز میں پہلی ویڈیو اس برس فروری میں سامنے آئی جس میں ان کے سب سے بڑے بیٹے محمد کی شادی کے مناظر ہیں۔ اس لڑکے کی شادی شیخ تاثیر عبداللہ کی بیٹی سے ہوئی جسے امریکی حکام محمد عاطف کہتے ہیں اور جن کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اسامہ بن لادن کے عسکری کمانڈر ہیں۔ 1998ء میں خوست میں پریس کانفرنس کے دوران اسامہ بن لادن نے اسے اپنے دائیں بازو کے طور پر متعارف کروایا۔ اسامہ بن لادن کی طرح امریکی حکومت نے عاطف کی گرفتاری سے متعلق معلومات فراہم کرنے والے کے لئے پانچ ملین ڈالر کی رقم کے انعام کا اعلان کیا ہے۔

افغانستان میں دوسری جو ویڈیوز سامنے آئی ہیں، ان میں سے ایک ویڈیو اسے ایک کمرے میں اپنے پیروکاروں کو تقریر کرتے دکھایا گیا ہے اور اس کے بیٹے کو ایک نظم پڑھتے ہوئے دکھایا گیا ہے جس میں اسرائیل کے خلاف فلسطینی انتفادہ کی تعریف کی گئی ہے۔ ان ویڈیوز، جن میں اسامہ بن لادن کے ساتھیوں کو فوجی تربیت کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے یا جس میں اسامہ بن لادن نے یو ایس ایس کول پر حملے کی تعریف کی ہے، سے متعلق کسی قسم کی مستند رائے قائم نہیں ہوئی۔ درحقیقت کچھ لوگ پرانے منظر ناموں کے ٹکڑوں کو اکٹھا کر کے انہیں ان ٹیلی ویژن کمپنیوں کو فروخت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو اسامہ بن لادن سے متعلق کسی بھی چیز کو پیش کرنے میں بڑے اشتیاق کا مظاہرہ کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ جو لوگ اسامہ بن لادن کے ایما پر گفتگو کرتے ہیں، ان کی بھی تصدیق کی جانی چاہئے کیونکہ ان کی اکثریت معتبریت سے مبرا ہے۔ ماضی میں ایک فرد نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ اسامہ بن لادن نے بھارت کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا ہے اور یہ کہ اسے مقبوضہ کشمیر میں اپنا عسکری کمانڈر مقرر کیا ہے، جھوٹ ثابت ہوا تھا۔ مشہور لوگوں نے بھی سیاسی مفاد کے حصول کے

لئے اسامہ بن لادن سے منسلک شہرت استعمال کرنے کی کوشش کی تھی۔

روس کے میخائل گورباچوف نے دعویٰ کیا تھا کہ اسامہ بن لادن نے انہیں قتل کرنے کی کوشش کی تھی۔ بینظیر بھٹو نے الزام لگایا تھا کہ اسامہ بن لادن نے انہیں (بینظیر) بطور وزیراعظم اقتدار سے علیحدہ کرنے کے لئے سیاستدانوں کو تحریک عدم اعتماد کے دوران پیسے دیئے تھے جبکہ بھارت کی سیاستدان جے للیتا نے اسامہ بن لادن پر الزام لگایا تھا کہ اسامہ نے دھماکہ خیز مواد اور عسکریت پسند گروپوں کے ذریعے اس کی تامل ناڈو ریاست کو عدم استحکام سے دوچار کرنے کی کوشش کی تھی۔ دنیا بھر کی انٹیلی جنس ایجنسیوں نے اپنی خامیوں کو چھپانے کے لئے اسامہ بن لادن کو الزام دینے اور اسے بھگوڑا بنا کر پیش کرنا آسان سمجھا۔

O

اسامہ بن لادن کی القاعدہ ایک چھوٹی تنظیم ہے۔ یہ اسرائیل اور امریکہ کے خلاف عالمی اسلامی محاذ کی ممبر تنظیم ہے جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ متعدد ملکوں میں اسلامی گروپوں کے لئے یہ محاذ بنیادی تنظیم کا کام سرانجام دیتی ہے۔ صرف چند گروپ اس محاذ میں شامل ہوئے ہیں اور جو افغانستان میں موجود ہیں، ان کی اکثریت عرب ممالک سے تعلق رکھتی ہے۔ ان میں مصر سے ڈاکٹر ایمان کی الذاواہریز الجہاد اور شیخ عمر عبدالرحمٰن کی جماعت اسلامی ایک دوسری مغربی تنظیم ہے۔ شیخ عمر مصر کے نابینا مبلغ ہیں جو آج کل امریکہ میں نیویارک کے ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں 1993ء میں ہونے والے دھماکوں کے الزام کی بنیاد پر قید ہیں۔ اس کے دو بیٹے بھی افغانستان میں ہیں اور اسامہ بن لادن کے لیفٹیننٹ ہیں۔ الجیریا، مراکش اور لیبیا کے کچھ افراد بھی اس محاذ کے رکن ہیں۔ امریکہ اور مغرب دشمنی کے



خلاف مشترکہ جدوجہد کی ضرورت اور دنیا میں اسلام کی عظمت کے لئے جدوجہد کے علاوہ ان تمام گروپوں اور افراد کے اپنے سیاسی اور عسکری ایجنڈے بھی ہیں جو اپنے اپنے ممالک میں اسلامی انقلاب لانے کا عزم رکھتے ہیں۔ مصری حسنی مباک کو اقتدار سے علیحدہ کرنے اور ان کی جگہ اسلام پسندوں کو لانے کے لئے لڑ رہے ہیں جبکہ الجیریا کے مجاہدین اپنے ملک میں اسلامی حکومت لانا چاہتے ہیں۔ پاکستان، فلپائن اور کچھ دوسرے ممالک سے تعلق رکھنے والے اسلامی گروپ بھی اسامہ بن لادن کے محاذ کے مقاصد سے متعلق ہو سکتے ہیں، لیکن وہ کھلے لفظوں میں اس بات کا اظہار نہیں کرتے ہیں کہ وہ اس محاذ کے رکن ہیں یا اس کے مقاصد کے لئے کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے کچھ گروپوں اور افراد نے اسرائیل اور امریکہ کے خلاف ان کے مسلمان ممالک کردار کی وجہ سے اسامہ بن لادن کی طرف سے پیش کردہ جہاد کے فتوے پر دستخط کر دیئے ہیں۔

اسامہ بن لادن کی جسمانی صحت اس وقت کچھ اچھی نہیں ہے۔ انہیں شدید قسم کے کمر درد کا مسئلہ درپیش ہے اور عصا کی مدد سے چلتے ہیں۔ اطلاعات کے مطابق انہیں گردے اور کم فشار خون کی تکلیف بھی ہے۔ اس حوالے سے اس طرح کی غیر مصدقہ اطلاعات بھی ہیں کہ ایک عراقی ڈاکٹر ان کے گردے کا علاج کرنے کے لئے افغانستان گیا ہے۔ ایک مرتبہ انہیں علاج کے لئے کابل کے ہسپتال میں لاتے دیکھا گیا۔ اس طرح اطلاعات ہیں کہ اسامہ بن لادن نے یمن کی نوجوان لڑکی سے چوتھی شادی کی ہے، لیکن ان طلاعات کی بھی کبھی تصدیق نہیں ہوئی جس سے اس کے مداحوں کو یہ کہنے کا موقع ملا کہ وہ بھوکا یا بیمار فرد نہیں ہے۔

اسامہ بن لادن اور ان کے عرب مجاہدین کے طالبان پر بڑھتے اثر سے متعلق

بہت کچھ کہا اور لکھا گیا ہے۔ کوئی بھی نتیجہ اخذ کرنے سے قبل اس بات کا احساس کرنا چاہئے کہ اسامہ بن لادن اور اس کے عرب ساتھی جن کی تعداد ہزار نفوس سے کم ہے، پناہ اور رہائش کے لئے طالبان پر انحصار کرتے ہیں۔ وہ طالبان خاص طور پر ان کے سپریم کمانڈر ملا عمر پر حملہ کرنے کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ کوئی بھی ملک انہیں پناہ نہیں دے گا اور ان میں سے کوئی بھی اپنے آبائی عرب ملک واپس نہیں جاسکتا ہے جہاں وہ مختلف مقدمات میں مطلب ہیں۔

بدھا کے مجسموں اور این جی اوز کی تباہی کے حوالے سے طالبان کی سخت پالیسیاں ابن لادن اور اس کے ساتھیوں کے اثر کی وجہ سے نہیں ہیں۔ درحقیقت ملا عمر کی سرپرستی کی وجہ سے شدت پسندوں کو طالبان میں ہمیشہ برتری حاصل رہی ہے اور شدت پسند ابھی بھی اپنے جوہر دکھا رہے ہیں۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی پابندیوں اور امریکہ ومغرب کی جانب سے طالبان حکومت کو تسلیم نہ کئے جانے کی وجہ سے وہ غصیلے اور بے لچک بن گئے ہیں۔ لہٰذا ان کا اقوام متحدہ کے امن مشن کا بائیکاٹ، اقوام متحدہ کی تنظیموں کے ساتھ تعاون کرنے سے انکار اور امدادی کارکنوں پر چیک رکھنے میں کسی قسم کی تبدیلی کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

جرمنی کے چار اور امریکہ وآسٹریلیا کے دو دو امدادی کارکنوں کو پکڑ کر اور ان پر عیسائیت کا پرچار کرنے کے الزام میں مقدمہ چلا کر طالبان نے دنیا کو ایک مضبوط پیغام بھیجا ہے کہ وہ اسلام مخالف کسی قسم کی سرگرمی کو برداشت نہیں کریں گے۔ اگرچہ طالبان اسامہ بن لادن اور اس کے عرب ساتھیوں سے ڈکٹیشن نہیں لیتے، لیکن افغان جہاد کے دوران افغانستان میں لڑنے کے لئے آنے والے مجاہدین ہمیشہ سے مغرب مخالف رہے ہیں اور اپنے کچھ اعتقادات کے بارے میں سخت رویہ رکھتے ہیں۔ وہ مغربی صحافیوں کو دھمکیاں دیتے اور امدادی کارکنوں کو ہراساں کرتے ہیں۔ افغانستان کے جن حصوں میں



عرب قوت کے ساتھ موجود ہیں، وہاں اس طرح کے واقعات آج بھی ہوتے ہیں۔

اسامہ بن لادن کی اولین ترجیح یہ رہی ہے کہ سعودی عرب سے امریکی، برطانوی اور فرانسیسی فوجوں کو نکالا جائے۔ بن لادن کی اس سوچ کے پس پردہ اسلامی اور حب الوطنی کی وجوہات کارفرما ہیں۔ وہ انہیں قابض فوجی دستے قرار دیتا ہے جو مغرب کے تیل کے مفادات کی حفاظت کے لئے یہاں آئے ہیں۔ بن لادن یہ استدلال بھی پیش کرتا ہے کہ کافروں کو دو پاکیزہ ترین جگہوں یعنی مکہ اور مدینہ میں داخلے کی اجازت نہیں ہے، جہاں ان فوجی دستوں کی آسان رسائی موجود ہے۔

حالیہ برسوں میں سعودی عرب میں امریکی فوج کی بیرکوں میں ہونے والے دو بم دھماکوں میں اپنے ملوث ہونے کے انکار سے اس نے آبائی سرزمین پر غیرملکی فوج کی موجودگی کے اشارے دیئے ہیں۔ جب تک امریکی سپاہی سعودی عرب سے کوچ نہیں کر جاتے، مزید حملے جاری رہیں گے۔ اسامہ بن لادن کے مطابق ان کی امریکہ مخالفت کی بنیادی وجہ سعودی عرب میں امریکہ کی عسکری موجودگی ہے اور ایک اور وجہ مشرق وسطیٰ میں امریکہ کی اسرائیل نواز پالیساں ہیں۔

خوست میں مئی 1998ء میں ہونے والی پریس کانفرنس میں بن لادن نے شائستگی کے ساتھ کشمیر میں پاک بھارت کشمکش میں ملوث ہونے کو رد کر دیا حالانکہ پاکستانی صحافی تسلسل کے ساتھ اسے پاکستان کی حمایت میں بولنے پر آمادہ کرنے کی کوششیں کرتے رہے۔ اسامہ بن لادن کو بہت سے مسلمانوں میں مذہبی نوعیت کی حیثیت حاصل ہوگئی تھی۔ امریکہ نے اسے جس قدر زیادہ ہدف بنایا، عملی مسلمانوں کی نظروں میں وہ اتنا ہی زیادہ ہیرو بن گیا۔

افغانستان اور پاکستان میں والدین نے زیادہ تعداد میں اپنے بچوں کے نام اسامہ رکھنے شروع کر دیئے۔ اس علاقے میں ایسا نام رکھنے کا رواج نہ تھا۔ اسامہ کا مطلب ہوتا ہے شیر اور اس کے معتقدین نے بتایا کہ ایک ایسے وقت میں جب پاکستان جیسے ایٹمی صلاحیت کے حامل ممالک بھی امریکہ کے سامنے کھڑے نہیں ہو سکتے، ان کی طرف سے دنیا کی واحد سپر پاور کی چیلنج کی جرأت کرنے نے انہیں بڑا متاثر کیا ہے۔ اس کی تصویر والے پوسٹر اور شرٹیں بڑی تعداد میں فروخت ہوئیں۔ ایسا نہیں ہے کہ پاکستان اور پڑوسی ملک افغانستان میں اسامہ کے مخالفین موجود نہیں ہیں۔ بہت سے پاکستانی اور افغانی اور اس سے بھی زیادہ وہ لوگ جو لبرل، سیکولر یا لیفٹسٹ ہیں، تشدد کے ذریعے اپنے مقاصد حاصل کرنے اور افغان عوام کو مشکلات و مصائب میں مبتلا کرنے پر اسامہ کو موردالزام ٹھہراتے ہیں۔

طالبان نے اسامہ بن لادن کے ایشو کو جس طرح سنبھالا ہے، اس پر ان کی تعریف و توصیف بھی ہوئی اور ان کو ہدف تنقید بھی بنایا گیا۔ برے وقت میں افغانستان میں پناہ لینے کے بعد طالبان کی طرف سے بہترین مہمان نوازی نے بہت سے لوگوں کو بہت متاثر کیا ہے۔ ناقدین نے رائے دی ہے کہ اسامہ بن لادن کے معاملہ میں طالبان کی طرف سے ناعاقبت نااندیشانہ طرز عمل نے جنگ سے تباہ حال ملک کے بے یارومددگار عوام کو ایک اور جنگ کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔

اسامہ بن لادن کی صلاحیتوں، اس کے وسائل اور اس کے زیر انتظام مین پاور کے بارے میں متفرق باتیں مشہور ہیں۔ ایک نامہ نگار نے اس کے ساتھ اپنی دو ملاقاتوں کے دوران اس کے آس پاس بیس سے زیادہ مسلح عرب اور افغان باڈی گارڈ دیکھے ہیں۔ امریکہ اس کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ مخبروں کی ایک فوج اس کے تعاقب میں رہتی ہے اور ایک



مواصلاتی سیارے کا رخ مستقبل طور پر افغانستان کی طرف ہے۔

ایسی صورتحال میں اسامہ وہ آدمی ہے جو مستقل اپنے ٹھکانے بدل رہا ہے۔ اگر طالبان پر یقین کر لیا جائے تو اسامہ بن لادن کے فنڈز کے ذرائع ختم ہو چکے ہیں اگر اس کے پاس فون اور فیکس مشینیں نہیں ہیں، ایسی صورتحال میں کوئی بھی شخص سن کر حیران رہ جائے گا کہ اس نے ممکنہ طور پر حیاتیاتی، کیمیائی حتیٰ کہ جوہری ہتھیار حاصل کر لئے ہیں۔ اس سے بھی زیادہ پریشان کن وہ الزامات ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر نیویارک اور پینٹاگون واشنگٹن پر پچھلے ہفتے حملے کرنے کے عمل کے پیچھے ماسٹر مائنڈ اسامہ بن لادن ہے۔ اس ناتواں اور بیمار شخص کو دیکھا جائے تو ہنسی آتی ہے کہ یہ دنیا میں کسی جگہ حملہ کر سکتا ہے اور اس کے قبضے میں پرعزم جنگجوؤں کی فوج ہے جو اس کے نصب العین کے لئے جان کی بازی لگانے کو بھی تیار ہیں[1]۔

O

1۔ اسامہ بن لادن کی شخصیت کو جاننے کے لئے مصنف کی کتاب ''اسامہ بن لادن'' کا مطالعہ کیجئے۔
ناشر ساگر پبلشرز---لاہور

# ''ٹائم'' کی رپورٹ

ہفت روزہ ''ٹائم'' نے اپنے تازہ شمارے میں اسامہ بن لادن کے متعلق ایک رپورٹ شائع کی ہے۔ ٹائم لکھتا ہے کہ:

44 سالہ نرم گفتار اسامہ بن لادن کو ''اسلامیات'' کی تعلیم کے لئے ایک ایسا فلسطینی استاد ملا جس نے مذہبی اعتبار سے اس کی زندگی بدل دی۔ ''ٹائم'' نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر سابق سوویت یونین افغانستان پر حملہ نہ کرتا اور صدام کویت پر حملہ نہ کرتا اور امریکی فوج صومالیہ میں مار کھانے کے بعد تیزی سے وہاں سے پسپا نہ ہوتی تو بھی شاید دہشت گردی کا یہ واقعہ پیش نہ آتا کیونکہ پھر اسامہ کے دل میں یہ خیال پیدا نہ ہوتا کہ امریکی بزدل ہیں جنہیں آسانی سے شکست دی جا سکتی ہے۔ اسامہ کے خیال میں زندگی خدا کی امانت ہے اور خدا امریکہ میں دہشت گردی کے دوران مرنے والوں پر بہت خوش ہوا ہوگا۔

جریدے نے اسامہ کے حوالے سے مضمون میں لکھا ہے کہ آخر وہ کیا حالات ہیں کہ جن کی وجہ سے وہ اتنے ناراض ہو گئے ہیں اور انہوں نے امریکہ کے خلاف جنگ شروع



کر رکھی ہے۔ ٹائم نے لکھا ہے کہ امریکہ میں ہونے والی دہشت گردی انتہائی جدید انداز میں کی گئی اور یہ اسامہ اور ان کے ساتھیوں کا کام تھا جنہیں اسامہ گزشتہ 20 برس سے اکٹھا کر رہا ہے۔ جریدے نے لکھا ہے کہ اصل بات عزم کی ہے جس کے راستے میں کوئی نہیں آ سکتا۔ اسامہ کی کہانی بھی دوسرے مذہبی شدت پسندوں جیسی ہے جو عرب دنیا پر امریکی بالا دستی اور اس کی اسرائیل کی حمایت پر ناراض ہیں۔

اسامہ سابق سوویت یونین کے خلاف جہاد میں اگلے مورچوں میں تھے اور اس وقت امریکہ کے ساتھ تھے لیکن جب امریکی فوجیں سعودی عرب میں داخل ہوئیں تو انہوں نے اسے مسلمانوں کے مقامات مقدسہ کی بے حرمتی خیال کیا۔ اگرچہ اسامہ دولت مند پیدا ہوئے لیکن انہیں سعودی عرب میں اتنی زیادہ اہمیت حاصل نہیں تھی کیونکہ ان کے ماں باپ ہجرت کر کے سعودی عرب آئے تھے۔ بعض ذرائع کے مطابق ان کی والدہ کا تعلق فلسطین یا شام سے تھا جبکہ والد یمن سے سعودی عرب آئے تھے۔

اسامہ کے والد محمد نے ''بن لادن گروپ'' کی بنیاد رکھی جس نے بہت دولت کمائی۔ اسامہ کے والد کی چار بیویاں اور 52 بچے ہیں۔ اسامہ کے والد کے سعودی عرب کے بانی عبدالعزیز السعود سے اچھے تعلقات تھے جس کی بناء پر بن لادن گروپ کو کئی حکومتی ٹھیکے ملے جن میں مقامات مقدسہ کی توسیع اور تعمیر نو بھی شامل تھی۔ اس وقت بن لادن گروپ کے 35 ہزار ملازم اور 5 ارب ڈالر کا سرمایہ ہے۔ اسامہ بن لادن کو 8 کروڑ ڈالر کا حصہ اس وقت مل گیا جب وہ 13 برس کا تھا اور اس کے والد کا انتقال ہو گیا۔ اسامہ نے اس حصے کو 25 کروڑ ڈالر تک بڑھا لیا۔ اسامہ عبدالعزیز یونیورسٹی میں ایک فلسطینی استاد عبداللہ عزام سے بہت متاثر تھا جو فلسطینی تھا اور اس کا تعلق اخوان المسلمون تنظیم سے تھا۔

اس تعلق نے ان کے اندر نہ صرف عرب بھائی چارے بلکہ اسلامی بھائی چارے کے خیالات کو بہت مستحکم کیا۔

اس کا نتیجہ تھا کہ 1979ء میں 22 سالہ اسامہ بن لادن سابق سوویت یونین سے لڑنے کے لئے افغانستان آئے۔ انہوں نے افغانوں کی مدد کے لئے امیر عربوں سے چندہ بھی اکٹھا کیا۔ 1980ء میں اس کے استاد عبداللہ عزام نے ''مکتب الخدمت'' کی بنیاد رکھی جو بعد میں ''القاعدہ'' میں تبدیل ہوگئی۔ جس نے افغان مجاہدین کو بیرونی امداد اور لاجسٹک امداد کی راہیں کھولیں۔ اسامہ بن لادن اس تنظیم کے رکن اور بڑے مالی مددگار بن گئے۔ انہوں نے افغان جہاد کے لئے عرب مجاہدین کی تربیت کے لئے کیمپ کھولے اور ان کی ہر طرح سے مدد کی۔

اسی عرصہ میں امریکی سی آئی نے بھی محسوس کر لیا کہ سابق سوویت یونین افغانستان میں شکست کھائے گا اس لئے اس نے بھی پیسوں اور اسلحہ سے افغان مجاہدین کی مدد شروع کر دی۔ سی آئی کے ایجنٹ ملٹن بیرڈن نے بتایا (ملٹن 86ء سے 89ء تک افغان آپریشن کا انچارج رہا) کہ سی آئی اے کا اسامہ سے براہ راست رابطہ نہیں تھا۔ تاہم امریکی حکام اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ اس عرصہ میں اسامہ اور اس کے ساتھیوں کو بھی مدد دی گئی۔ 89ء میں عبداللہ عزام قتل کر دیئے گئے اور سوویت فوجیں بھی افغانستان سے نکل گئیں۔ اسامہ نے سمجھا کہ ان کا کام مکمل ہوگیا ہے اس لئے اسامہ واپس جدہ آگئے تاہم افغان جنگ نے بھی اس کے خیالات پر گہرا اثر چھوڑا اور اسامہ سعودی پالیسیوں سے ناراض رہنے لگے۔ یہ جذبات اس وقت مزید مشتعل ہوئے جب صدام نے 90ء میں کویت پر قبضہ کر لیا اور سعودی عرب کی سلامتی کو خطرہ لاحق ہوگیا۔ اسامہ نے سعودی عرب



ے شاہی خاندان کو بتایا کہ وہ اور اس کے ساتھی ملکی دفاع کے لئے کافی ہیں۔ لیکن اسامہ کی پیش اس طرح مسترد کر دی گئی کہ سعودی عرب نے دفاع کے لئے امریکی فوجوں کو بلایا۔

اسامہ امریکی فوجیوں اور اس کے عیسائی یہودی دستوں اور امریکی تہذیبی یلغار ے مزید مشتعل ہوگیا کیونکہ اس نے امریکی فوجوں کی آمد کو مقامات مقدسہ کی بے حرمتی قرار یا۔ جب اسامہ نے سعودی حکومت کے خلاف سرگرمیاں شروع کیں تو شاہ فہد نے اسے جدہ تک محدود کر دیا جس پر اسامہ ملک سے فرار ہو کر سوڈان چلا گیا۔ سوڈان پر اس وقت سن الترابی اور اس کے ساتھیوں کی حکومت تھی جو افغانستان میں لڑائی لڑ چکے تھے۔ حسن ترابی افغانستان میں اسامہ سے مل چکے تھے اور اسامہ ان سے بہت متاثر تھا کیونکہ حسن ترابی عرب ملکوں سے سیکولر حکومتوں کا خاتمہ کر کے وہاں اسلامی حکومتوں کو اقتدار میں یکھنے کے خواہش مند تھے۔ اسامہ نے سوڈان میں حسن الترابی کی بھتیجی سے شادی کی۔ اس وران اسامہ کی سرگرمیوں کے خلاف سعودی حکومت نے اس کی شہریت ختم کر دی۔

اسامہ کے رشتہ دار اسے سمجھانے سوڈان آئے لیکن اس نے ان کی بات نہ مانی بلکہ ایک رپورٹر کو کہا کہ میں جانتا ہوں کہ میرے رشتہ داروں کو ایسا کرنے پر مجبور کیا گیا ہے۔ سامہ بن لادن نے سوڈان میں کئی عمارتیں اور سڑکیں بنائیں اور کئی کاروبار شروع کئے۔ س دوران اسامہ کے پاس کئی ایسے عرب بھی اکٹھے ہوتے گئے جو افغان جنگ میں حصہ لینے کے بعد واپس لوٹے تھے اور ان کی طرف سے ان کی حکومتیں شکوک میں مبتلا تھیں۔

93ء میں امریکی فوجیوں کا ایک 18 رکنی دستہ انسانی بنیادوں پر امداد لے کر مالیہ پہنچا جنہیں موغادیشو میں قتل کر دیا گیا۔ اسامہ نے دعویٰ کیا کہ انہیں مارنے الوں میں افغانستان سے لوٹنے والے عرب بھی شامل تھے۔ اسامہ کے لئے اہم بات

امریکیوں کی خوفزدگی تھی۔ ایک انٹرویو میں اسامہ نے کہا کہ ہم امریکیوں کو روسیوں کی طرح سبق سکھانا چاہتے تھے لیکن وہ کاغذی شیر ثابت ہوئے اور صومالیہ سے بھاگ گئے۔

امریکیوں نے اسامہ کے بارے میں سنجیدگی سے سوچنا شروع کیا اور یہ خیال کیا جانے لگا کہ 93ء کے ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں بم دھماکوں کے لئے اسی نے مالی مدد فراہم کی تھی۔ اس برس امریکیوں نے شبہ ظاہر کیا کہ اسامہ بن لادن نے ایٹمی ہتھیاروں کی خریداری شروع کر دی ہے اور وہ اسلحہ روسی بلیک مارکیٹ سے خرید رہا ہے لیکن جب اس کی تردید سامنے آ گئی تو امریکیوں نے شبہ ظاہر کیا کہ اسامہ کیمیائی ہتھیار بنا رہا ہے۔

95ء میں ریاض میں بم دھماکے سے 5 امریکی فوجی اور 2 بھارتی مارے گئے۔ اس حملے کا تعلق اسامہ سے جوڑا گیا اور سوڈان پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ اسامہ کو ملک بدر کر دے جس پر اسامہ اپنی تینوں بیویوں اور 10 بچوں کے ساتھ افغانستان آ گیا جہاں اسامہ نے اپنی سرگرمیاں بہت بڑھائیں۔ ''القاعدہ'' کو انتہائی مستحکم کیا۔ مجاہدین کے تربیتی کیمپ کھولے جہاں لاکھوں مجاہدوں کو تربیت دے کر مصر، الجزائر، فلپائن، لیبیا وغیرہ بھیجا گیا۔ امریکی محکمہ خارجہ کے مطابق اس وقت اسامہ کی تنظیم میں 35 سو سے 5 ہزار افراد پوری دنیا سے شامل ہو گئے تھے۔ 98ء میں اسامہ نے فتویٰ جاری کیا کہ امریکیوں کو قتل کرنا مسلمانوں کا فرض ہے۔ ''القاعدہ'' کا فوجی کمانڈر محمد عطف بھی ایک طاقتور شخصیت ہے۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ امریکہ نیویارک اور واشنگٹن کے حملوں کا ذمہ دار اسامہ کو خیال کر رہا ہے۔



# ملا عمر بمقابلہ صدر بش

18 ستمبر سے جاری افغان مجلس شوریٰ کی طرف سے 20 ستمبر تک کوئی واضح ورتحال سامنے نہیں آئی تھی البتہ 19 ستمبر کو سی این این کے نمائندے رابرٹسن نے ویڈیو ن کے ذریعے کابل سے اپنی تازہ ترین رپورٹ میں کہا کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ علماء کا یہ س کئی دن تک جاری رہے گا۔ اس اجلاس میں ان شرائط کی فہرست بھی تیار کی جا رہی ے جو اسامہ کو کسی تیسرے ملک کے حوالے کئے جانے کی صورت میں امریکہ کے سامنے جائے گی۔ سی این این کے بیورو کو یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ ملک سے نکل جائیں تاہم ابھی این نے اپنا کام بند کرنے کا فیصلہ نہیں کیا بلکہ طالبان سے اجازت مانگی ہے کہ وہ کم ی این این کے نمائندوں کو افغانستان میں رہنے کی اجازت دے دیں۔ ابھی تک ان حکام نے اس درخواست کا جواب نہیں دیا لیکن اس کا امکان کم نظر آتا ہے کہ ان کی ست کو پذیرائی حاصل ہو گی۔

نک رابرٹسن نے مزید بتایا کہ افغانستان میں عام لوگوں میں ایک خوف کی سی فضا

ہے بعض لوگ خوش ہیں لیکن ایسے لوگوں کی تعداد بہت کم ہے۔ بہت سے لوگ اپنے گھر چھوڑ کر دور دراز علاقوں میں منتقل ہو رہے ہیں۔ قندھار شہر جہاں اسامہ بن لادن کا مکا موجود ہے اس وقت بھوتوں کا شہر بن چکا ہے۔ 75 فیصد افغان شہر کو خالی کر چکے ہیں ا افراد بھی ممکنہ امریکی بمباری سے خائف ہیں کیونکہ ان کے بقول اگر بمباری ہوئی تو ز سے زیادہ نشانہ کابل اور قندھار بنیں گے۔ سی این این نے بتایا کہ افغان علماء کی مجلس شو میں ملک بھر سے تقریباً 1000 علماء حصہ لے رہے ہیں۔

افتتاحی اجلاس میں طالبان رہنما ملا عمر کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔ جس کے بعد نے ان کے اس بیان پر بحث کرنا شروع کر دی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ بیشتر علماء امریکہ خلاف جہاد جاری رکھنے پر زور دے رہے ہیں اور اسامہ بن لادن کو امریکہ یا کسی تیسر ملک کے حوالے کرنے کو تیار دکھائی نہیں دیتے تاہم تفصیلی بحث کے بعد ہی مجلس شوریٰ فیصلہ کرے گی۔ اس بحث میں امکان ہے کہ کئی دن لگ جائیں گے۔

شوریٰ کے اجلاس کے نام پیغام میں طالبان کے سربراہ ملا محمد عمر نے کہا کہ ا بن لادن کو بغیر ثبوت کے کسی کے حوالے نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ اسامہ بن لا کے خلاف امریکی الزامات اسلام کے خلاف جنگ کرنے کا ایک بہانہ ہے۔ انہوں۔ کہ اسامہ بن لادن امریکہ میں ہونے والی حالیہ دہشت گردی میں ملوث نہیں۔ امریکہ ہمیں ختم کرنے کے لئے مختلف بہانے ڈھونڈ رہا ہے اور اسامہ بن لا کی افغانستان میں موجودگی انہی بہانوں میں سے ایک ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام ز کا بہترین اور حقیقی راستہ ہے اور ہمارے دشمن ہمارے مذہب کے خلاف ہیں اور د ہیں کہ ہم ان کے دشمن ہیں۔ ملا محمد عمر نے کہا کہ اگر امریکہ ہماری تجاویز اور مطالبات



کرنے کے لئے تیار نہیں تو وہ کس طرح ہم سے یہ توقع رکھتا ہے کہ ہم اپنے مہمان (اسامہ) کو بے دخل کر دیں گے۔ غیور افغان قوم نے برطانوی اور روسی افواج کو سبق سکھایا۔ امریکہ کو بھی کارروائی کرتے ہوئے ان کا حشر یاد رکھنا چاہئے۔ امریکی جان لیں کہ افغان اپنے مادر وطن کے دفاع کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے پر تیار ہیں۔ امریکہ تحمل سے کام لے اور دہشت گردی کے واقعات میں ملوث ملزمان کے خلاف ثبوت فراہم کرے۔

انہوں نے کہا کہ ہم مسلمان اسلام کے پیروکار ہیں جو امن کی حمایت اور ظلم و تشدد کی مخالفت کرتا ہے۔ کس طرح ایک مسلمان جو اسلام کی تعلیمات سے آگاہ ہو بے گناہ افراد کو قتل کرنے کا گھناؤنا جرم کر سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے ماضی میں امریکہ کو اسامہ بن لادن کے حوالے سے متعدد تجاویز دیں لیکن امریکہ ہماری کوئی بھی تجویز قبول کرنے پر تیار نہیں۔ ان حالات میں اس نے اپنے تمام تیروں کا رخ ہماری طرف کر دیا ہے جس کا مقصد افغانستان کے بے گناہ عوام کو تشدد کا نشانہ بنانا ہے۔ ملا عمر نے افغان عوام پر زور دیا کہ ہتھیار اٹھا لیں اور اپنے ملک کو تباہ کرنے کی کوشش میں مصروف قوتوں کو منہ توڑ جواب دیں۔ انہوں نے کہا کہ افغان عوام نے برطانوی سامراج کو شکست دی جب اس نے ہمارے ملک میں مداخلت کرنے کی کوشش کی اس کے بعد ہم نے روس کی تسلط پسند قوتوں کو سبق سکھایا جب انہوں نے اپنے تمام تر ساز و سامان کے ساتھ افغانستان پر چڑھائی کی۔

امریکی بھی اپنے ان دوستوں کا حشر یاد رکھیں۔ انہوں نے اسامہ بن لادن کے حوالے سے اپنی تجاویز دہراتے ہوئے کہا کہ ہم نے امریکہ کو تجویز پیش کی کہ ہم اسامہ بن لادن کو کسی غیر جانبدار ملک کے حوالے کرنے کے لئے تیار ہیں۔ دوسری تجویز یہ تھی کہ ان کے خلاف افغانستان کی اسلامی شرعی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے اور تیسری تجویز یہ تھی کہ

پاکستان افغانستان اور کسی تیسرے اسلامی ملک کے علماء کی کونسل اسامہ بن لادن کے بارے میں فیصلہ کرے۔ ہم آج بھی اسامہ کا مسئلہ حل کرنے کے لئے یہی تجاویز پیش کرتے ہیں اگر امریکہ انہیں قبول کرنے پر تیار نہیں تو ہمیں بھی کسی اقدام پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

انہوں نے کہا کہ امریکہ اسامہ بن لادن کو حوالے کرنے کے معاملے میں تحمل سے کام لے اور صورتحال کو خراب ہونے سے بچائے۔ امریکہ کو چاہیئے کہ وہ دہشت گردی کے واقعات کے قصوروار افراد کے بارے میں مکمل اطلاعات فراہم کرے ہم تمام دنیا کو یقین دلاتے ہیں کہ اسامہ یا کوئی بھی شخص افغانستان کی سرزمین کو کسی بھی دوسرے ملک کے خلاف استعمال نہیں کرسکتا۔ تاہم ملاعمر نے کہا کہ ہم اسامہ پر امریکہ سے مذاکرات کے لئے تیار ہیں۔

اس بیان کا امریکیوں نے سخت نوٹس لیا اور امریکی صدر بش کی طرف سے طالبان کو وارننگ جاری کی گئی کہ وہ اسامہ کو فوراً امریکہ کے حوالے کردیں یہ مذاکرات کا نہیں عمل کا وقت ہے اور طالبان کو اس مسئلے پر اب مزید مہلت نہیں دی جائے گی۔ اس کے ساتھ ہی امریکی فوجوں نے باقاعدہ کمر کس لی اور طالبان نے اپنے وسائل کے مطابق اپنی حد تک تیاریاں شروع کردیں اس صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے مختلف ذرائع ابلاغ نے خبریں دیں کہ طالبان غافل نہیں اپنی تیاریوں میں مصروف دکھائی دے رہے ہیں اور جلال آباد میں بھی وسیع پیمانے پر فوجی سرگرمیوں کی اطلاعات ملی ہیں۔ ادھر برطانوی لڑاکا طیارے بھی نہر سویز سے گزر کر خلیج کی طرف بڑھ رہے ہیں تا کہ جنگ میں امریکی فوجی کی مدد کی جا سکے۔ دریں اثناء امریکہ کی بحری فوج کے تین طیارہ بردار بیڑے نامعلوم منزل کی جانب روانہ ہوچکے ہیں امریکی نیوی کے طیارہ بردار جہاز روز ویلٹ کو بھی بحراوقیانوس کے مشرق



کی جانب روانہ ہونے کے احکامات جاری کردیئے گئے ہیں جبکہ 11؍ستمبر کے دہشت گردی کے واقعات میں ملوث ہونے کے باعث اسامہ بن لادن کے خلاف کارروائی کے لئے امریکی ریزرو فوجی پہلے ہی واشنگٹن میں جمع ہو رہے ہیں۔

بی بی سی ٹی وی نے کہا ہے کہ طالبان نے رضا کاروں سے امریکہ کے خلاف جہاد میں شریک ہونے اور خود کو حکام کے پاس رجسٹر کرانے کے لئے کہہ دیا ہے۔ اس دوران کابل، قندھار اور جلال آباد سے ہزاروں افغان باشندے افغان سرحد کی جانب کوچ کرچکے ہیں۔ امریکہ کے دو دوسرے بحری بیڑے جن کی قیادت طیارہ بردار جہاز انٹرپرائز اور کارل ونسن کررہے ہیں بحر ہند میں موجود ہیں۔ امریکہ کے صدر جارج ڈبلیو بش نے وائٹ ہاؤس میں مختلف ملکوں کے سربراہوں اور دیگر اعلیٰ نمائندوں سے ملاقاتیں کیں۔ سب سے پہلے ان سے ملاقات کرنے والوں میں فرانس کے صدر شیراک تھے جنہوں نے صدر بش سے ملاقات میں دہشت گردی کے خلاف فرانس کی مکمل حمایت کا یقین دلایا۔ صدر بش نے ملاقات کرنے والے دوسرے لیڈروں میں انڈونیشیا کی صدر میگاوتی سوئیکارنو پتری بھی شامل ہیں جنہوں نے انڈونیشیا کی طرف سے عالمی دہشت گردی کیخلاف مہم میں امریکہ کی حمایت کا یقین دلایا دیگر رہنماؤں میں روس اور جرمنی کے وزرائے خارجہ شامل ہیں ادھر امریکہ کے نائب وزیرخارجہ رچرڈ آرمیٹج نے ماسکو میں روس کے اول نائب وزیراعظم سے ملاقات کی۔ پنٹاگون حکام کے مطابق ایک امریکی بحری بیڑہ ورجینیا سے بحیرہ روم کی طرف بھیجا گیا ہے تا کہ وہاں موجود امریکی فوج کو مزید مستحکم کیا جاسکے۔ واشنگٹن سے نمائندہ خصوصی کے مطابق چند ہفتوں تک امریکی فوجی پاکستان آسکتے ہیں کیونکہ امریکی اور فوجی ماہرین پاکستان میں اڈوں کے حوالے سے منصوبہ بندی کررہے ہیں

یہ بات امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ نے بتائی ہے۔ اگرچہ پنٹا گون کا یہ کہنا ہے کہ ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا تاہم واشنگٹن پوسٹ کے مطابق معلوم ہوا ہے کہ امریکی وزیر دفاع رمزے فیلڈ اور سینئر حکام مختلف آپشنز پر غور کر رہے ہیں۔

پاکستان میں مختلف حلقوں کی طرف سے یہ افواہیں پھیلائی جا رہی تھیں کہ امریکی فوج کی آمد کا سلسلہ جاری ہو چکا ہے اور پاکستان اور امریکہ کے درمیان اقتصادی امداد کا جو خفیہ پیکج ہوا اس پر بھی درون خانہ عمل جاری ہے۔ اس صورتحال پر تبصرہ کرتے ہوئے 19/ ستمبر کو امریکی سفیر متعینہ پاکستان وینڈی چیمبرلین نے اسلام آباد میں اخباری نمائندوں سے کہا کہ امریکی خفیہ اداروں کی تحقیقات کے مطابق دہشت گردی سے اسامہ بن لادن سے تعلق ثابت ہوتا ہے۔ اب تک پاکستانی سرزمین پر کوئی امریکی فوجی موجود نہیں، جلد ایک ٹیکنیکل ٹیم آئے گی۔ بدھ کو امور کشمیر، شمالی علاقہ جات اور سرحدی امور کے وفاقی وزیر عباس سرفراز خان سے ملاقات کے بعد اخبار نویسوں سے بات چیت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ امریکہ پاکستان کی معاشی و اقتصادی امداد کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لے رہا ہے۔ ہم بھی اسی طرح پاکستان کی ضرورتوں کا خیال رکھیں گے جیسے اس نے ہماری ضرورتوں کا خیال رکھا ہے اور مکمل تعاون کی یقین دہانی کرائی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے وفاقی وزیر سے پاکستان میں موجود افغان مہاجرین کے مسائل اور دیگر امور پر بات چیت کی جو اس وقت امریکہ کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ امریکہ بھی ان دوستوں کے ساتھ ہر مشکل میں کھڑا ہوگا۔

انہوں نے کہا کہ امریکہ پاکستان کی اقتصادی ترقی اور سماجی شعبے میں انسانی وسائل کی تعمیر کے حوالے سے اس کی ضروریات سے بخوبی آگاہ ہے اور ہم اس سلسلے میں آسانی سے مدد دے سکتے ہیں کیونکہ یہ امور امریکہ کے مفاد میں ہے۔ امریکہ کی پاکستانی



حکومت کی طرف سے حمایت کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں امریکی سفیر نے کہا کہ جنرل پرویز مشرف نے ایسے وقت میں مکمل حمایت کا یقین دلایا جب امریکہ کی طرف سے مختلف امور پر تعاون کے لئے ان سے رابطہ کیا گیا کیونکہ امریکی سرزمین پر اس قسم کے واقعات انتہائی کم ہوتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ امریکی صدر جارج بش اور وزیر خارجہ کولن پاول نے پاکستانی صدر کی طرف سے فوری اور غیر مشروط حمایت کو بے حد سراہا ہے اور یہ حمایت امریکہ کو ضرورت کے وقت میں دی گئی ہے۔

انہوں نے کہا کہ صدر جنرل مشرف نے امریکی صدر بش اور وزیر خارجہ کولن پاول سے ٹیلی فون پر بات چیت کی ہے اور میرا ابھی صدر سے قریبی رابطہ ہے۔ پاکستان کے صدر اور حکومت نے امداد کی درخواست پر ہمیں تعاون کا یقین دلایا ہے اور امریکہ کو جو بھی ضرورت ہوگی، اس سے پاکستان کو آگاہ کیا جائے گا۔ ایک اور سوال کے جواب میں امریکی سفیر نے کہا کہ امریکہ کی درخواست پر پاکستانی صدر نے مادی اور انٹیلی جنس کی سطح پر تعاون پر اتفاق کیا تاہم ابھی تفصیلات طے نہیں ہوئیں۔ مستقبل میں بھی دونوں ممالک بات چیت کا سلسلہ جاری رکھیں گے اور تفصیلات طے کی جائیں گی۔ انہوں نے پاکستان میں کسی امریکی فوجی کی آمد کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ کی ایک ٹیکنیکل ٹیم جلد پاکستان آئے گی تاہم اس کی آمد کی تاریخ اور وقت کا اب تعین نہیں کیا گیا۔ چیمبرلین نے کہا کہ انہوں نے حکومت پاکستان کو یقین دلایا ہے کہ امریکہ میں دہشت گردی کے واقعات پر تحقیقات جاری ہے اور ایف بی آئی ہزاروں ایسی اطلاعات ملی ہیں جس سے اسامہ بن لادن اس واقعہ کے بڑے ملزم ثابت ہوتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب امریکی حکومت مناسب سمجھے گی تو یہ ثبوت سامنے لائے جائیں گے۔ وینڈی چیمبرلین نے کہا کہ امریکی حکومت پاکستان کو

خوراک کی امداد میں اضافے کے طریقوں پر غور کر رہی ہے تاکہ افغان مہاجرین کے لئے امداد میں اضافہ کیا جاسکے۔ امریکہ میں دہشت گردی میں مرنے والوں کی یاد میں دعائیہ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے امریکی سفیر نے کہا کہ جو لوگ مارے گئے ہیں وہ صرف امریکی نہیں تھے بلکہ ان کا تعلق پاکستان سمیت کئی ملکوں سے تھا۔

اس دوران اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے بند کمرے میں 11 ستمبر کے واقعات کے حوالے سے ہونے والے خصوصی اجلاس کے بعد طالبان سے کہا کہ وہ اسامہ بن لادن کو فوراً امریکہ کے حوالے کردیں ایک واضح پیغام میں کہا گیا کہ طالبان حکومت کے لئے ایک ہی پیغام ہے اور وہ یہ کہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی قرارداد 1333 پر فوری اور غیر مشروط عمل کیا جائے۔ اس بات کا اعلان کونسل کے صدر فرانس کے جین ڈیوڈ لیوٹ نے کیا۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی قرارداد 19 دسمبر 2000ء کو منظور کی گئی تھی۔

بدھ کو ہونے والے اجلاس میں سلامتی کونسل کے ارکان نے قرارداد نمبر 1333 کی توثیق کی جس میں کہا گیا کہ طالبان بغیر کوئی شرط رکھے اسامہ بن لادن اور اس کے گروہ کے دیگر افراد کو فوری طور پر امریکہ کے حوالے کردے تاکہ امریکی حکومت اپنے قانون کے مطابق ان پر مقدمہ چلائے اور مجوزہ الزامات میں تحقیقات کرے۔ اس حوالے سے افغانستان کی صورتحال کا جائزہ لینے کے بعد اجلاس کے اختتام پر کونسل کے صدر و سفیر جین ڈیوڈ لیوٹی (فرانس) نے ایک پریس کانفرنس کے ذریعے طالبان سے متذکرہ بالا مطالبہ کیا۔

قرارداد میں نیروبی اور دارالسلام میں امریکی سفارتخانوں کو بم دھماکوں سے اڑانے کے الزام میں اسامہ بن لادن کو دہشت گرد اور مطلوب ملزم قرار دیا گیا تھا۔ سلامتی کونسل نے اس قرارداد کی توثیق کی اور نیویارک اور پنٹاگون پر ہونے والے حالیہ دہشت



گردی کے حملوں میں بھی اسامہ بن لادن اور اس کے گروہ کو ملوث قرار دیا۔ آن لائن کے مطابق سلامتی کونسل نے افغانستان میں تمام مبینہ دہشت گردی کے کیمپ فوری اور غیر مشروط طور پر بند کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ سلامتی کونسل کا اجلاس نائب سیکرٹری جنرل برائے سیاسی امور کائران پرنڈر گاسٹ کی زیر صدارت ہوا جس کے بعد جاری اپنے ایک مختصر بیان میں طالبان کی حکومت کے افغان عوام پر پڑنے والے اثرات کے نتائج سے خبردار کیا گیا۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے موجودہ صدر فرانس کے سفیر جین ڈیویڈ لیوٹ نے بیان پڑھتے ہوئے کہا کہ طالبان کے لئے سلامتی کونسل کا صرف اور صرف ایک پیغام ہے کہ وہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی قراردادوں پر فوری اور غیر مشروط عملدرآمد کریں۔

# صدر جنرل پرویز مشرف کا خطاب

اس انتہائی ناخوشگوار صورتحال میں جب ممکنات کے کئی پہلو دکھائے جارہے تھے پاکستانی قوم اپنے سربراہ کے خیالات جاننے کے لئے بے تاب تھی تاکہ حکومت پاکستان کی حکمت عملی کو سمجھا جاسکے۔ 19 ستمبر کی رات ساڑھے آٹھ بجے جنرل پرویز مشرف نے قوم سے خطاب کیا جسے ساری دنیا کے قابل ذکر ٹی وی چینلز نے براہ راست دکھایا گیا۔ اس کا مکمل متن ملاحظہ کریں اور دیکھیں کہ پاکستان کس بحرانی صورتحال سے دوچار تھا۔

میرے عزیز ہم وطنو!

اسلام علیکم!

جن حالات سے پوری قوم گزر رہی ہے اور جو بین الاقوامی بحران آج کل اٹھا ہوا ہے میں نے سوچا کہ میں آپ سب لوگوں کو پوری قوم کو اپنے خیالات میں شامل کروں سب سے پہلے تو امریکہ میں دہشت گردی کے موقع پر ہزاروں جانوں کا نقصان ہوا ہے ان کا مجھے میری حکومت کو اور تمام پاکستانی قوم کو دلی رنج ہے۔ ہمیں زیادہ افسوس اس بات کا ہے



کہ اس حادثہ میں تقریباً 45 ملکوں کے لوگوں کی جانیں ضائع ہوئی ہیں ہر عمر کے لوگ ضعیف بچے خواتین یہاں تک کہ ہر مذہب کے لوگ اس میں جاں بحق ہوئے ہیں کئی پاکستانی بھی اس حادثہ میں جاں بحق ہوئے یہ وہ لوگ تھے جو بہت قابل پاکستانی اور اپنی زندگی بہتر بنانے کے لئے امریکہ گئے ان کے نقصان پر میں ان کے خاندانوں سے بہت ہمدردی کا اظہار کرنا چاہوں گا اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ان کی مغفرت کرے۔ اس واقعہ سے اس دہشت گردی کے واقعہ سے امریکہ میں شدید غم غصہ اور انتقام کی لہر دوڑ اٹھی ہے ان کا پہلا ٹارگٹ شروع سے اب تک اسامہ بن لادن سے اور اس سے زیادہ اس کی موومنٹ جس کا وہ کہتے ہیں کہ یہ اسامہ بن لادن کی موومنٹ ہے وہ ان کا پہلا ٹارگٹ ہے۔ دوسرا ٹارگٹ طالبان ہیں وہ اس لئے کہ طالبان نے اسامہ بن لادن اور اس کے نیٹ ورک کو پناہ دی ہوئی ہے یہ ان کی کئی سالوں سے ڈیمانڈ ہے کہ اسے Extradite کیا جائے اور انٹرنیشنل کورٹ کے سامنے لایا جائے، اس کو طالبان مسترد کرتے رہے ہیں تو اس لئے دوسرے ٹارگٹ طالبان ہیں۔ تیسرا ٹارگٹ عالمی سطح پر دہشت گردی کے لئے ایک طویل جنگ کے ہونے کا ارادہ کیا ہے۔

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ ان تینوں ٹارگٹوں جو میں کہہ رہا ہوں میں کہیں اسلام یا افغانستان کے عوام کے خلاف کسی قسم کی جنگ کی بات نہیں ہو رہی ہے۔ اس تمام مہم میں پاکستان سے سپورٹ مانگی جارہی ہے یہ کیا سپورٹ ہے مجموعی طور پر تین اہم باتیں ہیں جس میں امریکہ ہم سے سپورٹ مانگ رہا ہے پہلی انٹیلی جنس اور انفارمیشن ایکسچینج، دوسری سپورٹ ہماری ایئر سپیس کا استعمال اور تیسری سپورٹ وہ ہم سے لاجسٹک سپورٹ مانگ رہا ہے۔ اس وقت میں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ اس وقت تک ان کے کوئی

پلین کوئی آپریشنل پلین یا منصوبے تیار نہیں ہیں اس لئے کسی قسم کی ڈیٹیل ہماری سپورٹ کی تفصیلات ہمیں نہیں پتہ ہیں لیکن یہ پتہ ہے کہ جو کچھ بھی امریکہ کے ارادے ہیں ان کو یونائیٹڈ نیشن کی سلامتی کونسل اور جنرل اسمبلی کی قرارداد پاس ہوئی اس کی سپورٹ ہے۔ یہ دہشت گردی سے جنگ کرنے کی قرارداد ہے اور یہ قرارداد ان لوگوں کو سزا دینے کی قرارداد ہے جو دہشت گردی کی حمایت کرتے ہیں اور یہ بھی بتاتا چلوں کہ اس میں تمام اسلامی ممالک نے اس قرارداد کی حمایت کی ہے۔ یہ تھی بیرونی صورتحال، اب میں کچھ اپنی اندرونی صورتحال کے بارے میں آپ کو آگاہ کرنا چاہوں گا پاکستان کو انتہائی نازک دور کا سامنا ہے اور میرے خیال میں 1971ء کے بعد یہ سب سے زیادہ نازک دور ہے۔ اس وقت ہمارے فصلوں کے دوررس اور وسیع نتائج نکل سکتے اس کا پھیلاؤ بہت بڑا ہے اگر ہم نے کوئی غلط فیصلے کیئے تو اس کے بدترین نتائج ہو سکتے ہیں اور دوسری طرف اگر ہم نے صحیح فیصلے کیئے تو اس کے مثبت نتائج نکل سکتے ہیں۔ بدترین نتائج سے خدانخواستہ ہماری سالمیت اور ہماری بقاء خطرہ میں ہو سکتی ہے ہماری کریٹیکل کنسرنز یعنی جو ہماری اہم کنسرن ہیں ان کو نقصان پہنچ سکتا ہے ہماری جوہری طاقت، ہمارے کشمیر کاز کو نقصان پہنچ سکتا ہے یہ ہے بدترین صورتحال۔

مثبت صورتحال سیاسی طور پر ہم ایک ذمہ دار اور باوقار ملک کی حیثیت سے ابھر سکتے ہیں اور ہماری تمام مشکلات میں کمی آسکتی ہے ان حالات کا میں نے مکمل جائزہ لیا اور میں نے مختلف خیالات کے لوگوں سے مشاورت کی، میں نے سروسز چیف سے مشورے کیئے، کور کمانڈرز سے ملا، کور کمانڈر کانفرنس بلائی، کابینہ اور نیشنل سیکورٹی کونسل سے مشاورت کی پھر میں نے میڈیا سے انٹریکشن کیا، میں نے علماء کو بلایا ان سے بات چیت کی میں نے تمام سیاستدانوں سے بات چیت کی اب میرا ارادہ ہے کہ کل میں تمام ٹرائبل سرداروں کو بلا کر ان



سے میں گفتگو کروں یہ میں نے وہی سلسلہ شروع کیا ہے جو آگرہ جانے سے پہلے کیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ اوپینین کسی حد تک ڈیوائیڈڈ ہے لیکن بہت بھاری اکثریت حکمت اور تحمل کے حق میں ہے۔ کچھ لوگ میں سمجھتا ہوں کہ دس پندرہ فیصد جذباتی فیصلے کی طرف مائل ہیں۔

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ ہمارے ہمسایہ ملک کے کیا عزائم ہیں انہوں نے اپنی تمام ملٹری فسلیٹیز امریکہ کو آفر کر دی ہیں ان کی بیسز، ان کی سہولیات، لاجسٹک سپورٹ، انہوں نے بڑے آرام سے امریکہ کو آفر کر دی ہیں وہ چاہتے ہیں کہ امریکہ ان کے ساتھ ہو جائے اور پاکستان کو دہشت گرد ریاست ڈکلیئر کر دیا جائے اور ہمارے سٹرٹیجک اثاثوں اور کشمیر کاز کو نقصان پہنچایا جائے صرف یہ نہیں حال ہی میں دوشنبے میں چند ملک اکٹھے ہوئے ہندوستان کا نمائندہ بھی شامل ہے ان کا کیا ارادہ ہے ہندوستان کا کوئی افغانستان کے ساتھ بارڈر نہیں ہے وہ ایک لاتعلق ملک ہے افغانستان سے، تو حیرانگی کی بات ہے کہ میری نظر میں وہ یہ چاہتے ہیں کہ اگر افغانستان میں کوئی تبدیلی آئی تو وہاں ایک اینٹی پاکستان گورنمنٹ کو تشکیل دیا جائے افسوسناک بات تو یہ ہے کہ تمام دنیا اس دہشت گردی کے حادثہ کی باتیں کر رہی ہے اور ہمارا ہمسایہ ملک جس سے پیس اور کو آپریشن کی باتی ہو رہی تھیں وہ پاکستان اور اسلام کو بدنام کر کے نقصان پہنچانا چاہتا ہے اگر آپ ان کے ٹیلی ویژن دیکھیں صبح، دوپہر، شام ہمارے خلاف پروپیگنڈہ چل رہا ہے۔ ان کو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ Loy Off پاکستانی افواج اور ہر پاکستانی فرد پاکستان کے دفاع سالمیت اور پاکستان کے سٹرٹیجک اثاثوں کی سیفٹی کے لئے اپنی جان دینے کو تیار ہے کسی قسم کی غلط فہمی میں کوئی نہ رہے اس وقت پوری ایئر فورس ہائی الرٹ میں ہے اور وہ ڈو اور ڈائی مشن کے لئے تیار ہے۔

میرے ہم وطنو! اس تمام صورتحال میں غلط فیصلے کا ناقابل برداشت نقصان ہو سکتا

ہے ہماری کریٹیکل کنسرنز یا ضروری ترجیحات کیا ہیں میری نظر میں چار ہیں سب سے پہلے ملک کی حفاظت اور سالمیت ایکسٹرنل تھریٹ ہے۔ دوسرے نمبر پر ہماری معیشت جس کی ریوائیول کے لئے ہم کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ تیسری چیز ہمارے سٹریٹیجک اثاثے، نیوکلیئر اینڈ میزائل اور کشمیر کاز، یہ چار ہمارے کریٹیکل کنسرن ہیں ہمارے غلط فیصلے سے خدانخواستہ ان سبھوں کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ فیصلہ لیتے ہوئے ہمیں ان تمام باتوں کو سامنے رکھنا ہوگا۔ فیصلے میں حق کی بالادستی ہونی چاہئے اور ابھی تک جو کچھ بھی ہم کر رہے ہیں وہ اسلام کے عین مطابق ہے اور اس میں حق کی بالادستی ہے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جہاں ملک کے مفاد یا نقصان کا سوال ہو اس میں حکمت اور دانشمندی سے کام لینا چاہئے۔ اس موقع پر میرا ابھی پہلا رسپانس پہلا ری ایکشن جارحانہ ہوتا ہے لیکن بغیر سوچ کے دلیری بے وقوفی ہوتی ہے جرأت اور حکمت میں کوئی تصادم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں جس کو حکمت ملی ان کو اللہ کی بہت بڑی نعمت ملی۔ حکمت سے کام لینا ہے ابھی اپنے آپ کو نقصان سے بچانا ہے۔ ملک کے وقار کو بلند کرنا ہے۔ پاکستان کمز فرسٹ ایوری تھنگ آفٹر۔ کچھ علماء اور مذہبی رہنما جذباتی فیصلے کی طرف مائل ہیں۔ میں ان کو اسلام کی پہلی چھ سال کی تاریخ یاد دلانا چاہتا ہوں۔

اسلام کا کیلنڈر ہجرت سے شروع ہوا۔ یہ اہمیت ہے ہجرت کی جب حضور ﷺ مکہ سے مدینہ گئے۔ اسلام کو بچانے کے لئے ہجرت کی۔ دانشمندی سے اسلام کو بچانے کے لئے ہجرت کی۔ انہوں نے (نعوذ باللہ) کیا یہ بزدلی تھی۔ ہجرت کر کے جب حضور ﷺ مدینہ پہنچے تو انہوں نے میثاق مدینہ یعنی ایک فرینڈ شپ ٹریٹی کی تھی اپنے دشمنوں کے ساتھ یہودیوں کے ساتھ سائن کیے یہ دانشمندی تھی۔ یہ ٹریٹی چھ سال چلی اور ان چھ سالوں میں



تین غزوات ہوئے۔ غزوہ بدر، غزوۂ احد، غزوہ خندق اس میں اہل مکہ جو کافر تھے ان سے یہ غزوات ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کیونکہ یہودیوں کے ساتھ پیس ٹریٹی کی مسلمانوں کو فتح ملی اور کافروں کو شکست ہوئی۔ صدر مملکت نے کہا کہ چھ سال بعد یہودیوں نے دیکھا کہ اسلام طاقتور ہو رہا ہے وہ پریشان ہوئے۔ اس پریشانی کے حال میں ان کا اہل مکہ کے ساتھ رابطہ شروع ہو گیا۔ جب حضور ﷺ نے ان دو دشمنوں کو اکٹھے ہوتے ہوئے دیکھا تو سن 6 ہجری میں انہوں نے انہی اہل مکہ کے کافروں کے ساتھ جن سے وہ غزوات ہوتے رہے ان سے صلح حدیبیہ سائن کی۔ یہ صلح حدیبیہ ایک پیکٹ تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں آپ سب کی اس پیکٹ کے خاص نکتہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اس پیکٹ کے آخر میں دستخط کرنے تھے ادھر محمد رسول ﷺ لکھا تھا۔ کافروں نے ڈیمانڈ کیا کہ ہم آپ کو رسول اللہ نہیں مانتے تو اس کو کاٹیں۔ حضور ﷺ نے یہ مانا اور اس کے کاٹنے پر آمادہ ہو گئے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو وہاں موجود تھے وہ بہت جذباتی ہوئے اس جذبات کے عالم میں انہوں نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ اللہ کے رسول نہیں ہیں (نعوذ باللہ)۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں میں ہوں۔ انہوں نے پوچھا کیا ہم حق پر نہیں ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم حق پر ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو پھر ہم کیوں اس پر دستخط کر رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ جذبات سے بول رہے ہیں دانشمندی اور حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ اس وقت ہم اس پر دستخط کر دیں اسی میں اسلام کا فائدہ ہے اور جیسے جیسے سال آگے آئیں گے آپ کو اس کا فائدہ کا پتہ چلے گا اور ایسے ہی ہوا۔ چھ مہینے میں مسلمانوں کی یہودیوں کے ساتھ جنگ ہوئی اور اس غزوۂ خیبر میں اللہ کے فضل و کرم سے مسلمانوں کو فتح ملی۔ یہ ممکن اس لئے ہوا کہ کافر اہل مکہ کے ساتھ نو وارد پیکٹ ہوا تھا انہوں نے حملہ نہیں کیا

اور سن 8 ہجری میں اللہ کے فضل وکرام سے فتح مکہ ہوئی۔

اس واقعہ سے ہم کیا سبق نکالتے ہیں۔ سبق یہ ہے کہ جب بحران کی صورتحال ہو تو جذباتیات کی بجائے حکمت کا راستہ بہتر ہوتا ہے۔ لہٰذا اس وقت ہم سب نے ایک سٹرٹیجک فیصلہ لینا ہے۔ ایمان کی کمزوری یا بزدلی کا سوال نہیں ہے۔ پاکستان کے لئے تو جان حاضر ہے اور مجھے پورا یقین ہے کہ ہر پاکستانی فرد کی جان حاضر ہے۔ دو جنگیں میں نے لڑی ہوئی ہیں خطرات دیکھے ہوئے ہیں بہت خطروں کا سامنا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کبھی بزدلی نہیں دکھائی لیکن اس موقع پر خواہ مخواہ اپنے آپ کو نقصان پہنچانا ہے۔ 14 کروڑ عوام کا مستقبل تاریک نہیں کیا جاسکتا۔ ویسے بھی شریعت کی رو سے کہا جاتا ہے کہ اگر دو مصیبتوں کا ایک وقت سامنا ہو اور ان میں سے ایک کو چننا ہو تو چھوٹی مصیبت کا راستہ لینا بہتر ہوتا ہے۔ ہمارے کچھ ساتھیوں کو افغانستان کی بڑی فکر لگی ہوئی ہے۔ میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مجھے اور میری حکومت کو ان سے کہیں زیادہ فکر ہے۔ طالبان کی اور افغانستان کی۔ میں نے افغانستان کے لئے اور طالبان کے لئے کیا کچھ نہیں کیا جبکہ پوری دنیا ان کے خلاف ہے۔ میں نے ہر ملک کے لیڈر سے تقریباً 20 سے 25 لیڈروں سے میں نے طالبان کے حق میں باتیں کیں۔ میں نے کہا کہ ان پر پابندیاں نہیں لگانی چاہئیں ان سے ہمیں انگیج کرنا چاہئے۔ میں تمام ملک کے لیڈروں کے سامنے ان کا موقف دوہراتا رہا ہوں لیکن افسوس سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے کسی دوست نے ہماری بات نہیں مانی یہاں تک کہ اب بھی اس صورتحال میں ہم ان کے ساتھ تعاون کرنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں میں نے ڈی جی آئی ایس آئی کو اپنے پرسنل لیٹر کے ساتھ ملا عمر کے پاس بھیجا۔ پچھلے دو دن وہ ادھر رہ کر آئے ہیں اور میں نے ملا عمر کو صورتحال کی سنگینی کے بارے



میں بتایا۔ کوشش ہماری پوری ہے کہ اس سنگین صورتحال سے کسی طریقہ سے نکلا جائے جس میں افغانستان کا اور طالبان کا نقصان نہ ہو میری پوری کوشش یہ ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہی رہے گی۔ یہاں تک کہ ہم امریکہ کو بھی کہہ رہے ہیں کہ وہ تحمل سے جو کچھ بھی ان کے ارادے ہیں اس میں تحمل اور بیلنس دکھائیں اور اسامہ بن لادن کے سلسلہ میں جو بھی ثبوت ہیں وہ ہم ان سے مانگ رہے ہیں لیکن میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ہم افغانستان اور طالبان کو کیسے بچا سکتے ہیں۔ نقصان سے کیسے بچا سکتے ہیں یا ان کا نقصان کیسے ہم کم کر سکتے ہیں۔ اقوام عالم سے الگ ہو کر کم کر سکتے ہیں یا ان کے ساتھ چل کر کم کر سکتے ہیں۔ مجھے پورا یقین ہے کہ آپ کا فیصلہ یہی ہو گا کہ اقوام عالم کے ساتھ چل کر ہی ہم کچھ بہتری لا سکیں گے۔

مجھے اس وقت صرف پاکستان کی فکر ہے میں پاکستان کا سپہ سالار ہوں اور میں پاکستان کے دفاع کو سب سے زیادہ ترجیح دیتا ہوں۔ کسی اور ملک کا دفاع اس کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ ہم پاکستان کے مفاد میں فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ عوام کی بھاری اکثریت ہمارے فیصلوں کے حق میں ہے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ کچھ عناصر ایسے بھی ہیں جو اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے پرسنل ایجنڈے اپنے پارٹی ایجنڈے کو آگے بڑھانا چاہ رہے ہیں۔ وہ ایک فساد پھیلانا چاہ رہے ہیں اور ملک کو نقصان پہنچانا چاہ رہے ہیں۔ اس کی کوئی وجہ نہیں کہ یہ مینارٹی ایک میجورٹی کو یرغمال رکھے۔ میں تمام پاکستانی عوام سے اپیل کرتا ہوں کو وہ یونٹی اور یکجہتی دکھاتے ہوئے ایسے عناصر کو جو خواہ مخواہ میں ملک کو نقصان پہنچانا چاہیں ان کو دبائیں اور کامیاب نہ ہونے دیں۔ اس موقع پر ہم نے دشمن کے عزائم کو ناکام بنانا ہے اور ہم نے ملک کے مفاد کو بچانا ہے۔ پاکستان اسلام کا قلعہ سمجھا جاتا ہے اور خدانخواستہ اس قلعہ کو نقصان پہنچا تو اسلام کو نقصان پہنچے گا۔

میرے ہم وطنو! آپ سب مجھ پر بھروسہ کریں۔ جس طریقہ سے آپ نے میرے آگرہ جاتے ہوئے بھروسہ کیا تھا میں نے ادھر قوم کو مایوس نہیں کیا ہے۔ پاکستان کے وقار کا سودا نہیں کیا۔ انشاء اللہ اب بھی اس موقع پر بھی میں آپ کو مایوس نہیں کروں گا۔ یہ میرا آپ سے وعدہ ہے۔ یہی کچھ اہم باتیں میں نے آپ سے کرنی تھیں۔ آخر میں، میں سورۂ طٰہٰ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس دعا کے ساتھ میں آپ سے اجازت لوں گا۔ ''اے میرے رب میرے سینے کو کشادہ کردے۔ میرے کام کو آسان کردے اور میری زبان کی گرہ کھول دے، لوگ میری بات سمجھ سکیں۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔'' پاکستان پائندہ باد۔



# یہ گھڑی محشر کی ہے

موجودہ صورتحال کی وجہ سے مغربی ممالک میں مسلمانوں کے خلاف تشدد کی ایک لہر جنم لے چکی ہے اور اب تک عرب اور ایشیائی خصوصاً پاکستانی مسلمانوں کے خلاف امریکہ میں مذہبی منافرت کے 300 واقعات ہو چکے ہیں ریاست ٹیکساس میں ایک پاکستانی مسلمان کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ مساجد کی بے حرمتی ہوئی ہے اور یہ اعداد و شمار مسلمانوں کے نہیں امریکی ذرائع ابلاغ کے فراہم کردہ ہیں جن میں سی این این بھی شامل ہے۔

صدر بش ایسے واقعات کی حوصلہ شکنی کے لئے علامتی طور پر واشنگٹن کی مسجد میں بھی گئے ہیں۔ سی آئی اے کے طابق سربراہ جیمز ووزلی نے بھی کہا ہے کہ دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے اور حالیہ واقعات کی تحقیقات کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ وہ شرپسند ہیں جو امریکہ کے مسلمانوں کے خلاف مذہبی منافرت کی وارداتیں کر رہے ہیں کیونکہ ان مسلمانوں کے تعاون کے بغیر امریکی ادارے تحقیقات مکمل نہیں کر سکتے۔ اٹارنی جنرل

وارننگ دے چکے ہیں مگر تاحال ایسے واقعات کی رفتار میں کمی نہیں آئی۔

امریکی معاشرے میں رواداری کھلے پن اور تکثیریت کے عوامل کو جو نقصان پہنچا ہے اس کا مداوا کرنے میں بھی وقت لگے گا۔ آئیے اب عالمی اور علاقائی سطح پر دہشت گردی کے خلاف شروع ہونے والی جنگ کے مراحل پر نظر ڈالیں۔

تازہ اطلاعات کے مطابق پاکستان، بھارت اور روس نے اسامہ بن لادن کے بارے میں اپنی اپنی انٹیلی جنس معلومات کا تبادلہ شروع کر دیا ہے۔ صدر بش نے کہہ دیا ہے کہ انہیں اسامہ بن لادن ''زندہ یا مردہ'' چاہئے۔ وہ غاروں اور پہاڑوں میں سے اسامہ کو کھانا اور رہائش و پناہ دینے والوں کو وہاں سے نکالنے کے عزم کا اعلان بھی کر چکے ہیں امریکہ اور یورپ میں کوئی بھی یہ سوچنے کو تیار نہیں کہ تباہی کے اس واقعے میں اوکلاہوما میں دہشت گردی کر کے سزائے موت حال ہی میں پانے والے ٹموتھی میکویج کے حامیوں یا صدر بش کی ریاست ٹیکساس میں JACO نامی ایک پورے قصبے کو آگ لگا کر ڈیوڈ کوریش اور اس کے پیروکاروں کو تباہ کیا گیا تھا اس گروہ کے ذمہ دار ہونے کے امکانات کیا ہیں؟ کہیں فلسطینیوں کی حالیہ تحریک اور اسرائیل کے خلاف کنٹرول سے باہر ہوتی ہوئی تحریک کو قابو میں لانے کے لئے انٹرنیشنلائز کرنے کے لئے کسی گروہ نے یہ کارروائی تو نہیں کی۔

بہرحال پاکستان کے لئے امریکی وفد کی تشکیل اور دورہ کے بارے میں ابھی وقت باقی ہے مگر پاکستان کے اس ڈیل کے لئے اپنی ذمہ داریاں پوری کرنی شروع کر دی ہیں۔ سعودی عرب، قطر، مراکش اور دیگر عرب ممالک کے اہم نمائندے واشنگٹن آ رہے ہیں۔ امریکہ کے وہی فوجی دستے جو خلیج کی جنگ کے لئے مشرق وسطیٰ آئے تھے وہی 82 ویں ایئر بورن اب نارتھ کیرولینا کے فوجی کیمپ سے کوچ کی تیاری کر چکے ہیں۔



پوری جنگی مشینری متحرک ہو چکی ہے اب اسے روکنا ناممکن ہے جنگی کارروائی صرف مناسب وقت پر ہو گی اسامہ ملے یا نہ ملے طالبان کے خلاف یہ کارروائی ہو کر رہے گی۔ ایک نئی طویل جنگ ہے جو افغانستان سے شروع ہو گی اس میں امریکہ نئے جنگی ہتھیاروں کا تجربہ کرے گا نئے انداز سے انسانی تباہی ہو گی اور یہ جنگ نہ جانے کہاں جا کر ختم ہو گی۔

بین الاقوامی شہرت یافتہ امریکی دانشور صحافی رابرٹ فسک نے 11 ستمبر کی وحشیانہ کارروائی کے پس منظر میں ایک مضمون واشنگٹن پوسٹ میں لکھا ہے جس کا مطالعہ ہر امریکی کے لئے ضروری ہے رابرٹ فسک لکھتے ہیں:

مشرق وسطیٰ کی مکمل جدید تاریخ، سلطنت عثمانیہ کی تباہی، بیلفور کا اعلامیہ، لارنس آف عریبیا کا فریب، عربوں کی بغاوت، اسرائیلی ریاست کا قیام، عرب اور اسرائیل کی چار جنگیں اور عربوں کی سرزمین پر اسرائیلی قبضے کی 34 سالہ ظالمانہ داستان، سب کچھ محض ایک گھنٹے کے اندر ذہنوں سے محو ہو گیا۔ حد یہ ہے کہ ان کے لئے بھی جو ان مظلوم اور ستم رسیدہ لوگوں سے حمایت کے دعوے دار تھے جن کی قسمت میں ظلم، محرومی اور یاسیت تھی، کیا کسی قسم کے ثبوت اور شہادتوں کی عدم موجودگی میں اس کارروائی کے پس منظر میں کسی کا نام لینا قرین انصاف قرار دیا جا سکتا ہے؟ وہ بھی ایسی صورت میں جب اوکلاہوما میں ہونے والی بربریت میں امریکی ہی ملوث پائے گئے تھے۔ امریکا ایک جنگ کے دہانے پر ہے اور میرے خیال میں مشرق وسطیٰ میں ہزاروں افراد لقمہ اجل بنیں گے اور یہی صورت شاید امریکا میں بھی ہے۔ ہم میں سے کچھ لوگ متنبہ کر رہے تھے کہ تباہی قریب آ رہی ہے مگر اس قدر خوفناک تباہی کے بارے میں شاید سوچا بھی نہیں تھا۔

اسامہ بن لادن کا تصور فوری طور پر ذہنوں میں آتا ہے۔ اس کی دولت، اس کی دین سے قربت اور امریکا کو نیست و نابود کرنے کے جذبے سے اس کی غیر مشروط اور غیر متزلزل وابستگی جیسے مقاصد سے اس کا نام فوری طور پر لوگوں کے ذہنوں میں آجاتا ہے۔ بن لادن نے مجھے بتایا کہ کس طرح اس کے آدمیوں نے افغانستان میں روسی فوجوں اور سوویت یونین کو تباہ کر دیا۔ یہ ان کا جذبہ بے کراں تھا جس نے انہیں امریکا کے خلاف ایک جنگ پر آمادہ کر دیا۔ لیکن یہ جمہوریت اور دہشت گردی کے مابین جنگ نہیں ہے جیسا کہ عوام کو بتایا جاتا ہے کہ آنے والے دنوں میں دہشت گردی اور جمہوریت کے درمیان ایک طویل جنگ چھڑنے والی ہے اس کا سلسلہ اصل میں بہت دراز ہے اس میں وہ امریکی میزائل بھی شامل ہیں جنہوں نے فلسطینیوں کے گھروں کو تباہ کیا وہ ہیلی کاپٹر بھی شامل ہیں جنہوں نے 1996ء میں لبنانی ایمبولینس پر میزائل فائر کئے اور وہ امریکی شیل جنہوں نے ''قانا'' نامی گاؤں کو تباہ کر دیا اور لبنانی ملیشیا پر امریکی نواز اسرائیلیوں کے حملے، جس کے نتیجے میں کیمپوں میں پناہ گزین ہلاک ہوئے۔

امریکا میں پیش آنے والا واقعہ کلیتاً ناقابل بیان دہشت گردی کے زمرے میں آتا ہے۔ فلسطینی ان بیس ہزار یا شاید پینتیس ہزار معصوم لوگوں کی ہلاکت پر خوشی بھی منا سکتے ہیں، کیوں کہ وہ خود اس کرب سے گزرے ہیں، مگر اس کے ساتھ یہ ان کی سیاسی ناپختگی کا مظہر بھی ہوگا کہ وہ جس بات کے لئے اپنے دشمن اسرائیل کو مطعون کرتے رہے ہیں، ویسی ہی کارروائی کے لئے خوشی کا اظہار کریں۔ ایسا نہیں ہے کہ ہمیں اس کے لئے متنبہ نہیں کیا گیا تھا، لیکن کئی برسوں کے وعدوں، زبانی جمع خرچ اور خالی بیانات سے، جو امریکا کی طرف سے کئے جاتے رہے، کچھ بھی نتیجہ سامنے نہ آسکا اور معاملات لاینحل ہی رہے۔ قدامت



پرست، غیر جمہوری اور بدعنوان ریاستوں اور چھوٹے چھوٹے دہشت گرد گروپوں سے یہ توقع رکھنا کہ وہ اس قسم کے بے جوڑ وعدوں کو پورا کرنے کے لئے اقدامات کریں گے، کیسے ممکن ہے؟ امریکا میں گزشتہ روز بڑے پیمانے پر ہونے والی تباہی و بربادی کو نظر میں رکھتے ہوئے میں نے کچھ ایسے غیر معمولی اور ناقابل یقین حملوں کو بھی ذہن میں تازہ کیا جن کے پیچھے امریکا اور اس کے اتحادیوں کا ہاتھ تھا۔ مگر وہ حملے موجودہ کارروائی کے مقابلے میں بہت مختصر معلوم ہوتے ہیں۔ 23 راکتوبر 1983ء کو بیروت میں خودکش بم دھماکوں سے 241 امریکی فوجی اور فرانس کے چھاتہ بردار فوج کے تقریباً سو سپاہی ہلاک ہوئے۔

بحری جہازوں کی بمباری اور تین میل دور موجود فرانسیسی فوجوں کی تباہی کے درمیان محض سات سیکنڈ کا وقفہ تھا۔ اس کے بعد سعودی عرب میں امریکی بیس پر حملے کئے گئے۔ گزشتہ سال عدن میں یو ایس ایس کول پر کامیاب حملے کے بعد اسے ڈبو دیا گیا۔ ان عوامل کے پیش نظر ہماری ناکامی یوں تسلیم کی جاسکتی تھی کہ مشرق وسطیٰ کے ہتھیار کا مقابلہ نہ امریکی اور نہ ہی دیگر اقوام کر سکتی تھیں۔ انہوں نے اپنی محرومیوں کا علاج خودکش بم دھماکوں میں تلاش کر لیا۔ امریکا کی تمام تر طاقت، دولت اور خود پسندی، بہ قول عربوں کے، اس طاقت سے اپنا دفاع نہیں کر سکتی۔

صحافی جنہوں نے مشرق وسطیٰ میں بہنے والے خون کا بہ نفس نفیس مشاہدہ کیا ہے، جانتے ہیں کہ وہاں الفاظ ساتھ نہیں دیتے۔ ہولناک، دہشت ناک، ناقابل بیان، ناقابل معافی جیسے الفاظ آئندہ دنوں میں اپنے معنی کھو بیٹھیں گے۔ گزشتہ روز کی بدترین تباہی کا سہارا لے کر یقینی طور پر وہاں کی جانے والی تاریخی غلطیوں، بہنے والے خون اور ناانصافیوں کی داستان کو دھندلانے کی کوشش کی جائے گی۔ ہمیں ''بے ضمیر دہشت گردی'' کے بارے میں

آگاہ کیا جائے گا۔ یہ بے ضمیری ان لوگوں کے لئے ضروری ہے جو یہ نہیں مانتے کہ کس طرح ایک قابل نفرت ملک امریکا تین عظیم مذاہب کے ماننے والوں کی جائے پیدائش قرار پایا۔

اگر کسی عرب سے ان بیس اور تیس ہزار ہلاکتوں کے بارے میں دریافت کریں تو، چاہے وہ مرد ہو یا خاتون، اسے ایک شدید جرم قرار دے گا۔ لیکن ساتھ ہی وہ یہ ضرور پوچھے گا کہ ہم سے ان پابندیوں کے بارے میں کیوں نہیں پوچھا جا رہا جس کے نتیجے میں تقریباً پانچ لاکھ عراقی بچے اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے، ہم اس بات پر اپنی شدید خفگی کا اظہار کیوں نہ کریں کہ 1982ء میں لبنان پر اسرائیلی حملے کے نتیجے میں 17500 شہری ہلاک ہو گئے۔ مشرق وسطیٰ میں اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی قراردادوں کو نظر انداز کرنے پر ایک قوم کے خلاف تو کچھ نہیں کیا گیا مگر دوسروں کے ایسا کرنے پر فوری پابندیاں عائد کر دی گئیں۔ ان بنیادی وجوہات ہی کے نتیجے میں مشرق وسطیٰ میں گزشتہ ستمبر میں آگ بھڑکتی رہی۔ عربوں کی زمین پر اسرائیلیوں کا قبضہ، فلسطینیوں کی بے دخلی، بمباری، ہلاکتیں، تشدد، ان تمام عوامل کو گزشتہ روز کی وحشیانہ کارروائی کا ایک ہلکے سے ہلکا سبب سمجھا جا سکتا ہے۔

چلئے، ہم اسرائیل کو دوش نہیں دیتے، ہم اس بات کا بھی یقین کر لیتے ہیں کہ صدام حسین اور اسی قماش کے چند دیگر لوگ اس واقعے کی ذمے داری قبول کرتے ہیں، مگر اس معاملے میں تاریخ ہم پر بھی ذمے داری عائد کرتی ہے اور ہمارا تاریک رخ بھی اس کا یقینی طور پر ایک کردار ہے۔ ہمارے جھوٹے وعدوں اور شاید سلطنت عثمانیہ کی تباہی نے بھی اس المیے کی راہ ہموار کی۔ امریکا نے اسرائیل کی جنگوں میں اپنا سرمایہ لگایا ہے اور کئی برسوں سے یہ عمل جاری ہے۔ اگر امریکا عارضی طور پر اس سلسلے کو روک دے، عربوں کے ساتھ معاملات صحیح رخ سے چلائے، موجودہ صدر کی رفتار کار درست ہو تو اسے ایک



غیر معمولی، اہم اور دانش مندانہ قدم قرار دیا جائے گا۔

یہ بات طے ہے کہ امریکا عالمی دہشت گردی کے خلاف ضرور کارروائی کرنا چاہئے گا۔ اس سلسلے میں کون مورد الزام ٹھہرایا جائے گا؟ ہمیں ان لوگوں کو دیکھنا چاہئے جو دہشت گردی کے اسباب اور اس کے سدباب کے لئے دی جانے والی تجاویز کو مسترد کرتے ہیں۔ لیکن جب ہم ایسا کرتے ہیں تو ہمیں کچھ ایسے مسائل کا سامنا ہو سکتا ہے جسے ہم ہٹلر کی موت اور جاپانی فوج کے ہتھیار ڈالنے کے بعد نہیں دیکھ سکے ہیں۔

آٹھ برس پہلے میں نے ایک ٹی وی سیریز بنائی، جس میں یہ کوشش کی کہ لوگوں کو یہ بتایا جائے کہ اکثر مسلمان مغرب سے نفرت کیوں کرتے ہیں۔ گزشتہ رات میں نے اس فلم کے کچھ مسلمان کرداروں کو یاد کیا، جن کے خاندان امریکی بموں اور ہتھیاروں سے ہلاک ہو گئے، انہوں نے بتایا کہ کس طرح خدا نے ان کی مدد کی۔ یہ ٹیکنالوجی اور بنیاد پرستی کی جنگ ہے۔ خودکش دھماکے کرنے والے نیوکلیائی طاقت کے خلاف ہیں۔ ہمیں ان باتوں سے سبق حاصل کر لینا چاہئے۔

رابرٹ فسک کے ان خیالات سے امریکن اتفاق تو ضرور کریں گے لیکن ان کی آخری درخواست پر شاید کان نہ دھریں کیونکہ امریکہ آج بھی خود کو ''سپر پاور'' سمجھتا ہے اور ابھی شاید اسے رابرٹ فسک جیسے دانشوروں کے مشورے پسند نہ آئیں بہرحال طبل جنگ بج چکا ہے امریکی افغانستان پر ماضی کے تمام خدشات ذہن میں رکھنے کے بعد حملہ آور ہو رہے ہیں انہیں اپنی مضبوط فضائیہ اور مضبوط ترین بحریہ پر ناز ہے۔ طالبان کو اپنے زور بازو اور اللہ کی نصرت پر یقین ہے۔ تاریخ کی ستم ظریفی یہ ہے کہ یہاں سچ اور جھوٹ کا فیصلہ کرتے ہوئے بھی کمزور اور طاقتور کے فرق کو واضح کیا جاتا ہے ''طاقت'' بظاہر امریکہ کے

پاس ہے امریکہ کی حیثیت ''باس'' کی سی ہے اور انگریزی کی ضرب المثل ہے کہ

BOSS IS ALWAYS RIGHT

؎ یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصہ محشر میں ہے

طارق اسمٰعیل ساگر

20 ستمبر 2001ء، لاہور